

يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَن يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيَّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا

ترجمہ: اے نبی تم اپنی ازواج سے یہ کہہ دو کہ اگر تم زندانی دنیا اور اسکی زینت کی خواستگار ہو تو او میں تم کو نفع پہنچا دو اور پھر تمہیں نہایت خوبی سے رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی اور آخرت کے گھر کی خواستگار ہو تو اللہ نے تم سے جو نیک ہو نگی ان کے لیے بہت بڑا اجر مہیا فرمایا ہے اے نبی کی بیویوں جو تم میں سے کوئی کھلی بدی کریگی تو اس کو عذاب بھی دہرا دیا جائے گا اور اللہ پر یہ بات آسان ہے۔

تفسیر قمی میں ان آیتوں کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ جناب رسول خدا غزوہ خیبر سے واپس آئے اور یہودیوں کے بڑے بڑے خزانے حضرت کے ہاتھ آئے تو ازواج نے عرض کی کہ جو کچھ آپ کو ملا ہے اس میں ہمیں بھی دیجئیے حضرت نے ان سے فرمایا کہ مجھے جو کچھ ملا ہے وہ تو میں نے حکم خدا کے بموجب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا ہے یہ سنکر وہ غصہ میں ہوئیں اور کہنے لگیں کہ آپ کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ ہمیں طلاق دے دیں تو ہماری قوم میں ہم کو ہمارے ہمسر میسر ہی نہ آسکیں گے جو ہم سے شادی کر لیں۔ انکی یہ بات خدا وند تعالیٰ کو اپنے رسول کی خاطر سے بری معلوم ہوئی اپنے رسول کو حکم دیا کہ تم سب سے الگ رہو چنانچہ حضرت ۲۹ دن تک ان سے الگ رہے مشیر یہ ام ابراہیم میں سکونت گزریں تھے اس عرصہ میں ان سب کو ایام بھی آئے اور پاک بھی ہوگئیں اسکے بعد خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور یہ اختیار دینے والی آیت ہے کہ خواہ رسول کے ہاں رہو یا چلتی پھرتی نظر آو پس حضرت ام سلمہ پہلی تھیں جنہوں نے کھڑے ہو کر عرض کی میں تو اللہ اور اللہ کے رسول کو اختیار کرتی ہوں پھر اور بھی کھڑی ہوگئیں اور یہ کہنے لگیں اس پر خداوند تعالیٰ نے یہ آیت ترجی من نشاء منہن وتوی الیک من نشاء یعنی آپ وہی اختیار جناب رسول خدا کو دے دیا کہ تم ان میں سے جس کو چاہو طلاق دے دو اور جس کو چاہو کہ اپنے پاس رکھ لو چنانچہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جسکو آنحضرت نے اس وقت رکھ لیا وہ تو نکاح میں رہی اور جسکو رخصت کر دیا وہ مطلق ہو گی اور یہ آیت ترجمہ من نشاء منہن وتوی الیک من نشاء آیت یا ایہا النبی قل الانوجک کے ساتھ تھی مگر قرآن جمع کرتے وقت پیچھے ڈال دی بفاحیشہ ومنہ تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فاحشہ منیہ سے مراد تلوار لیکر لڑائی کے لیے نکلنا گویا جنگ جمل میں افواج بصرہ کی جنرل کمانڈنگ حضرت عائشہ اس آیت کی رو سے فاحشہ منیہ کی مرتکب ہوئیں۔

سورہ احزاب (۳۱-۳۲)

وَمَنْ يَفْتِنُ مِنْكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِيهَا أَجْرًا مَّرْتَبَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا (۳۱) يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنَّ اتَّقِيْنَ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا

ترجمہ: اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک عمل بجالائے گی تو ہم اسکا اجر بھی دہرا دیں گے اور ہم نے اس کے لیے اچھی روزی بھی تیار کرا رکھی ہے اے نبی کی عورتو!!!

اگر تم پرہیز گاری کرو تو تم اور عورتوں کی مانند نہیں ہو پس دبی زبان سے باتیں نہ کیا کرو کہ جو شخص جس کے دل میں روگ ہے کس طرح کا لالچ کرے اور نیک یعنی شک سے بچی ہوئی باتیں کیا کرو۔

سورہ احزاب۔ (۳۳)

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ

اور اپنے گھروں میں عزت وقار سے بیٹھی رہو اور قدیم جاہلیت کا سا بناو سنگھار کر کے باہر نہ نکلا کرو اور نمازیں پڑھا کر و او رزکوۃ دیا کرو اور برابر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔

سورہ احزاب۔ (۳۳)

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذِيبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

ترجمہ: اور اپنے اہل بیت سو اس کے نہیں ہے کہ خدا یہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کے رجز کو دور رکھے اور تم کو ایسا پاک کر دے جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ

الاکمال میں بروایت عبداللہ بن مسعود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث منقول ہے کہ جسکا ایک جزو یہ بھی ہے کہ یوسع بن نون وصی موسیٰ بعد موسیٰ کے ۳۰ برس زندہ رہے او رصفیہ بنت شیعہ زوجہ موسیٰ نے ان کے برخلاف خروج کیا اور یہ دعا کی کہ میں امر و صایت کی تم سے زیادہ مستحق ہوں چنانچہ وہ حضرت اس سے لڑے اس کے طرفداروں کو قتل کیا اور جب اسے قید کر دیا تو اس کے ساتھ نیک سلوک کیا۔

اور ابو بکر کی بیٹی میری امت کے ہزاروں آدمیوں کے ساتھ علی علیہ السلام کے مقابلے میں خروج کرنیوالی ہے پس علی بھی اس سے لڑیں گے اس کے حامیوں کو قتل کرینگے اسے قید کر دینگے اور حالت قید میں اس کے ساتھ نیک سلوک کریں گے اور اسی کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ جاہلیت اولیٰ سے صیغہ بنت شیعہ کا واقعہ مراد ہے قول مترجم چونکہ اس امت جناب موسیٰ سے تشبیہ دی گئی ہے کہ اس میں بھی ویسے ہی واقعات گزریں گے لہذا جسے موسیٰ کی غیبت میں بنی اسرائیل نے ان کے خلیفہ سے مخالفت کر کے گو سالہ پرستی کی تھی یہاں بھی آنحضرت کے بعد خلیفہ برحق سے منحرف ہو کر پیر صد سالہ کو خلیفہ بنا بیٹھا اور جیسے وہاں وصی موسیٰ تیس ۳۰ برس ان کے بعد زندہ رہے ویسے ہی یہاں بھی وصی محمد مصطفیٰ تیس ۳۰ برس زندہ رہے وہاں مقابلہ صغیر پر تھی یہاں پر حمیرا تھی

سورہ احزاب۔ (۳۳)

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذِيبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

ترجمہ: الخصال میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے جناب ابو بکر کے سامنے جو حجتیں پیش کی تھی ان میں ایک یہ بھی تھی میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ آیا تطہیر میری شان میں اور میرے اہلبیت کی شان میں نازل ہوئی یا تیری شان میں اور تیرے اہل بیت کی شان میں ابو بکر نے کہا نہیں میرے لیے نہیں بلکہ آپکی اور آپ کے اہل بیت کی شان میں نازل ہوئی فرمایا میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ جس دن یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدا نے میرے اور میری اہل و عیال کو بلا کر یہ

فرمایا تھا کہ یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں یہ تیرے حضور میں حاضر ہو نگے جہنم میں نہ جائیں گے یا تجھے یا تیرے اہل بیت کو بلا کر فرمایا تھا ابو بکر نے کہا نہیں بلکہ آپکو اور آپ کی اہل بیت کو بلا کر فرمایا تھا موقع شوری پر جو حجتیں اس آیت کے متعلق پیش کی گئی

سورہ احزاب (۳۵)

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا

ترجمہ: یقیناً فرما بردار مرد اور اور فرما بردار عورتیں ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور دعا کرنے والے مرد اور دعا کرنے والی عورتیں اور اپنے قول و فعل میں سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھنے والے مرد اور محفوظ رکھنے والی عورتیں اور بہت کثرت سے خدا کی یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لیے خداوند تعالیٰ نے گناہوں کی بخشش اور بہت بڑا اجر مہیا فرماتا ہے تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ مسلم وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جو اپنے پڑوسی کو کوئی گزند نہ پہنچائے اور جو شخص خود پیٹ بھر کر سوئے اور اسکا پڑوسی بھوکا رہے وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان تو وہ ہے جو دلوں میں وقار پاتا ہو اور اسلام وہ ہے جس پر نکاح ہوتا میراث کا ملنا اور قتل سے بچ جانا موقوف ہے ایمان میں اسلام شامل ہے لیکن اسلام میں ایمان شامل نہیں۔

سورہ احزاب - (۳۶)

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ

ترجمہ: اور نہ کسی مومن مرد کے لیے یہ بات موزوں ہے اور نہ کسی مومن عورت کے لیے کہ جب خدا اور اس کے رسول نے ایک بات طے کر دی ہوتو پھر انہیں اس معاملہ میں کچھ بھی اختیار باقی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا یقیناً وہی تو کھلی گمراہی میں پڑے گا۔۔۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے زینب بنت جحش اسد یہ اپنی پھوپھی زاد بہن کو زید ابن حارث اپنے آزاد کردہ غلام کے بارے میں پیغام دیا ہے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ اتنا انتظار کیجئے کہ میں کچھ سوچ لوں اس پر خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جسے سن کر زینب نے عرض کی یا رسول اللہ میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے جو مناسب ہو کیجئے پس آنحضرت نے زید سے اسکا نکاح کر دیا۔

سورہ احزاب (۳۷)

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَنْزَاجِ أَدْعِيائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا

ترجمہ: اور اے رسول جن وقت تم اس سے جس پر اللہ نے بھی احسان کیا تھا اور تم نے بھی احسان کیا تھا یہ کہہ رہے تھے کہ تو اپنی زوجہ کو اپنے پاس رہنے دو اور اللہ سے ڈر اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جسکو اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں کی بدگوئی سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ تم اس سے ڈرا کرو پس جب زید اس سے اپنی حاجت پوری کر دچکا تو ہم نے اس عورت کو اس عرض سے تمہاری زوجیت میں دیدیا کہ مومنوں کے لیے انکی منتبے اولاد کی ازواج کے بارے میں جبکہ وہ اپنی حاجت پوری کر چکا کریں کوئی روک ٹوک نہ رہے اور خدا کا حکم ہو کر رہا۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کتاب میں روایت ہے کہ ام المومنین زینب جناب رسول خدا سے یہ عرض کیا کرتی تھی کہ مجھے تین خصلیتیں اپنی حاصل ہیں جو آپکی ازواج میں سے کی تو نہ ملیں ایک یہ کہ میرے اور آپ کے اجداد ایک ہیں۔ ۲۔ دوسرے یہ کہ میرا عقد آپکے ساتھ خود خداوند تعالیٰ نے کیا تیسرے یہ کہ اس تمام معاملہ کی ایلچی گری کا کام جبرئیل امین نے کیا۔

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب رسول خدا نے زینب کا نکاح زید سے کر دیا تو جب تک خدا کو منظور تھا زینب اس کے گھر میں رہیں پھر ان دونوں میں کسی بات پر جھگڑا ہو اور وہ قصہ آنحضرت تک پہنچا اس وقت زید نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اسے طلاق دے دو اس لیے کہ ایک تو اس میں تکبر ہے اور دوسرے مجھ کو اپنی زبان سے ایذا دیتی رہتی ہے آنحضرت نے فرمایا کہ خدا سے ڈر اپنی زوجہ کو اپنے پاس رہنے دو اور اسکے ساتھ نیک سلوک کرتا رہ مگر آخر نوبت یہ پہنچی کہ زید نے اسے طلاق دے دی اور جب عدت گزر گئی تو خداوند تعالیٰ نے وہ آیت نازل کی جس سے معلوم ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے خود اسکا نکاح آنحضرت سے کر دیا تھا اور اس آیت میں اسکی غرض بھی بتلا دی کہ منتبے حقیقت میں بیٹا نہیں ہے لہذا جو لوگ اس کی زوجہ کو مثل حقیقی بیٹے کی زوجہ کے سمجھتے ہیں یہ انکی غلطی ہے اور اس کی غلطی دور کرنا مدنظر تھا جو بوجہ احسن دور کردی گئی العیون میں جناب علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ تین نکاح ایسے ہیں جنکا اہتمام خود پروردگار عالم نے فرمایا۔

۱۔ اول حضرت حوا کا نکاح حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ

۲۔ دوسرے ام المومنین زینب کا نکاح جناب رسول خدا کے ساتھ

۳۔ جناب سیدہ نساء العالمین جناب فاطمہ زہرا کا نکاح سیدالوصین امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ

سورہ احزاب - (۴۰)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ خدا کے رسول ہیں پیغمبروں کا خاتمہ اور اللہ ہر چیز کا پورا پورا جاننے والا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت زید ابن حارث کے بارے میں نازل ہوئی کہ قریش یہ کہتے تھے کہ محمد ہم پر تو منتبے کے بارے میں طعن کرتے ہیں اور خود زید کو منتبے کر لیا ہے پس خداوند تعالیٰ نے

انکے اس قول کو رد کر دیا ولکن رسول اللہ - تفسیر قمی میں ہے کہ ہر رسول اپنی امت کا باپ ہے لیکن اس حیثیت سے نہیں کہ امت کے لوگوں کی بیٹیاں یا مطلقہ عورتیں اسکے لیے نکاح میں لانی حرام ہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ انکا خیرخواہ ہے شفیق ہے اور ان پر اسکی اطاعت و تعظیم واجب ہے پس زید ابن حارث بھی داخل امت تھا -

خاتم النبیین تفسیر صافی میں ہے کہ اسکی قرأت دونوں طرح آئی ہے یعنی تاکہ زبر بھی زیر بھی المناقب میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ یا علی علیہ السلام میں خاتم انبیاء ہوں اور تم خاتم اولولیا ء اور جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جناب محمد مصطفیٰ ہر ایک ہزار انبیاء کا خاتمہ ہو اور مجھ پر ایک ہزار اوصیاء کا مگر کسی کے فرائض ایسے سخت نہیں ہوئے جیسے کہ میرے۔

سورة احزاب (۴۱)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا

ترجمہ: اے ایمان لانے والو اللہ کی یاد بہت کیا کرو -

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تسبیح فاطمہ زہرا اسلام اللہ علیہ اس ذکر کثیر میں داخل ہیں جسکا خدا وند تعالیٰ نے اس آیت میں حکم دیا ہے۔

سورة احزاب (۴۲)

ترجمہ: وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

اور اسکی پاکی صبح وشام بیان کرو

سورة احزاب (۴۳)

هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا

ترجمہ: وہ وہی ہے جو خود اور اس کے فرشتے تم پر صلوات بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم کو کفر و نفاق کے اندھروں سے ایمان کی روشنی کی طرف نکال لائے اور وہ مومنوں پر بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص محمد و آل محمد پر ۱۰ مرتبہ درود بھیجتا ہے خداوند تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ۱۰۰ مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور جو شخص محمد و آل محمد پر ۱۰۰ مرتبہ درود بھیجتا ہے خدا وند تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ۱۰۰۰ مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور اس کا اس آیت میں ذکر ہے

سورة احزاب (۴۴)

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا

ترجمہ: جس دن روز قیامت یہ لوگ خدا وند تعالیٰ سے ملیں گے انکی اعلیٰ درجہ کی مدارت ہو گی اور خدا وند تعالیٰ نے ان کے لیے بہت اچھا اجر تیار کر رکھا ہے

سورہ احزاب (۴۵)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

اے نبی ہم نے تم کو گواہ اور خوشخبری دینے والا ڈرانے والا بنا کر بھیجا

سورہ احزاب (۴۶)

وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا

ترجمہ: اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشنی پہنچانے والا چراغ بنا کر بھیجا

سورہ احزاب - (۴۷)

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنْ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا

اور مومنین کو یہ خوشخبری پہنچادو کہ اللہ کی طرف سے ان پر بہت بڑا فضل ہے

سورہ احزاب (۴۸)

وَلَا تَطْعَمِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعِ أَذَانُكُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا

ترجمہ: اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانو اور ان کو ایذا دینا چھوڑ دو اور اللہ پر بھروسہ کرو اور کار سازی کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔

محمد - احمد - ابو قاسم - بشیر - نذیر اور داعی الکفة - رسول خدا کے نام ہیں

داعی الی - اللہ لوگوں کے پروردگار کے دین کی طرف بلانے والا

نذیر جو نافرمانی کرے اسکو آتش جہنم سے ڈرانے والا

مبشر یا بشیر - جو میری اطاعت کرے اسے جنت کی خوشخبری پہنچائے والا

سورہ احزاب (۵۶)

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

ترجمہ: بالتحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی یعنی (محمد وآل محمد) پر دورد بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر دورد بھیجو اور انکی فضلیتوں کو ایساتسلیم کرو جیسا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے

سورہ احزاب - (۵۷)

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا

ترجمہ: بالتحقیق جو لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ نے ان پر دنیا میں اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔

سورہ احزاب (۵۸)

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا

ترجمہ: اور جو لوگ مومن ایمان دار مردوں اور مومن عورتوں کو بلا قصور ایذا پہنچاتے ہیں وہ بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے ذمہ لیتے ہیں

سورہ احزاب (۵۹)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكُمْ وَبَنَاتِكُمْ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

ترجمہ: اے نبی تم اپنی ازواج سے اپنی بیٹیوں اور راہل ایمان کی عورتوں سے یہ کہہ دو کہ اپنی چادروں سے گھونگھٹ نکال لیا کریں اس سے قرین عقل ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور ستائی نہ جائیں اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے

تفسیر قمی میں ہے کہ خدا کی طرف سے صلوات تو آنحضرت اور انکی اولاد کو پاک کرنا اور تعریف کرنا ہے اور فرشتوں کی طرف صلوات آنحضرت کی مداح ثنا کرنا ہے اور آدمیوں کی طرف سے صلوات ان حضرات کے لیے دعا کرنا اور انکی فضیلتوں کا اقرار کرنا ہے اور خداوند تعالیٰ کا یہ قول جو ہے سلمو تسلیما اس کا مطلب ہے کہ آنحضرت کو اور انکی آل کو والی مطلق تسلیم کرو اور جو کچھ آنحضرت نے پہنچایا ہے اس سب کو مانو۔

احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ اس آیت کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ظاہر تو خداوند تعالیٰ کا یہ قول ہے صلوا علیہ اور باطن یہ قول ہے سلمو تسلیما جس کے معنی کہ جس کو آنحضرت نے اپنا وصی قرار دیا ہے اور تم سب پر اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے اسکی فضیلت کو اس کے بارے میں جو حکم تم کو دیا ہے اس کو تسلیم کر جیسے تسلیم کرنے کا حق ہے اور یہ بات پھر فرمایا انہی میں سے جن کی میں نے تم کو اطلاع دی ہے کہ اس کی تاویل کو صرف وہی جانتا ہے جس کی حس لطیف ذہن صاف اور قوت تمیز صحیح ہو۔

سورہ احزاب (۵۷)

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا

ترجمہ: بالتحقیق جو لوگ اللہ اور اللہ کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا میں اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے جنہوں نے جناب امیر المومنین کا حق غصب کیا اور جناب فاطمہ زہرا کا حق چھینا اور ان کو ایذا پہنچائی حالانکہ جناب رسول خدا صاف صاف فرما چکے تھے کہ جس شخص نے فاطمہ زہرا کو میری زندگی میں ایذا دی ایسا ہی ہے جیسا کہ اس کو میری وفات کے بعد ستایا اور جس نے میری وفات کے بعد اس کو ایذا دی اس نے خود مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی اور ایسے لوگوں کے بارے میں خدا قرآن میں فرماتا ہے تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے مولائے مبارک داڑھی کو ہاتھ میں لیکر فرمایا کہا اسی طرح مجھ سے جناب رسول خدا نے اپنے ہوئے مبارک (داڑھی) اپنے دست مبارک میں لیکر یہ حدیث بیان فرمائی کہ اے علی! جس شخص نے تمہارے ایک بال کو بھی ایذا پہنچائی تو اس نے یقیناً خداوند تعالیٰ کو ایذا پہنچائی اور جس نے خداوند تعالیٰ کو ایذا پہنچائی اس پر خدا کی لعنت ہے تہذیب الاحکام میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک رات جناب رسول خدا نے بحکم خدا نماز پڑھنے میں تاخیر کی پس عمر ابن خطاب (کمینے نے) دروازہ بیت الشرف پر آیا اور دروازہ کٹھکٹھایا اور غل مچانے لگا کہ یا رسول اللہ! عورتیں بھی سو گئیں بچے بھی سو گئے لیکن آپ نے ابھی تک نماز عشا نہیں پڑھی یہ سن کر آنحضرت برآمد ہوئے اور ارشاد فرمایا تم کو ہرگز جائز نہیں کہ مجھے ایذا دو اور مجھ پر حکم چلاؤ تم سب پر لازم ہے کہ میری بات سنو اور میری اطاعت کرو۔

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ رسول خدا نے کسی مہم پر ایک لشکر بھیجا ان سب کا سردار جناب امیر کو مقرر کیا اور جناب رسول خدا جب بھی کبھی کسی جگہ لشکر بھیجتے تھے اور اس میں جناب امیر المومنین بھی ہوتے تھے تو انہیں کو امیر لشکر بنایا کرتے تھے غرضیکہ جب وہ لشکر کا میاب ہو اور مسلمانوں کو ایک لونڈی مول لیتی چاہی اور قیمت اس کی مال غنیمت میں سے دینی چاہی تو حاطب ابن ابی بلتعہ اور بریدہ اسلمی کو یہ امر ناگوار گزرا اور دونوں نے کنیز کی قیمت بڑھادی جب حضرت نے انکا مکر اور قیمت بڑھانا ملاحظہ فرمایا تو اس دن اس کی خریداری موقوف رکھی اور اس بات کے منتظر رہے کہ اس کی قیمت کہاں تک بڑھی ہے پھر ان جناب نے وہ لونڈی خریدی جب وہ لوگ واپس آئے تو ان دونوں نے اتفاق کر لیا کہ اس واقعہ کی خیر جناب رسول خدا کو ضرور دینی چاہئے غرض بریدہ اسلمی آنحضرت کے سامنے آکھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ آپ نے یہ بھی سنا ہے کہ علی ابن ابی طالب نے مسلمانوں کے برخلاف مال غنیمت سے ایک لونڈی خریدی ہے یہ سنکر آنحضرت نے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا

اس کے بعد جناب رسول خدا کو ایسا غصہ آیا کہ اس سے پہلے کبھی ویسا غصہ نہ آیا تھا اور نہ بعد اس کے ویسا غصہ آیا رنگ رخ مبارک متغیر ہو گیا منہ سے کف جاری ہو گئے شہ رگ بھی ابھر آئی اعضاء بھی کانپنے لگے پھر ارشاد فرمایا کہ اے بریدہ!! تجھے ہو کیا گیا ہے کہ تو رسول خدا کو ایذا دے رہا ہے کیا تو نے خدا تعالیٰ کا قول نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے۔

ان الذین --- بضمن اللہ فی الدنیا والآخرۃ

بریدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے تو خیال نہیں کہ میں نے کبھی حضور کو اذیت کا ارادہ بھی کیا ہو آنحضرت نے فرمایا اے بریدہ!!! کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ علی ابن ابی طالب مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں جس نے علی کو ایذا دی اس نے یقیناً مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس

نے یقیناً خدا کو ایذا دی اور خداوند عالم کے ذمہ لازم ہے کہ اس کو آتش جہنم میں درد ناک عذاب سے ایذا پہنچائے اے بریدہ!! کیا تو زیادہ جاننے والا ہے یا خدا عزوجل کیا تیرا علم زیادہ ہے یا لوح محفوظ کے پڑھنے والوں کا کیا تیرا علم پڑھا ہوا ہے یا ملائکہ ارحام کا بریدہ نے جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ کا اور لوح محفوظ کے پڑھنے والے اور ملائکہ ارحام مجھ سے بدرجہا زیادہ علم رکھتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ اے بریدہ کیا تو زیادہ واقفیت رکھتا ہے یا وہ فرشتے جو علی ابن ابی طالب کے حافظان اعمال ہیں بریدہ نے عرض کی بلکہ حافظان اعمال علی ابن ابی طالب یہ نسبت میرے زیادہ واقف ہیں آنحضرت نے فرمایا پھر تو کس لیے علی ابن ابی طالب کو خطا دار ٹھہراتا ہے اور کیوں انکو ملامت اور جزو نو بیچ کرتا ہے اور کیوں ان کے فعل میں برائی نکالتا ہے آگاہ ہو جا کہ جبریل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ حافظان اعمال نے علی ابن ابی طالب کی ولادت سے لیکر اس وقت تک ان کی خطائیں نہیں لکھی اور ملائکہ ارحام نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ علی ابن ابی طالب کی ولادت سے پہلے جبکہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن مبارک میں مجھے یہ لکھ دیا گیا ہے کہ علی ابن ابی طالب سے کبھی کوئی گناہ سرزد نہیں ہو گا اور جبکہ میں شب معراج آسمان پر گیا تو مجھ سے ان فرشتوں نے جو لوح محفوظ پڑھتے ہیں یہ بیان کیا کہ ہم نے لوح محفوظ پر لکھا ہو ادیکھا ہے۔ کہ علی ابن ابی طالب ہر گناہ اور خطا سے معصوم و محفوظ ہیں اے بریدہ! پھر تو کس لئے علی کو خطا وار بناتا ہے حالانکہ پروردگار عالم نے اور ملائکہ مقربین نے ان کے جواب پر ہونے کی خبر دی ہے اے بریدہ تو علی ابن ابی طالب پر اعتراض نہ کیا کر اور سوائے خیر و خوبی اور نیکی کے کوئی بات انکی شان میں نہ کہا کرو کہ امیر المومنین اور سید الصالحین اور قاسم المسلمین اور قائد القرامچہ المہمین اور جنت اور دوزخ کو تقسیم کرنے والے ہیں وہی قیامت کے دن روزخ سے فرمائیں گے کہ یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے اے بریدہ کیا تجھے خبر نہیں کہ علی ابن ابی طالب کا حق تم سب مسلمانوں پر یہ ہے کہ تم لوگ ان سے برا برتاؤ نہ کرو اور ان سے دشمنی نہ رکھو اور اپنے نفسوں کو ان پر فضیلت نہ دو افسوس علی ابن ابی طالب کی جو قدر منزلت خدا نے تعالیٰ کے نزدیک ہے بہ نسبت اس کے تمہارے نزدیک کچھ بھی نہیں اے لوگوں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں علی ابن ابی طالب کا مرتبہ تم سے بیان کروں سب نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور ارشاد ہو اس وقت آنحضرت نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ کہ روز قیامت حق سبحانہ تعالیٰ ایک قوم کو محشور فرمائے گا جنکے گناہوں سے میزان اعمال محمول ہو جائے گی اس وقت ارشاد ہو گا اے میرے بندو!! یہ گناہ تو تمہارے موجود ہیں نیکیاں بھی اپنی دکھاو ورنہ تم ہلاک کئے جاؤ گے وہ عرض کریں گے پروردگار! ہم کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ ہم نے کچھ نیک کام کیے ہیں بھی یا نہیں!! اس وقت خداوند تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی کہ اے میرے بندو!! اگر تم کو اپنی نیکیاں معلوم نہیں تو نہ ہوں مجھے ان کا علم ہے اور میں اسکا معاوضہ تمہیں پورا پورا دوں گا پھر بحکم خدا ہو اچلے گی اور وہ ایک چھوٹا سا پرچہ لا کر نیکیوں کے پلے میں ڈال دے گی جس وجہ سے نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے گا اور گناہوں کا پلہ اتنا بلند ہو جائے گا جتنا آسمان و زمین کا فاصلہ اس وقت ان لوگوں میں سے ایک کو کہا جائیگا کہ تو اپنے ماں باپ بھائیوں بہنوں اور خاص عزیزوں اور دوستوں کا ہاتھ پکڑے اور ان سب کو جنت میں داخل کر دے۔ اہل محشر عرض کریں گے بارالہیا! ان کے گناہ تو ہم نے پہچان لیے یہ نیکی کیا تھی پردہ غیب سے آواز آئے گی اے میرے بندو! ان میں سے جس کسی کا قرض کسی برادر ایمانی پر ہوتا تھا تو صاحب قرض یہ کہہ دیا کرتا تھا کہ چونکہ تو علی ابن ابی طالب کا دوست ہے اس لیے میں بھی تجھ سے محبت کرتا ہوں اس لیے یہ قرضہ بھی رہنے دے اور میرے مال میں سے جتنا چاہئے اور لے لو پس ہم نے ان دونوں کی یہ نیکی قبول کر لی اور ان کے گناہ معاف کر دئے اور آج کے دن وہ نیکی ہم نے ان کی ترازو میں رکھ دی اور دونوں کے لیے مع ان کے والدین کے جنت واجب کر دی۔

پھر ارشاد ہوا اے بریدہ!! جو لوگ دشمنی علی ابن ابی طالب کی وجہ سے دوزخ میں جائیں گے ان کی تعداد ان کنکریوں سے بھی زیادہ ہو گی جو جمرات پر ماری جاتی ہیں۔

اے بریدہ !! تو ہمیشہ خوف رکھ ایسا نہ ہو کہ دشمنان علی میں تیرا بھی شمار ہو جائے

سورہ احزاب (۵۸)

وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا

ترجمہ: جو لوگ ایماندار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو بلا قصور ایذا پہنچاتے ہیں وہ بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے ذمہ لیتے ہیں

تفسیر قمی میں ہے کہ المؤمنین سے مراد علی المرتضیٰ علیہ السلام اور المؤمنات سے مراد جناب فاطمہ زہرہ سلام اللہ علیہ خاص طور پر مراد ہیں باقی ایمان لانے والے عام طور پر کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک منادی منجانب خداتعالیٰ ندا دیگا کہ میرے اولیاء کو ایذا دینے والے کہاں ہیں اس وقت کچھ لوگ کھڑے ہو نگے جنکے چہروں پر گوشت نہیں ہو گا اور کہا جائے گا کہ یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے مومنین کو ایذا دی اور ان سے دشمنی کی اور ان سے عناد برتا اور ان کے دین کے سبب ان کے ساتھ سختی کی اس پر حکم دیا جائے گا کہ ان سب کو جہنم میں پہنچا دو الخصال میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آدمی دو قسم کے ہیں مومن اور جائل پس مومن کو تو کوئی ایذا نہ دو اور جائل سے بجاہالت پیش نہ آو ورنہ تم بھی ویسے ہی ہو جاؤ گے۔

سورہ احزاب (۵۹)

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأَزْوَاجِكُمْ وَبَنَاتِكُمْ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

ترجمہ: اے نبی تم اپنی ازواج اور اپنی بیٹیوں سے اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی چادر سے گھونگھٹ نکال لیا کریں اس سے قریں (عقل) ہے کہ وہ پہچانی جائیں اور سنائی جائیں اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ عورتیں اپنے گھروں سے نکل کر مسجد میں آتی تھیں اور جناب رسول خدا کے پیچھے نماز پڑھتی تھی پس جب رات ہوتی نماز مغرب و عشاء کی نماز کے لیے آتیں یا اندھیرے سے صبح کی نماز کے لیے آتیں اور تو نوجوان لوگ راستے میں بیٹھ جاتے اور انہیں ایذا پہنچاتے اور ان سے مقرض ہوتے پس خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

سورہ احزاب (۶۰)

لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا

ترجمہ: اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹی خبریں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم ضرور تم کو ان کے در پے کر دینگے اور پھر وہ اس شہر میں تمہارے پڑوس میں نہ رہیں گے مگر بہت ہی کم اور ہر طرف ان پر لعنت ہوتی رہی گی۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مدینہ منورہ میں جناب رسول خدا کی نسبت چھوٹی خبریں اڑایا کرتے تھے جب آنحضرت کسی غزوہ میں جاتے تو کہہ دیا جاتا تھا کہ آنحضرت قتل کر دیئے گئے یا قید کر لیے گئے وغیرہ وغیرہ اس سے مومنوں کو رنج اٹھانا پڑتا تھا اور وہ آنحضرت سے شکایت کرتے پس خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی جناب محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس آیت کی رو سے ایسے لوگوں پر لعنت واجب ہے جیسے کہ اس آیت میں مذکورہ ہے کیونکہ ملتین فرمانے کے بعد کوئی موقع تو یہ وغیرہ کا ان کے لیے نہیں چھوڑا۔

سورہ احزاب (۶۸-۶۴)

إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا (۶۴) خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (۶۵) يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَّا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ (۶۶) وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَ (۶۷) رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنَهُمُ لَعْنًا كَبِيرًا ترجمہ: بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی ہے جسمیں وہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے نہ کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ جس دن ان کے منہ جہنم میں اوندھا دیے جائیں گے وہ یہ کہتے ہو نگے کہ کاش ہم اللہ کی اطاعت اور کاش ہم یہ بھی عرض کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار یقیناً ہم نے اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑے کی اطاعت کی تھی پس انہوں نے ہمیں راہ راست سے بھڑکا دیا۔

دہرہ اے ہمارے پروردگار ان کو عذاب کا دوسرا حصہ دے اور ان پر لعنت بھی بڑی سی لعنت کر۔

تفسیر قمی میں ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے آل محمد کا حق غصب کیا ان میں دو (ابو بکر و عمر) اول نمبر کے ہیں جنہوں نے ظلم و غضب کی ابتدا کی۔

السبیلہ : تفسیر قمی میں ہے کہ سبیل سے مراد جناب امیر المومنین ہیں والعنہم لعنا کبیرا : تفسیر معافی میں کہ اس کی قرأت یوں بھی الجنہم لضاے کثیرا قول مترجم یہ بات بہت غور سے دیکھنے اور سمجھنے کے قابل ہے کہ جو لوگ منافقین غاصبین و ظالمین پر لعنت کرنے سے خود بھی باز رہتے ہیں اور لوگوں کو بھی باز رکھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ قیامت کے دن تقرب و جو جہنم فی النار کی مد میں بھی آئینگے ان ظالم بزرگوں کو لعنت سے بچانا کیسا ان پر دنیا میں بھی لعنت رہی مگر مومنین کی زبانوں پر اور آخرت میں بھی لعنت رہی اور وہ بھی اپنے تابعین ماننے والوں کے منہ سے۔

سورہ احزاب (۷۱)

يُصَلِّحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

ترجمہ: اور جو اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کریگا اسی نے تو بڑی کامیابی حاصل کی اور جو شخص علی مرتضیٰ اور انکے بعد ائمہ علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں اطاعت کر یگا کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی بعد میں یہ ٹکڑا نکال دیا گیا۔ ومن یطع اللہ ورسولہ (فی ولایة علی وائمہ من بعدہ) فقد فاز فوزا عظیما۔ جو شخص علی مرتضیٰ اور انکے بعد کے ائمہ کی ولایت کے بارے میں خدا اور رسول خدا کی اطاعت کریگا وہ یقیناً بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔

سورہ سبأ (۲۰-۱۹)

وَلَقَدْ صَدَقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (۲۰) وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ وَرَبُّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيفٌ

ترجمہ: بیشک اسے واقعے سے ہر برے صبر و شکر کرنے والے کے لیے نشانیاں موجود ہیں اور یقیناً ابلیس نے ان کے بارے میں اپنی رائے کو سچ کر دکھایا کہ سوائے مومنوں کے ایک گروہ کے سب ہی اس کے پیروکار ہو گئے اور اسکا ان پر کوئی قابو تو تھا نہیں مگر اس لیے کہ ہم انکو جو آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان سے جو اس کی طرف شک میں ہیں الگ پہچان ہیں اور تمہارا پروردگار ہر چیز کا نگران ہے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خداوند تعالیٰ نے اپنے نبی کو علی مرتضیٰ علیہ السلام کے بارے میں غدیر خم کے مقام پر یہ حکم بھیجا۔

ایہا الرسول بلغ ما انزل :

یعنی کل آدمیوں کے لیے ان کو امیر بنا دو اور آنحضرت نے بنادیا اور فرمایا من کنت مولا فا هذا علی مولا۔ اس وقت سارے ابلیس جمع ہو کر ابلیس اکبر کے پاس سروں میں خاک ڈالتے ہوئے آئے اس نے ان سے کہا کہ تم کو کیا ہو گیا ہے انہوں نے کہا کہ اس شخص رسول خدا نے آج وہ گرہ باندھی ہے جسے قیامت تک کوئی چیز نہیں کھول سکے گی ابلیس اکبر نے کہا کیا تم پاگل ہو گئے ہو یہ جو اسکے (رسول خدا) کے گرد پیش جمع ہیں یہی مجھ سے اس کے کھولنے کا وعدہ کر چکے ہیں اور وہ وعدہ بھی ایسا پکا کہ برگز اسکے خلاف نہ کرینگے اسی کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل فرمائی کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کی تاویل جناب رسول خدا کے انتقال کے بعد ہی ظاہر ہو گئی اور وہ ظن ابلیس کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ جس وقت منافقین نے مقام خم غدیر پر خود جناب رسول خدا کی نسبت سے یہ کہا یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اپنی خواہش نفسانی سے کہہ رہے ہیں اور اس وقت ابلیس نے ظن کیا تھا یہ ڈھب پر آجانے والے ہیں اور انہوں نے اس کے ظن کو سچا کر دکھایا۔

سورہ سباء (۲۳)

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ

ترجمہ: اور اس کے حضور میں کوئی سفارش نفع نہ دے گی سوائے اس شخص کی سفارش کے جس کے لیے وہ حکم دیدے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ قیامت کے دن انبیاء اور اولیاء اور رسولوں میں سے کوئی بھی اس وقت تک شفاعت کے بارے میں زبان نہ کھولے گا جب تک کہ خداوند تعالیٰ اس کو اذن نہ دیگا مگر جناب رسول خدا اس سے متنتی ہیں کہ اسلئے کہ ان کو خداوند تعالیٰ نے روز قیامت سے پہلے ہی شفاعت کرنے کا اذن دے دیا ہے اور شفاعت کرنا ان کا حق ہے اور ان ائمہ کا جو آنحضرت کی اولاد ہیں اس کے بعد کہیں اور انبیاء کا حق ہے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اولین و آخرین میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو قیامت کے دن جناب رسول خدا کا محتاج نہ وہ پھر فرمایا کہ جناب رسول خدا کی شفاعت عام امت کے بارے میں ہو گی اور ہماری شفاعت خاص شیعوں کے بارے میں اور ہمارے شیعوں کی شفاعت اپنے اپنے متعلقین کے بارے میں بھی پھر فرمایا کہ ایک ایک مومن اتنے آدمیوں کے

بارے شفاعت کرسکے گا جتنے قبیلہ ربیعہ مضر کے آدمی ہیں اور مومن اپنے خادموں اور نوکروں تک کی شفاعت کرسکے گا عرض کریگا اے پروردگار یہ میرا خادم ہے مجھے گرمی اور سردی سے محفوظ رکھا کرتا تھا۔ اس کا حق خدمت میرے ذمہ ہے اسے بھی اس حق کے عوض بخش دے مومن کی خاطر سے یہ سفارش مان لی جائے گی۔

سورہ سباء (۳۷)

فَأُولَئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضَّعْفِ بِمَا عَمِلُوا

ترجمہ: ایسے لوگ ہی تو ہیں جو عمل بھی وہ کریں گے اسکا دو چند معاوضہ ان کے لیے مہیا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے امراء کا ذکر کر کے ان کی کچھ مذمت کی حضرت نے فرمایا خاموش رہ اس لیے کہ متمول شخص اگر صلہ رحمی کرنے والا ہو اور اپنے بھائیوں کے حق میں نیکی کرنے والا ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دوہرا اجر عطا فرمائے گا اس لیے خداوند تعالیٰ نے اس آیت میں فرماتا ہے۔

سورہ سباء (۳۹)

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

ترجمہ: او رجو چیز بھی تم اس کی راہ میں خرچ کرو گے پس وہ اس کا عوض ضرور دیگا اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر شب جمعہ کو امر خداوندی آسمان سے دنیا پر اول ہی رات سے اتر آتا ہے اور یہ رات کے پچھلے تہائی کے حصہ میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے اور اس امر کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو برابر طلوع فجر تک یہ آواز دیتا رہتا ہے آیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے آیا کوئی گناہوں کی بخشش چاہنے والا ہے کہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں آیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ اس کی حاجت پوری کی جائے یا اللہ تو خرچ کرنے والے کو اس کا عوض دے اور ہر بخیل کا مال تلف کر دے پھر جب فجر طلوع کرتی ہے تو امر خداوندی عرش کی طرف لوٹ جاتا ہے اور رزق بندوں مابین تقسیم کیا جاتا ہے پھر ارشاد فرمایا اس قول (وما انفتم) کا یہی مطلب ہے۔

کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص میسر ہونے کی حالت میں سخاوت کے لیے اپنا ہاتھ پھیلا دیگا اور جو کچھ وہ خرچ کرے گا خداوند تعالیٰ دنیا میں اس کا عوض دیگا اور آخر میں کئی گنا ثواب کسی شخص نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور میں عرض کی کہ میں راہ خدا میں خرچ کرتا ہوں مگر اس کا عوض نہیں دیکھتا فرمایا کیا تیرا یہ گمان ہے کہ خداوند تعالیٰ وعدہ خلافی کرے گا عرض کی نہیں فرمایا کس وجہ سے کہنے لگا میں نہیں جانتا فرمایا اگر تم میں سے کوئی شخص (حلال طریقہ) سے مال پیدا کرے گا اور اس کا جو پیسہ بھی خرچ کریگا اسکا عوض پالے گا جناب امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے اپنے غلام سے پوچھا کہ آیا تم نے کچھ خرچ کیا عرض کی کچھ نہیں تو ان حضرت فرمائے لگے کہ پھر خداوند تعالیٰ عوض کس چیز کا عطا فرمائے گا۔

سورہ فاطر (۸)

أَقَمَّنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا

ترجمہ: کیا وہ شخص جسکی نظر میں اسکی بد کرداری کو زینت دیدی گئی ہے اور پھر اس کو وہ اچھا سمجھتا ہے کہیں اسکے ماند ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں کرتا پس اللہ جس سے چاہتا ہے توفیق ہدایت سلب کر لیتا ہے اور جسکی چاہتا ہے راہبری فرما دیتا ہے

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت زریق اور جتر اول دوم کے بارے میں نازل ہوئی ذریق نیلی آنکھوں والا اول ابو بکر جتر لومٹری کی خصلت والا دوئم عمر

سورہ فاطر (۱۰)

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا

ترجمہ: جو شخص عزت کا خواستگار ہو تو پوری عزت خدا ہی کے لیے ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ تمہارا پروردگار یہ فرماتا ہے کہ ہمیشہ کے لیے حقیقی عزت رکھنے والا میں ہوں پس جس شخص کو دین و دنیا میں عزت درکار ہو اسے چاہے کہ حقیقی عزت والے کی اطاعت کرے۔

سورہ فاطر (۱۰)

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ

ترجمہ: اسی کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھ کر پہنچتے ہیں اور وہی نیک عمل کو بلند کرتا ہے اور جو چالیں کر کے بدیاں کرتے رہتے ہیں انہی کے لیے سخت شدید عذاب ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ کلمہ اخلاص اور اس بات کا اقرار کہ جناب رسول خدا کے پاس سے جو جو فریضے لائے جن میں ولایت امیر المومنین علیہ السلام بھی داخل ہیں برحق ہیں یہ اقرار عمل صالح کو خدا کی حضور تک پہنچا دیتا ہے امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ کلمة الطيب مومن کا قول ہے

لا اله الا محمد رسول الله وعلی ولی الله وخلیفه رسول الله

اور عمل صالح اس بات کا قلبی اعتقاد کہ یہ حق ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ پروردگار عالم کی طرف سے ہے

اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ہر قول کی جانچ عمل سے ہوتی ہے جو اس کی تصدیق یا تکذیب کر دیتا ہے پس جب فرزند آدم کچھ کہتا ہے اور اپنے عمل سے اس کو سچا کر دکھاتا ہے تو اس کا وہ قول بوجہ عمل کے خدا کے حضور میں پہنچ جاتا ہے اور جب عمل خود اپنے قول کے برخلاف کرتا ہے تو اسکا وہ قول اس عمل خبیث کے ساتھ رد کر دیا جاتا ہے اور خود عمل کرنے والے کے ساتھ جہنم میں پھینکا جائے گا۔

تفسیر کافی میں ہے کہ ایک قول کے بموجب اس سے قریش کی وہ چالیں مراد ہیں جو دراندہ میں جناب رسول خدا کے لیے کی گئی تھیں یعنی آنحضرت کو قید کر لیں یا قتل یا جلاد وطن کر دیں اسی طرح اصحاب سقیفہ کی چالیں بھی اس میں داخل ہیں جنہوں نے وصیت نبی کو رد کیا اور وصی نبی کو محروم کر دیا

سورہ فاطر (۱۱)

وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ

ترجمہ: اور کسی بوڑھے کو زیادہ عمر نہیں دی جاتی اور نہ اس کی عمر میں سے کچھ گھٹائی جاتی ہے مگر یہ کہ نوشہ خدا میں موجود ہے۔

الجوامع میں ہے کہ اسکا مطلب ہے کہ جو عمر گھٹائی یا بڑھائی جاتی ہے اس کا نوشہ پہلے سے موجود ہے یعنی لوح محفوظ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر فلاں شخص اطاعت خداوند ی کرے گا تو فلاں وقت تک زندہ رہے گا اور جب نافرمانی کریگا تو اس کی عمر میں اتنا کم کر دیا جائے گا اور اس امر کی جانب سے جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ صدقہ اور عزیزوں کے ساتھ نیک سلوک یہ دو چیزیں ملکوں کو آباد کرتی ہیں اور عمروں کو زیادہ۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم کو ایک چیز بھی ایسی معلوم نہیں جو صلہ رحمی کے مانند عمر کو بڑھا دے یہاں تک کہ اگر کسی شخص کی حیات صرف ۳ برس باقی ہو اور اس سے کوئی صلہ رحمی بن پڑے تو خداوند تعالیٰ اس میں ۳۰ برس کا اضافہ فرما دیتا ہے اور ۳۳ برس کر دیتا ہے اور اگر ۳۳ برس ہو اور قطعہ رحمی ہو جائے تو اسکی عمر میں سے ۳۰ کاٹ دیتا ہے اور بجائے ۳۳ برس کے ۳ برس رہ جاتی ہے

سورہ فاطر (۲۸)

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ

ترجمہ: اور اللہ کے بندوں میں سے صرف علما اللہ سے ڈرتے ہیں تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں علما سے مراد وہ لوگ نہیں ہیں جو اپنے قول کی تصدیق نہ کرتا ہو وہ عالم نہیں ہے۔

ایک اور حدیث میں فرماتا ہے کہ خدا کی کسبت سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ شخص سمجھا جائے گا جو خدا سے سب سے زیادہ ڈرتا ہو۔

کافی میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا وند تعالیٰ کے متعلق علم اور عمل دونوں گہرے دوستوں کا سا حکم رکھتے ہیں پس جس شخص کو معرفت خدا حاصل ہوگی اسے خوف خدا بھی ہو گا اور وہ خوف اسکو اطاعت خدا کرنے پر آمادہ رکھے گا اور صاحبان علم اور ان کے پیروکار چونکہ معرفت خدا رکھتے تھے لہذا وہ قربہ الی اللہ اعمال بجا لاتے تھے اور انہی کے بارے میں خدا فرماتا ہے۔۔۔ انما یخشی

سورہ فاطر (۳۲)

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بإِذْنِ اللَّهِ ذَلِكَ  
هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ

ترجمہ: پھر ہم نے اپنی اس کتاب کا ان کو وارث بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کر لیا تھا پس ان بندوں میں سے کچھ تو اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ میانہ رو ہیں اور کچھ حکم خدا سے نیکیوں میں بڑھ جانے والے ہیں یہی تو بڑا فضل ہے۔

البصائر میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ پوری آیت اولاد علی و فاطمہ سلام اللہ علیہ کی شان میں ہے کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ سابق الخیرات تو امام ہیں مقصد رہ وہ جو امام کی معرفت رکھتا ہے اور ظلم النفسہ وہ ہے جو مغفرت امام سے بے بہرہ ہے

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب فاطمہ زہرا کی عظمت کے باعث خداوند تعالیٰ نے انکی ذریت پر آتش دوزخ کو حرام کر دیا ہے اور انہی کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی۔

یسین (۴،۳،۲،۱)

يَس (۱) وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ (۲) إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ (۳) عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

ترجمہ: یسین۔ (۱) محمد (حکمت والے قرآن کی قسم یقیناً تم ان رسولوں میں سے ہو جو صراط مستقیم پر تھے۔

یسین۔ ایمانی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یسین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے ایک ہے۔

اس ظاہری معنی ہیں اے ولی کے سننے والے اور الخصال میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا کے دس ناموں میں پانچ قرآن مجید میں مذکور ہیں اور پانچ نہیں۔ جو قرآن میں موجود ہیں وہ محمد احمد۔ عبدالله، یسین، نون

سورۃ یسین (۷)

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلَى أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

فرمود خدا حق ان میں سے اکثر پر یقیناً پورا ہو گیا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے بعد کہ ائمہ معصومین علیہ السلام کی ولایت کے مقرر قائل نہیں ہوئے اسی کو آگے خداوند تعالیٰ نے فرمایا فہم لا یؤمنون کہ وہ ایمان نہ لائیں گے۔

سورہ یسین (۸)

إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ

ترجمہ: بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دئیے ہیں اور ٹھوڑیوں تک ہیں اسی سے ان کے سر اٹھے کے اٹھے رہ گئے۔

فہم مقمون۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ حالت تو ان کی دنیا میں ہے اور ایسی ہی آخرت میں آتش جہنم سے ہو گی تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابو جہل ابن ہشام اور ان کے کنبہ کے چند شخصوں کے بارے میں چند شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی قصہ یہ ہے کہ جناب رسول خدا نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل ملعون یہ قسم کھا چکا تھا کہ اگر میں انکو نماز پڑھتے ہوئے دیکھوں گا تو معاذ اللہ ان کا سر کچل دوں گا چنانچہ وہ اپنی قسم پوری کرنے کے لیے پتھر لے کر آیا آنحضرت جتنی دیر نماز پڑھتے رہے وہ جس وقت بھی پتھر پھینکنا چاہتا خدا اس کے ہاتھ کو اس کی گردن سے باندھ دیتا اور وہ پتھر اس کے ہاتھ سے نہ چھوٹتا جب اپنے یاروں کے پاس پلٹ کر آیا تب پھر ہاتھ سے گرا اس وقت ایک اور مرد جو اس کے کنبہ سے تھا اٹھ کر چلا اور کہنے لگا کہ میں اس کو قتل کر وں گا مگر جب آنحضرت کے قریب پہنچا تو قرآن مجید کی قرات کی آواز سنی تو رعب چھا گیا یاروں کے پاس پلٹ کر آیا اور کہنے لگا کہ میرے اور ان کے درمیان سانڈ نظر آتا تھا جو اپنی دم ہلا کر مجھے مارنا چاہتا تھا پس میں تو آگے بڑھنے سے ڈرا کافی میں ان دونوں آیتوں کے متعلق ایک اور حدیث میں ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ اور رسول اللہ اور ولایت ائمہ ہدی پر ایمان نہیں لائے انکی حالت کو ان آیتوں میں بطور مثال بیان کیا گیا ہے۔

سورہ یسین (۱۱،۱۰)

وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أُنذِرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ (۱۰) إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمَانََ الْعَلِيمَ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ

ترجمہ: اور ان کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم ان کو ڈراو یا نہ ڈراو ایمان نہیں لائیں گے ڈرا تو تم اس کو سکتے ہو جو نصیحت پر چلے (مولا کی ولایت پر عمل کرے) اور بے دیکھے خدا سے ڈرے پس ایسے شخص کو گناہوں کی مغفرت (بخشش) کی اور عمدہ سے عمدہ کی اجر کی خوش خبری سنا دو۔

کافی میں من اتبع ذکر --- منقول ہے کہ اس سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور انکی اتباع پیروی کرنے پر بخشش اور خوشخبری ہے اجر ہے۔

سورہ یسین (۱۲)

وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ

ترجمہ: اور ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں ازوائے علم و شمار جمع کر دیا ہے۔

تفسیر قمی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے خود فرمایا۔

واللہ وہ امام مبین میں ہوں میں حق و باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں اور میں نے یہ عہد وراثتاً رسول خدا سے پایا ہے

معانی | الاخبار میں جناب امام محمد باقر سے بروایت اپنے والد ماجد جد امجد کے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا پر یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر و عمر اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ آیا امام مبین سے مراد تو روایت ہے فرمایا نہیں انہوں نے عرض کی پھر انجیل ہے فرمایا نہیں پھر انہوں نے عرض کیا آیا قرآن ہے فرمایا نہیں اتنے میں جناب امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے آنحضرت نے فرمایا دیکھو وہ امام جس میں خدا وند تعالیٰ نے ہر چیز کے علم کا احصار فرما دیا یہ ہے (اشارہ امیرا لمومنین علیہ السلام) احتجاج طبرسی میں جناب رسول خدا سے ایک حدیث منقول ہے کہ آپ نے فرمایا اے گروہ انسان کے پاس کوئی علم ایسا نہیں ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے تعلیم نہ فرمایا ہو اور میں نے علی کو نہ سکھا دیا ہو اور جو علم بھی خدا نے مجھے سکھایا اس کا خدا نے مجھ میں احصار فرمادیا اور میں نے امام المتقین امام مبین یعنی امیر المومنین علیہ السلام میں اس کا احصار کر دیا ہے

صدیق۔ المجالس میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ صدیق کل تین ہیں جز قیل مومن آل فرعون ۲  
حبیب الجبار مومن آل یسین جنہوں نے یہ الفاظ یقوم اتبعو المرسلین

۳۔ علی ابن ابی طالب جو سب سے افضل ہیں

الجوامع میں بھی خود آنحضرت سے منقول ہے کہ غیر انبیاء میں امتوں کے برابر بڑے بڑے سردار صرف تین ہیں جنہوں نے ایک پل بھر کے لیے کفر نہیں کیا اول علی ابن ابی طالب علیہ السلام دوم صاحب یسین تیسرے مومن آل فرعون۔ صدیق صرف یہی تین ہیں اور علی علیہ السلام ان سب سے افضل ہیں

سورہ یسین - (۳۷)

وَأَيَّةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ

ترجمہ: اور رات بھی ان کے ایک نشانی ہے جس میں سے ہم دن نکال لاتے ہیں اور پھر یکایک اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ جناب رسول خدا کا انتقال ہو تے ہی ایسا اندھیرا چھا گیا کہ لوگوں کو ان کے اہل بیت کی فضیلت ہی نظر نہ آئی۔

سورہ یسین - (۴۱)

الْفُلُكِ الْمَشْحُونِ

الخصال میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جسکا ایک جز یہ ہے کہ ان حضرت سے دریافت کیا گیا مالشعون یعنی ۹۰ کیا ہے فرمایا الفلک المشعون یعنی مراد ہے کشتی نوح علیہ السلام اس میں جانوروں کے لیے نوے خانے بنائے تھے

سورة یسین (۵۸)

سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ

ترجمہ: بڑی رحمت کرنے والا پروردگار کی طرف سے سلام کہلایا جائیگا تفسیر قمی میں ہے کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے سلام یہی تو امان ہے تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بات خدا کی طرف سے ان کے حق میں کہی جائے گی یعنی خداوند تعالیٰ ان پر سلام کہئے گا۔

سوره یسین (۶۰)

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (۶۰) وَأَنْ اعْبُدُونِي بَدَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ

ترجمہ: اے اولاد آدم کیا میں نے تم کو حکم نہیں دیا تھا کہ شیطان کے بندے نہیں بننا وہ یقیناً تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری عبادت کرنا سیدھا راستہ یہی ہے

لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص نے خدا کی نافرمانی کے کام میں کسی آدمی کی اطاعت کی گویا اس نے اسی کی عبادت کی اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس نے کسی کہنے والے کی بات کو توجہ سے سنا بس وہ اس کا بندہ بن گیا اب اگر وہ بندہ بنا اور اگر وہ بولنے والا شیطان کی طرف سے کہتا ہے کہ یہ سننے والا شیطان کا بندہ بن گیا۔

سوره الصفہ. ۲۴

وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُورُونَ

ترجمہ: اور ان کے ٹھہراؤ لو کہ ان سے سوالات کیے جائیں

تفسیر قمی میں ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ ان سے ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی نسبت سوال کیا جائے گا۔

امالی ادرعیون میں جناب رسول خدا سے بحسنیہ یہی مضمون مردہ ہے علل اثر رائع میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت نے اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمایا ہے کہ بندہ ایک قدم بھی نہ اٹھا سکے گا جب تک کہ اس سے ان چار باتوں کی نسبت باز پرس نہ ہو جائے گی

۱ - جوانی کی بابت کہ کس شغل میں کھوئی

۲ - عمر کی بابت کہ کن کاموں میں صرف کی

۳۔ مال کی بابت کہ کہاں سے اکٹھا کیا اور کس کس کام میں لگایا

۴۔ ہم اہلبیت کی بابت کہ ہم سے محبت رکھی یا نہیں

سورہ الصفت (۸۳)

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لِإِبْرَاهِيمَ

ترجمہ: اور یقیناً ابراہیم بھی ان شیعوں میں سے تھے

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ تمہیں یہ اسم مبارک ہو عرض کیا گیا کونسا اسم؟ فرمایا ”شیعہ“ عرض کیا گیا کہ لوگ تو اس نام سے ہم کو عیب لگاتے ہیں فرمایا کہ تم نے خداوند تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لِإِبْرَاهِيمَ

سورہ الصفت (۱۰۷)

وَقَدَيْنَا بَذِخٍ عَظِيمٍ

ترجمہ: اور ہم نے اس کا فدیہ ایک بڑی قربانی مقرر کی ہے

العیون میں جناب امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب خداوند تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ اپنے بیٹے اسماعیل کی جگہ اس دنبہ کو ذبح کریں جو اس نے بھیج دیا تھا تو حضرت ابراہیم نے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ میرے ہاتھ میں میرا بیٹا اسماعیل ہی ذبح ہوتا تو خوب ہوتا کیوں کہ میں اس بات پر ایمان لایا ہی نہ تھا کہ میں مینڈھے کو ذبح کرونگا اور بیٹے کے ذبح ہونے کے نتیجہ میں یہ ہوتا کہ میرا دل دکھتا جسے کہ اس باپ کا دل دکھ سکتا ہے جس کے ہاتھ سے عزیز ترین بیٹا ذبح ہو جائے اور دل دکھتا تو مصیبتیں سہنے والوں کو ثواب کے جو اعلیٰ درجہ حاصل ہوسکتے ہیں وہ مجھے بھی میسر آئے خداوند تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے ابراہیم میری مخلوق میں تم کو سب سے زیادہ محبوب کون ہے عرض کی خداوند تو نے کوئی بھی ایسا نہیں پیدا کیا جو مجھے تیرے حبیب محمد مصطفیٰ سے زیادہ محبوب ہو پھر خداوند نے وحی فرمائی کہ اے ابراہیم آیا تم کو محمد مصطفیٰ سے زیادہ محبوب ہیں یا اپنی ذات تو عرض کی وہ مجھے میرے جان سے زیادہ عزیز ہیں پھر وحی فرمائی کہ آیا تم کو اپنی اولاد زیادہ پیاری ہے یا ان کی اولاد؟ عرض کی ان کی اولاد پھر ارشاد ہوا کہ آیا محمد مصطفیٰ کے بیٹے کا ان کے دشمنوں کے ہاتھ سے ظلم و ستم سے قتل ہو جا نا تمہارا دل زیادہ دکھے گا یا تمہارے اپنے بیٹے کا اپنے ہاتھ سے ہماری اطاعت میں ذبح ہونا عرض کی خداوند ان کے بیٹے انکے دشمنوں کے ہاتھ سے بظلم ذبح ہونا؟ ضرور میرا دل دکھائے گا اس وقت فرمایا اے ابراہیم ایک گروہ ایسا بھی ہو گا جو اپنے آپ کو محمد مصطفیٰ کی امت سے سمجھتا ہو گا اور ان کے بعد ان کے بیٹے امام حسین علیہ السلام کو ظلم و زیادتی سے قتل کر ڈالے گا جیسے کہ مینڈھے کو ذبح کیا جایا ہے اور وہ طرح میرے سخت غضب کا مستوجب ہو گا۔ ابراہیم یہ سن کر سخت پریشان ہوئے ان کے دل میں ایک درد اٹھا اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگے خداوند تعالیٰ نے وحی فرمائی اے ابراہیم اگر تم بیٹے اسماعیل کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے اور اس سے تمہارا دل درد مند ہوتا تو اس سے زیادہ نہ ہوتا جتنا کہ

امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حال سن کر تم کو صدمہ ہوا۔ پس چونکہ تم نے اپنے بیٹے کے رنج کو محمد مصطفیٰ کے بیٹے کے رنج کے بارے میں فدیہ کر دیا تو ہم نے تمہارے لیے وہ اعلیٰ مدارج ثواب اپنے اوپر واجب کر لیے ہیں جو مصائب پر صبر کرنے والوں کو ملیں گے خداوند تعالیٰ کے اس قول فدیہ ذبح عظیم کا یہی مطلب ہے۔

سورہ (۱۳۰)

سَلَامٌ عَلٰی اِلٰی یَاسِیْنَ

ترجمہ: آل یسین پر سلام ہو۔

تفسیر قمی میں ہے کہ آل یسین۔ آل محمد یعنی ائمہ معصومین علیہ السلام ہیں کیونکہ یسین محمد ہیں

احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے نبی کو اسم یسین سے موسوم فرمایا اور ان کی آل پر سلام بھیجنے کو فرمایا سلم علی آل یسین۔ اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ اگر سلم ”علی آل محمد“ کہا جائیگا تو منافقین اس کو اس اسی طرح ساقط کر دیں گے کہ اور کسی مقاموں یہ ذکر آل محمد کو ساقط کر دیا۔

سورة الصف ۱۴۰، ۱۴۱

اِذْ اَبَقَ اِلٰی الْاُلْکٰی الْمَشْحُوْنِ (۱۴۰) فَسَاۡمَ فَاَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ

اور جب کہ وہ بھاگ کر ایک بھری ہوئی کشتی میں چلے گئے کشتی والوں نے قرعہ ڈالا تو یہ مغلوب رہے۔

تفسیر قمی میں ہے ابق اسکی اصل ہے اباق جس کے معنی میں غلام کا اپنے آقا سے بھاگ جانا چونکہ حضرت یونس علیہ السلام بندہ خالص تھے اور اپنی امت سے ناراض ہو کر بلا منظوری پروردگار عالم چلے آئے تھے لہذا اس لفظ کا استعمال کیا گیا۔

مناہم الفقیہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام لوگوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو گئے اور یہ کشتی وسط دریا میں جا کر ٹھہر گئی جب دریا کے بیچ میں پہنچے تو خداوند تعالیٰ نے ایک بڑی مچھلی کو بھیج دیا جس نے کشتی کو روک لیا حضرت یونس علیہ السلام جب اسے دیکھا تو بہت ڈرے اور کشتی کے پچھلے حصے پر چلے گئے مچھلی بھی منہ کھولے اس طرف آ موجود ہوئی جتنے سوار تھے سب نے کہا کہ اس میں کوئی شخص ایسا ہے جو اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے قرعہ ڈالا گیا تو تین مرتبہ وہ قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا اس لیے سب نے ان کو نکال دیا اور سمندر میں ڈال دیا اور مچھلی ان کو نکل گئی۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب لوگ قرعہ ڈالیں گے اور اپنا معاملہ سپرد خدا کر دیں گے تو جو حق پر ہو گا اس کے نام کا قرعہ نکلے گا نیز یہ فرمایا کہ قرعہ سے زیادہ انصاف کا معاملہ کوئی نہیں بشرطیکہ خدا پر بھروسہ کیا جائے کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا فرماتا ہے

سورہ ص (۱)

ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ

ترجمہ: ص قسم ہے - نصیحت والے قرآن کی (یہ تو برحق ہے)

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ص خداوند تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے ایک نام ہے جسکی اس نے قسم کھائی ہے معافی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ص ایک چشمہ ہے جو عرش سے نیچے سے نکلا اور جس شب آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کو معراج ہوئی تو آنحضرت نے اس میں وضو فرمائی اور جبرائیل امین علیہ السلام روزانہ اس چشمہ میں ایک غوطہ لگاتے ہیں اور اس سے نکل کر اپنے پردوں کو جھاڑ دیتے ہیں تو جتنے قطرے ان کے پروں سے ٹپکتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک خداوند تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس و تکبیر و تمحید کرتا رہے گا۔

سورہ ص (۲۸)

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ

ترجمہ: آیا ہم لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے زمین میں فساد کرنے والوں کے برابر سمجھیں گے یا پرہیز گاروں کو بدکاروں کے برابر رکھیں گے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو فرمایا کہ الذین امنوا وعملوا الصالحات سے تو جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے اصحاب مراد ہیں اور للمتقین سے مراد ہیں جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور لفجار سے مراد اول دوم اور المفسدین فی الارض سے مراد جتر اور زیق (اول دوئم) اور ان دونوں کے یا مراد ہیں

صاحب تفسیر صافی فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے یہ الفاظ بطور کتا یا ثلثہ کے بارے میں استعمال کیے ہیں۔

اطفال میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ متقین کی کچھ علامتیں ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ سچ بولنا

۲۔ امانت دار ہونا

۳۔ عہد کا پورا کرنا

۴۔ فخر کم کرنا

۵۔ برداشت کر لینا

۶۔ اقرباء کے ساتھ نیک سلوک کرنا

۷۔ کمزوروں پر رحم کرنا

۸۔ عورتوں کی صحبت میں کم بیٹھنا

۹۔ جو دو سخا برتنا

۱۰۔ حسن اخلاق برتنا

۱۱۔ بہت زیادہ بردبار ہونا

۱۲۔ اور ایسے علم کا اتباع

کرنا جو قربت خدا کا باعث ہے اور دوسری روایت میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ فاجر وہ ہے کہ اگر تم اسے امین بنا دو تو وہ تم سے خیانت کرے اور اگر تم اسے مصاجت میں رکھو تو تم کو عیب لگائے اور اگر تم اس پر بھروسہ کر لو تو تمہارا خیر خواہ نہ رکھو تو تم کو عیب لگائے اور اگر تم اس پر بھروسہ کر لو تو تمہارا خیر خواہ نہ ہو اور تمہیں کبھی نیک بات نہ سمجھائے۔

سورہ ص- (۳۴)

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْفَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ

ترجمہ: اور ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ان کی کرسی پر ایک جان لاشہ ڈال دیا پھر انہوں نے رجوع کیا۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار میں یہ کہا کہ آج رات کو میں ستر عورتوں کے پاس جاؤں گا اور ہر ایک سے ایک لڑکا پیدا ہو گا اور وہ سب راہ خدا میں تلواریں ماریں گے یہ تو کہا لیکن انشاء اللہ ء کہنا بھول گئے ان عورتوں کے پاس گئے بھی مگر ایک کے سوا کوئی بھی حاملہ نہ ہوئی اور اس سے بھی آدھے جسم کا لڑکا پیدا ہوا اس کے بعد آنحضرت نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر حضرت سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہ دیتے تو سب لڑکے بھی پیدا ہوتے اور سوار بن کر سب کے سب راہ خدا میں جہاد بھی کرتے اور وہ جسد جو انکی کرسی پر تھا وہ یہی وہ بچہ تھا۔

سورہ ص (۵۵، ۵۶)

بَدَا وَإِنَّ لِلطَّاعِينَ لَشَرَّ مَآبٍ (۵۵) جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَيَنسَوْنَ الْمِهَادُ

ترجمہ یہی تو سرکشوں کے لیے ضرور انجام برا ہے یعنی جہنم جس میں وہ داخل ہونگے پس وہ بہت ہی برا بچھونا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ طاغین سے مراد اول و ثانی (ابو بکر و عمر) و بنی امیہ ہیں۔

سورہ ص (۸۵- ۷۴- ۷۱)

إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِينٍ

ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جبکہ تمہارے پروردگار نے کل فرشتوں سے کہا کہ میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں پھر جب میں اسے بنا چکوں اور اس میں اپنی (پیدا کی ہوئی) روح پھونک دوں تو تم اس کے لیے سجدہ میں گر پڑتا۔ پس سب ہی فرشتوں نے تو سجدہ کیا۔ کیا ابلیس نے برائی چاہی اور کافروں میں شمار کیا گیا۔ خداوند تعالیٰ نے سوال کیا کہ اے ابلیس جسے میں نے اپنی قدرت خاص سے پیدا کیا اسے سجدہ کرنے سے تجھے کیا چیز مانع آئی آیا تو نے خود بڑائی چاہی یا تو اعلیٰ درجہ والوں میں سے ہو گیا عرض کرنے لگا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے بنایا ہے فرمایا تو یہاں سے نکل جا کہ تو راندہ درگاہ ہے اور تجھ پر روز جزا تک کے لیے میری لعنت ہے عرض کرنے لگا اے میرے پروردگار تو مجھے اس دن تک کے لیے مہلت دے دے۔ جس دن یہ معیوث کیے جائیں گے فرمایا تجھے وقت معلوم تک کے لیے مہلت ہے اس نے عرض کی اب تیری عزت کی قسم ان میں سے تیری خالص بندوں کو چھوڑ کر اور سب کو میں بہکاؤں گا فرمایا یہ ٹھیک ہے اور میں بھی ٹھیک کہہ دیتا ہے کہ میں بھی تجھ سے اور سالمین سے جو جو بھی تیرے پیرو ہو جائیں گے ان سب کو جہنم میں ڈال دوں گا۔

سورہ ص ۷۵

أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ

ترجمہ: یا تو اعلیٰ درجہ والوں میں سے ہو گیا

تفسیر برہان میں ابو سعید خدری کی حدیث میں منقول ہے کہ ہم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر اس آیت کا مطلب دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون ہیں جو فرشتوں سے بھی اعلیٰ ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ میں اور علی وفاطمہ وحسن وحسین علیہ السلام ہم خلقت آدم سے بھی دو ہزار برس پہلے مراد ق عرش میں تسبیح خدا کرتے تھے اور سب فرشتوں نے ہماری تسبیح سن کر تسبیح کرنا سیکھا۔

سورہ ص ۸۶

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ

ترجمہ: تم یہ کہہ دو کہ میں تم سے تبلیغ رسالت کاکوئی اجر مانگتا ہی نہیں اور نہ میں تکلف کرنے والا آدمی ہوں۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حکم خدا ہوا یا رسول اللہ تم خدا کے ان دشمنوں اور شیطان کے دوستوں سے جو تکذیب وانکار میں اڑے ہوئے ہیں یہ کہہ دو کہ

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ

یعنی متعلق میں اس کی صورت میں ہوتا کہ تم سے ایسی بات چاہتا جو تمہارے بس کی نہ ہوتی۔ اس پر منافقوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ کیا محمد کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ ۲۰ برس سے ہماری گردنیں اپنے اہل بیت کے ہاتھ میں دے جائیں یہ خدا نے نازل نہیں کیا یہ خود اپنی ہی بنائی ہوئی باتیں ہیں جن کے ذریعہ سے اپنے اہل بیت کو ہم پر حاکم بنایا چاہتے ہیں۔

اگر محمد قتل کر دیئے گئے یا اپنی موت مر گئے تو ہم ان کے اہل بیت سے خلافت کے بارے میں جھگڑا کریں گے اور خلافت برگز ان میں نہ جانے دیں گے

وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ

التوحید میں امام علی رضا علیہ السلام سے یہ روایت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک موقع پر عام مسلمانوں نے جناب رسول خدا سے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ جن لوگوں پر قابو ہوتا جائے گا آپ ان کو جبراً داخل اسلام ہوتے جائیں تو ہماری تعداد بڑھ جائے اور ہم اپنے دشمنوں کے مقابل بہت قوی ہو جائیں آنحضرت نے فرمایا کہ خدا کے حضور میں ”بدعتی“ بن کر جاناپسند نہیں کرتا یعنی کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا کہ جسکا خدا نے مجھے حکم نہ دیا ہو اور بے جا تکلیف دینے والا نہیں ہوں الجوامع میں خود آنحضرت سے منقول ہے کہ متکلف کی تین علامتیں ہیں۔

۱۔ جو مرتبے میں اس سے بالا ہو اس سے جھگڑے

۲۔ اور جو درجے حاصل نہ کر سکے یا جس کام میں کامیابی حاصل نہ کر سکے اس کے لیے کوشش کرے۔

۳۔ اور جس کے متعلق علم نہ ہو اس میں رائے زنی کرے۔

الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ علمائے دین میں ایسے بھی ہو س گئے جو فتویٰ دینے پر تیار ہو جائیں گے اور اس بات کے مدعی بھی بن جائیں گے کہ جو کچھ پوچھنا ہو ہم سے پوچھو حالانکہ شاید ایک لفظ صرف بھی ٹھیک نہ بتا سکتے ہوں اللہ تعالیٰ ایسے بن بیٹھے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور ان کو جہنم میں چھٹا طبقہ ملے گا۔

جعام الشریعہ میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ متکلف اگر صحیح جواب دے گا

تب بھی گنہگار اور انجام کار اس کو ذلت حاصل ہو گی اور ہر دم تکلیف ورنج و غم میں گرفتار رہے گا۔ متکلف کا ظاہری ریا کاری اور باطن نفاق سے یہی دو بازوں ہیں جن سے متکلف اڑتا ہے متکلف خواہ کسی میں ہو نہ نیک لوگوں کے اخلاق میں داخل ہے اور نہ پرہیز گاروں کا شکار جب ہی خدانے اپنی نبی کو حکم دیا۔

سورہ الزمر۔ (۷)

إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَاهُ لَكُمْ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

ترجمہ۔ اگر تم کفران نعمت کرو تو اللہ تو تم سے بے پرواہ ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفران نعمت کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو گے تو وہ اسکو تمہارے لیے پسند کرے گا۔

المحاسن میں منقول ہے کہ اس آیت میں کفر کے معنی ہیں مخالفت اہل بیت جناب رسول خدا اور شکر کے معنی ہیں انکی معرفت و ولایت رسول خدا۔

سورہ الزمر۔ (۸)

وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا حَوَّلَهُ نِعْمَةً مِنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ

ترجمہ: اور انسان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر کے دعا مانگتے لگتا ہے پھر جب وہ اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرمادیتا ہے تو جس بات کے لیے دعا مانگا کرتا تھا۔ اسے بھول جاتا اور خدا کے شریک بنانے لگتا اور لوگوں کو راہ خدا سے بھٹکائے تم یہ کہہ دو کہ تو اپنے کفر سے تھوڑے دن نفع اٹھالے تو یقیناً جہنمیوں میں سے ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت (قل تمتع) ابو بکر (اول) کے بارے میں نازل ہوئی کافی میں ہے کہ جناب امام محمد جعفر صادق علیہ السلام سے آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ فرمایا کہ یہ ابو الفصیل (ابو بکر) کے بارے میں نازل ہوئی کہ اس کے نزدیک جناب رسول خدا معاذ اللہ جادوگر تھے۔ جب بھی یہ شخص (ابو بکر) بیمار ہوتا تو آنحضرت کی شان میں جو کچھ کہہ چکا تھا اسکے انجام سے ڈر کر گڑگڑا گڑگڑا کر خدا سے دعا کرتا اسی کو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اذ مس الانسان ضرر عاربه منيباً اليه اور جب خداوند تعالیٰ تندرست کردیتا تو پھر اس عاجزی کو دعا کو گڑ گڑانے کو بھول جاتا اور آنحضرت کی شان میں پھر بے ادبانہ خیال کرنے لگتا جسکو خدا تعالیٰ فرماتا ہے ثم اذ قوله نعمة اسي بھول جانے اور آنحضرت کی نسبت خیال بے ادبانہ کرنے کا یہ نتیجہ ہے کہ خدا وند تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا کہ اس سے کہہ دو۔

قل تمتع بكفرك ..... من اصحاب النار

سورہ الزمر۔ (۹)

أَمْ مَنْ بُو قَانِتُ أَنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ بَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ

ترجمہ: آیا وہ جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ میں اور کھڑے کھڑے خلوص سے دعا کرنیوالا ہو اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کا امید وار ہو (مذکورہ بالا شخص کے ماند ہو سکتا ہے) تم یہ کہہ دو کہ کیا وہ جو علم نہیں رکھتے برابر ہو جائیں گے۔ سمجھے تو اس کو فقط عقل والے ہیں۔

سورہ الزمر (مر ۹)

قُلْ بَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ الذین یعلمون تو ہم ہیں اور الذین لا یعلمون ہمارے دشمن ہیں اور الوالالباب ہمارے شیعہ ہیں

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہمارا ہمارے شیعوں کا اور ہمارے دشمنوں کا اپنی کتاب میں ایک ہی آیت میں ذکر فرمایا ہے۔

سورہ الذمر (۲۲)

أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّن ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

کیا وہ شخص جسکے سینے کو اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا ہے وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور (ہدایت) پر ہے یا (کوئی اور؟؟؟) پس افسوس ان لوگوں پر ہے جنکے دل یا د خدا کرنے کے لیے سخت ہو گئے ہیں وہی توکھلی گمراہی میں ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت مولا کائنات امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

روضۃ الوعظین میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ آنحضرت نے یہ آیت پڑھی پھر ارشاد فرمایا کہ نور جس وقت دل میں اترتا ہے اس کے لیے جگہ ہوجاتی ہے اور دل کا کنول کھل جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اسکی کوئی علامت بھی ہے جس سے پہچان لیا جائے کہ اس دل میں نور آگیا ہے فرمایا ہاں۔

۱۔ اس فریب دینے والے مقام سے دل برداشتہ رہتا

۲۔ ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف متوجہ رہنا

۳۔ موت آنے سے پہلے اسکے لیے مستعد رہنا

سورہ الذمر ۲۹۔

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ بَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

خدا نے مثل بیان کی ہے کہ ایک ایسے مرد کی جس میں کئی ایک جھگڑا لو حصہ دار ہیں اور ایک ایسے مرد کی جو سالم اور خالص ایک شخص کا ہو آیا مثل میں دونوں برابر ہو سکتے ہیں ہر قسم کی تعریف خدا ہی کے لیے زیبا ہے مگر ان میں سے اکثر یہ نہیں جانتے۔

معانی الاخبار میں ہے کہ جناب امیر المومنین نے فرمایا کہ کہ قرآن مجید میں بعض خاص نام میرے لیے ہیں اور فرمایا اس سے بچتے رہو کہ وہ نام کسی دوسرے کے لیے سمجھ لو اور پھر دین میں گمراہ ہو جاؤ میں جناب رسول خدا کے لیے ”سلما“ ہوں اور جس کے بارے میں خدا وند تعالیٰ فرماتا ہے

وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ

تفسیر مجمع البیان میں انہی حضرت سے یوں منقول ہے کہ میں وہ شخص ہوں کہ جناب رسول خدا کے لیے سلماہوں یعنی جسکا ہر جز وبلا استثنیٰ خدمت رسول خدا کے لیے حاضر ہے تفسیر عیاشی میں جناب محمد امام باقر علیہ السلام سے رجال سلام لرجل سے مراد علی علیہ السلام اور شیعہ ہیں کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ وہ شخص جس کے بارے میں جھگڑنے والے شریک ہیں وہ تو فلاں اول ( ابو بکر ) ہیں کہ ان کوکے ولی وامام جاننے والے بہت سے فرقے ہو جائیں گے اور وہ ایک دوسرے پر لعنت کرتے ہوں گے اور ایک دوسرے سے بیزاری ڈھونڈتے ہوں گے ۔

سورة الذمر (۳۰)

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ

ترجمہ: تم بھی یقیناً مرنے والے ہو اور یہ بھی ضرور مر نیوالے ہیں تاریخ ابو الفداء حبیب الیسراور رتبہ الصفا وغیرہ معتبر تاریخوں میں یہ واقع درج ہے کہ جناب رسول خداکی وفات کی خبر پاتے ہی خلیفہ ثانی (عمر) مجنوں بن گئے تلوار گھماتے پھرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ محمد مصطفیٰ کا انتقال ہو گیا ہے میں اسکا سر اڑا دوں گا حضرت انتقال کر ہی نہیں سکتے یار اول ابو بکر کا مکان محلہ سخ میں تھا جو مسجد نبوی سے دو میل کے فاصلے پر تھا جب تک انکو خبر ہوا اور وہ آئیں یہ یہی سوانگ بنائے رہے جب وہ تشریف لائے اور وفات کی نسبت انہوں نے اپنا اطمینان کر لیا تو ان کو ایک ڈانٹ پلائی کہ تم نہیں جانتے کہ خدا وند تعالیٰ نے فرمایا انک مية وانہم میتون ۔ اس جنون کی اصل غرض یہی تھی کہ وہ آجائیں تو آئندہ کاروائیوں کی بنا پڑے اور اس عرصہ میں کسی شخص کو حقیقی جانشین کی طرف رخ کرنے کا موقعہ نہ ملے چھٹ تلوار بھی میان میں کر لی اور جنون میں رفو چکر ہو گیا اور پھر مجمع میں اقرار کر لیا کہ گویا یہ آیت میں نے آج تک سنی ہی نہ تھی انصار میں جن لوگوں سے پہلے ساز باز ہو چکی ۔ انہوں نے سقیقہ بنی ساعدہ میں تحصیل خلافت کے لیے دنگل قائم کر لیا ۔ یہ چاروں یار اور لوگوں کو جو اس موقعہ پر جمع ہو گئے تھے ہمراہ لیکر چلتے بنے اور جناب رسول خدا کے دفن وکفن سے کوئی غرض نہ رکھی ۔ مولوی نے اپنے منشور میں اس مضمون کو خوب ادا کیا۔ گویہ شعر مثنوی کی بعض نسخوں سے آپ نکال دیا گیا مگر قدیم نسخوں میں موجود ہے چوں صحابہ حسب دنیا دانشد ۔ مصطفیٰ رابے کفن بگزا تشند

سورة الذمر۔ (۳۲)

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ

ترجمہ: پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا کے برخلاف جھوٹ بولے اور سچ کو جب اسکے پاس آئے جھٹلائے کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے اور وہ جو سچ کو لیکر آیا اور وہ جس نے سچ کی تصدیق کی خدا سے ڈرنے والے متقی تو وہی ہیں تفسیر قمی میں منقول ہے کہ الصدق سے مراد وہ حق ہے جو جناب رسول خدا لائے اور وہ ولایت امیر المومنین علیہ السلام ہے اور جس کی تصدیق رسول اللہ نے کی وہ ”حق“ جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں

سورة الذمر۔ (۵۳)

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

ترجمہ: تم یہ کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی ہی ذات پر زیادتی کی ہے (یعنی دل کھول کر گناہ کئے ہیں) تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا یقیناً اللہ سب ہی گناہوں کو بخش دے گا بے شک وہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت خصوصیت کے ساتھ شیعان علی کے بارے میں نازل ہوئی اور کافی میں جناب امام محمد جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تم لوگوں کا ذکر اس قول کے ساتھ کیا ہے یعباری - پھر فرمایا واللہ - اس آیت میں تمہارے سوا اس نے کسی اور کو مراد نہیں لیا ہے تفسیر قمی میں جناب امام محمدباقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے یہ آیت خاص کر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد کے شیعوں کی شان میں نازل فرمائی -

المحاسن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ملت ابراہیم پر سوائے تمہارے اور کوئی قائم نہیں ہے اور عمل سوائے تمہارے اور کوئی قائم نہیں ہے اور عمل سوائے تمہارے کسی اور کا قبول نہ کئے جائیں گے اور گناہ سوائے تمہارے کسی اور کے نہ بخشے جائیں گے -

نیز جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ یعباری الذین آسرفود سے زیادہ وسعت والی اور کوئی آیت قرآن مجید میں نہیں ہے تفسیر مجمع

العیان میں جناب رساماب سے منقول ہے کہ یہ آیت مجھے دنیا مافیا سے زیادہ محبوب ہے

سورہ الزمر (۷۳)

فَادْخُلُوا خَالِدِينَ

ترجمہ: اب ہمیشہ رہنے کے لیے اس میں تشریف لے چلیں الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اپنے اباو اجدا د خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جنت کے اٹھ دروازے ہیں ایک سے نبی اور صدیق داخل ہو نگے اور ایک سے شہدا اور صالحین اور پانچ دروازوں سے ہمارے شیعہ اور ہمارے محب داخل ہو نگے اور میں برابر صراط پر کھڑا ہونگا خدا وند میرے شیعوں کو ، میرے محبوبوں کو میرے نصرت کرنے والوں کو ، میرے دوستوں کو اور جس نے بھی مجھ سے تولا برتا اس کو بھی محفو ظ رکھا اس وقت جہنم میں گرنے سے اسے بچالے اور عرش سے ایک ندا آئیگی کہ تمہاری دعا قبول ہو گئی و اور تمہارے شیعوں کے بارے میں تمہاری شفاعت منظور ہو گئی اور ہر شخص کو جو اور جو میرے شیعوں میں سے ہوگا جس نے مجھ سے تولا رکھا ہو گا اور جس نے میری مدد کی ہوگی او رجو میرے دشمن سے لڑا ہو گا فعلا و قولا

اس کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ اپنے پڑوسیوں اور اپنے عزیزوں سے ستر ستر ہزار کی شفاعت کرے

سورۃ مومن - (۶)

الذین کفروا انہم اصحاب النار

ترجمہ: جو کافر ہو نگے کہ وہ جہنمی ہیں -

تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد بنی امیہ ہیں -

سورة المومن-(۷)

ويستغفرون الذين آمنو ... فاغفر للذين تابوا واتبوا اسبيلك وقهم عذاب الجحيم

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے ہیں انکے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں اور کہتے رہتے ہیں --- جن لوگوں نے توبہ کر لی اور تیری راہ پر چلتے ہیں انکے گناہ بخش دے اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچالے -

فاغفر للذين تابوا

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ جنہوں نے فلاں فلاں اور بنی امیہ کی ولایت سے توبہ کی اور اتبعوا بیلک کہ بہ معنی ہیں ولایت علی ولی خدا کو تسلیم کیا -

سورة المومن (۱۰)

ان الذين كفر وا ينادون لمقت الله اكبر من مقتكم انفسكم از تدعون الى الايمان فتكفرون-

ترجمہ: جو لوگ کافر ہو گئے ان سے یقیناً آواز دیکر کہہ دیا جائیگا کہ خدا کی ناراضگی اس سے کہیں زیادہ ہے جتنا کہ تم اپنے سے ناراض ہو تمکو ایمان کی طرف بلایا جاتا کرتا تھا پھر بھی تم انکار کرتے تھے-

ان الذين كفروا

تفسیر قمی میں اس سے مراد بنی امیہ ہیں -

تفسیر قمی میں الايمان سے مراد ہے ولایت علی ابن علی علیہ السلام

سورة المومن (۱۸)

مالظالمين من حميم ولا شيفع يطاء

ترجمہ: ظالموں کا نہ کوئی سرگرم دوست ایسا ہو گا اور نہ سفارشی جسکی سنی جائیگی التوحید میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن جب کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس نے اس کو رنج پہنچتا ہے اور وہ اس پر نادم بھی ہوتا ہے اور آنحضرت نے فرمایا کہ توبہ کے لیے نادم ہونا کافی ہے نیز فرمایا کہ جس شخص کو نیکی کرنا مسرت پہنچائے اور بدی کرنا برا معلوم ہو وہی مومن ہے پس جو شخص کسی ایسے گناہ پر جسکا وہ مرتکب ہو ابو اور نادم نہ ہو تو وہ مومن بھی نہیں اور اسکی شفاعت بھی لازم نہیں بلکہ وہ ظالم ہے۔ ظالموں کے بارے میں خدا فرماتا ہے مالظالمين -

سورة مومن (۶۵)

هو الحى لا اله الا هو فادعوه مخلصين له الدين الحمد لله رب العالمين-

ترجمہ: حقیقی زندہ وہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں سو تم دین کو اس کے واسطے خالص کر کے اسے پکارو سب تعریفیں اسی اللہ کے ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے حضرت سے بہت سے مسلے پوچھے پھر حاضر ہو کر اتنے ہی مسلے اور پوچھے تو حضرت نے فرمایا کہ انجیل میں یہ آچکا ہے کہ جو عمل تم کو نہ کرنا ہو اس علم بھی حاصل نہ کرو اس لیے کہ جب عالم اپنے علم پر عمل نہیں کرنے گا تو خدا کی طرف سے دوری کا مستحق ہوتا جائے گا پھر فرمایا کہ اے شخص قرآن مجید کو لازم جان اس لیے کہ خداوند تعالیٰ نے جنت کو اپنے دست قدرت سے بنایا ہے جسکی ایک اینت سونے کی اور ایک چاندی کی اور اسکا فرش مشک کا ہے اور اسکی مٹی زعفران کی ہے اور اس کی کنکریاں موتی کی ہیں اور اس کے درجے اتنے مقرر ہیں جتنی قرآن مجید کی آیتیں پس جو شخص قرآن مجید پڑھتا ہو گا اسے حکم دے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا پس جو جنت میں پہنچ جائے گا سوائے انبیاء اور صدیقین کے اور کوئی شخص اس سے اعلیٰ درجہ کا نہ ہو گا اس شخص نے عرض کی یا ابن رسول اللہ پھر زہد کیا ہے فرمایا زہد کے دس حصے ہیں بس زہد کا جو اعلیٰ درجہ ہے وہ رضا و تسلیم کا ادنیٰ درجہ ہے اور آگاہ ہو کہ خدا کی کتاب میں ایک آیت میں آگیا ہے اور وہ یہ ہے -

لکیلا تا سوا علی ما فاتکم ولا تخرجوا ابما۔۔۔

پس اس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا حضرت نے فرمایا لا الہ الا اللہ تو میں بھی کہتا ہوں مگر تم میں سے کوئی شخص لا الہ الا اللہ کہے تو اس کے ساتھ الحمد للہ رب العلمین بھی کہہ لیا کرو

کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ۔۔۔ ہو العی ۔۔۔ رب العالمین

سورة المومن (۶۸ سے ۷۳)

الم ترالی الذین یجادلون فی آیت اللہ انی یصرفون۔۔۔

ترجمہ: کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو خدا کی آیتوں میں جھگڑتے رہتے ہیں وہ کدھر پھر ے جاتے ہیں۔

اذالا غل فی اعناقهم والسلسل یسحبون۔۔۔ کذالک یضل اللہ الکفرین

ترجمہ: انہوں نے کتاب کو بھی جھٹلایا اور کچھ ہم نے رسولوں کو دیکر بھیجا تھا اس کو بھی سو آگے چل کر وہ جان لیں گے جبکہ طوق ان کی گردنوں میں ہونگے اور رنجیریں کھولتے ہوئے پانی میں وہ گھسٹے جائیں گے پھر آگ جھونک دیئے جائیں گے پھر ان سے کہا جائے گا کہ اب وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا شریک کیا کرتے تھے جواب میں کہیں گے کہ وہ تو ہم سے گم ہو گئے ہیں بلکہ ہم تو پہلے سے کسی چیز کو پکارا ہی نہیں کرتے تھے اس طرح اللہ ان کافروں کا نامراد کرے گا۔

اذالا غل فی اعناقهم

البصائر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں اپنے والد ماجد کے پیچھے پیچھے تھا اور حضرت ایک خچر پر سوار تھے یکایک وہ خچر بھڑکا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بوڑھا شخص ہے جسکے گلے میں ایک رنجیر پڑی ہوئی ہے اور اسکے پیچھے پیچھے ایک شخص رنجیر تھامے ہوئے

تھا یہ بوڑھا شخص چیخ چیخ کر کہتا ہے یا علی ابن الحسین مجھے پانی پلا دیجئے اور وہ پیچھے والا شخص کہتا ہے کہ یا حضرت اسے برگز پانی پائیے خدا وند تعالیٰ کبھی اسے سیراب نہ کرے گا پھر حضرت نے فرمایا کہ یہ بوڑھا معاویہ تھا۔

یسحومن فی الحمیم - کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ یا بن رسول اللہ ہماری جانیں آپ پر قربان ہوں جو لوگ تو حیدرہ کے ماننے والے ہوں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے اقرار کرنے والے ساتھ ہی گنہگار بھی ہوں اور جس حالت میں مر جائیں انکا کوئی امام نہ ہو اور آپ حضرات کی ولایت کے عارف نہ ہوں تو انکی کیا حالت ہو گی فرمایا ان کی قبریں ان کے لیے حوالات کا کام کریں گی پس ان میں سے جس شخص کا کوئی نیک عمل ہو گا اور اس سے ہماری کوئی عداوت ظاہر نہ ہو گی تو اس کی قبر میں اس جنت سے جسے خدا وند تعالیٰ نے مغرب کی طرف بنایا ہے ایک نالی کھود دیگا جس سے اسکی قبر میں قیامت کے دن تک ہوا اور راحت پہنچتی رہے گی تاکہ پروردگار عالم کے حضور میں اسکی رو بکاری ہو گی اسکی نیکیوں اور بدیوں کے بارے میں اس سے حساب لیگا بس اب یا تو وہ جنت میں جائیگا یا جہنم میں غرض ایسے لوگوں کا معاملہ تو خداوند تعالیٰ کے فیصلے پر موقوف ہے پھر فرمایا کہ ایسا ہی معاملہ خداوند تعالیٰ کم عقول نادانوں بیوقوفوں اور بچوں خصوصاً مسلمانوں کے بچوں کے ساتھ فرمائے گا اب رہے ناصبی جو اہل قبلہ ہی میں سے ہیں انکے لیے اس آگ کی طرف جیسے خداوند تعالیٰ نے مشرق میں پیدا کیا ہے ایک خندق کھودی جائے گی جس میں سے ان پر لپٹ اور شعلے اور دھواں اور کھولتے پانی کی پہاڑ قیامت تک پڑتی رہے گی پھر جہنم میں وہ بھیجے جائیں گے اور پھر آگ میں تپائے جائیں گے پھر ان سے کہا جائے گا کہ اب وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا شریک کرتے تھے جسکا مطلب یہ ہے کہ دو تمہارے امام کدھر ہیں جن کو تم نے خدا کے مقرر کردہ اماموں کو چھوڑ کر امام بنایا تھا۔

کذالک یضل اللہ الکفرین

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدا وند تعالیٰ نے ناصبیوں کا نام کافرین بھی رکھا ہے اور مشرکین بھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کتاب کو جھٹلایا یا حالانکہ خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ کتاب بھی - بھیجی اور تاویل کتاب بھی پس جس نے کتاب کو جھٹلایا یا جو تاویل کتاب خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول کے ساتھ بھیجی اسکو جھٹلایا پس وہ مشرک بھی ہے اور کافر بھی

سورة المومن ۸۳، ۸۴ (آخری آیتیں)

فلما راوا باسنا قالوا امنابالله وحده وكفرنا بنا كنا به مشرکین فلم یک یفنعهم ایمانهم --- وخسر هنالک الکفرون

ترجمہ: پھر جس وقت انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے اب ہم خدا یکتا پر ایمان لائے اور جن چیزوں کو اسکا شریک کیا کرتے تھے اب ہم ان سب کے منکر ہو گئے مگر جب وہ ہمارا عذاب دیکھ چکیں گے تو اللہ کے قاعدہ کے مطابق جو اسکے بندوں میں برابر جا رہا ہے ان کا ایمان انکو کوئی نفع نہ پہنچائے گا اور کافروہاں ٹوٹے (خسارے) ہی میں رہیں گے

فلما اوبا سناً

العیون میں ہے کہ جناب امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ خداوند تعالیٰ نے فرعون کو کیوں غرق کر دیا حالانکہ وہ خدا پر ایمان لایا تھا اور اسکی توحید کا مقرر (قائل) ہو گیا تھا فرمایا اس لیے کہ وہ عذاب کو دیکھنے کے بعد ایمان لایا تھا اور جو ایمان عذاب دیکھنے کے بعد لایا جائے وہ مقبول نہیں ہے خداوند تعالیٰ کا یہ فیصلہ پہلوں کے لیے بھی تھا اور پچھلوں کے لیے بھی چنانچہ وہ فرماتا ہے فلما اوبا سنا

کافی میں ہے کہ متوکل عباسی کے سامنے ایک عیسائی پیش کیا گیا جس نے مسلمان عورت سے زنا کیا تھا۔ متوکل نے اس پر حد جاری کرنی چاہی تو وہ مسلمان ہو گیا تب لوگوں نے کہا کہ اقرار شہادتیں نے اس کے شرک اور کفر کو بھی کچھ دیا اور اس کی بد فعلی کو بھی محو کر دیا۔ بعضوں نے کہا اسے سہ چند حد لگنی چاہیے بعضوں نے کہا کچھ اور آخر متوکل نے پریشان ہو کر حلال مشکلات امام زمان حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے پاس کسی کو بھیجا اور یہ مسئلہ دریافت کیا تو حضرت نے لکھا کہ اس کو پیٹا جائے تاکہ وہ مر جائے علمائے عامہ نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ یہ تو انہوں نے ایسی بات فرما دی ہے جس کے بارے میں نہ کتاب خدا کچھ کہتی ہے اور سنت رسول خدا۔ لہذا دوبارہ حضرت سے آپ کے حکم کی تشریح چاہی تو حضرت نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہی دونوں آیتیں اذی (۸۳، ۸۴) سورة المومن کی لکھ کر بھیج دی جن کو دیکھ کر متوکل عباسی کو اطمینان ہو گیا اور اس نے حکم دیا اس نصرانی پر ضرب پڑنے لگی تانکہ وہ پٹتے پٹتے مر گیا:

سورہ حم السجد۔ (۲۹، ۲۸، ۴۱)

وقال الذین کفر وارانبارنا الذین اضلنا من الجن والانس نجلهما تحت اقدامنا لیكونا من الاسفلین

ترجمہ۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ان دونوں کو دکھلا دے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا کہ ایک ان میں سے جنوں میں سے ہے اور ایک آدمیوں میں سے تاکہ ہم انکو اپنے پائیوں کے نیچے کچلیں گے کہ وہ سب سے نیچے ہو جائیں

ان الذین قالوا ربنا الله وثم استقاموا تنزل علیہم الملائكة الا تحفوا ولا تحزنوا وابشر بالجنة التی کنتم توعدون۔

ترجمہ۔ بیشک جن لوگوں نے یہ کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ ولایت امیر المومنین آیہ پر بھی قائم رہے تو ان پر فرشتے یہ پیغام لے کر نازل ہو نگے کہ تم نہ اٹندہ کے لیے خوف کرو۔

اور نہ گذشتہ کے متعلق افسوس اور جس جنت کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اسکی بشارت لے لو۔

سورہ حم سجدہ۔ (۳۰)

نحن اولیوکم فی الحیوة الدنیا و فی الآخرة ولکم فیہا ما تشتهی انفسکم ولکم فیہا ما تدعون نزلا من غفور رحیم

ترجمہ۔ ہم زندگانی دنیا میں بھی تمہارے ولی دوست تھے اور آخرت میں بھی ہیں اور جنت میں تمہارے لیے ہر چیز موجود ہے جسکو تمہارا جی چاہے اور اس میں تمہاری خاطر ہر وہ چیز جو طلب کرو بڑے بخشنے والے اور رحم کرنیوالے کی طرف سے مہمانی کے طور پر مہیا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ عالم آل محمد یعنی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ جنوں سے تو وہ ابلیس ہے جس نے دار و لندو مکہ میں جناب رسول خدا کے قتل کا مشورہ دیا تھا اور تمام آدمیوں کو بہکا بہکا کر گناہوں پر آمادہ کر تا رہتا ہے اور بعد آنحضرت کی وفات کے حضرت ابو بکر کے پاس آیا ان سے بیعت کی اور یہ الفاظ کہے کہ خدا کا شکر ہے کہ مجھے موت نہ آئی جب تک کہ تجھے اس جگہ پر نہ دیکھ لیا۔

اور آدمیوں میں سے فلاں عمر (قال الشیطان)

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ اس آیت میں خدا وند تعالیٰ نے ”تثنیہ“ کا صیغہ استعمال فرمایا اس سے وہی دونوں اول دوم مراد ہیں پھر فرمایا کہ ہمارے والد ماجد نے جو فلاں کا لفظ فرمایا اس سے فلاں شیطان مراد ہے

قول صاحب تفسیر صافی -

شہاد حضرت کی مراد یہ ہو کہ ایک ایک ولد الذنا دو دو کا نطفہ ہوتا ہے یعنی زانی کا بھی اور شیطان کا بھی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اس آیت میں جودو مراد ہیں واللہ وہی دونوں ہیں اول ودوئم واللہ وہی دونوں ہیں -

ثم استقامو -

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ وہ یکے بعد دیگرے ائمہ علیہ السلام کی اطاعت پر قائم رہے تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ استقامت سے کیا مراد ہے؟؟؟

فرمایا واللہ وہی چیز جس پر تم قائم ہو - تفسیر قمی ہے کہ اس کا مطلب ہے ولایت امیر المومنین علیہ السلام پر قائم رہنا ہج البلاغہ میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں خدا کے وعدے اور اسکی محبت کے مطابق بات کر رہا ہوں خدا وند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان الذین قالو ربنا ثم استقامو۔۔۔ سو اب تم رہنا تو کہ چکے پس اس کی کتاب پر اور اسکے حکم کے راستے پر اور اسکی سے عبارت کے بہترین طریقے پر استقامت بھی اختیار کرو پھر نہ اس سے ہٹو اور نہ اس میں بدعت پیدا کرو اور نہ اسکی مخالفت اختیار کرو کیونکہ جتنے اس سے الگ ہو جائیوالے ہیں قیامت کے دن خدا سے اور ان سے کوئی واسطہ نہ رہیگا -

تتنزل علیہم الملائكة -

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تفسیر قمی میں ہے کہ عام مومنین کے لیے موت کے قریب فرشتے آتے ہیں اور انہیں وہ خوش خبری سناتے ہیں جو آگے اس آیت میں درج ہے -

البصائر میں ہے کہ کس نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ فرشتے آپکے یہاں نازل ہوتے ہیں فرمایا ہاں قسم بخدا نازل ہوتے ہیں بلکہ آکر ہمارے بچھونوں پر بیٹھے ہیں کیا تو کتاب خدا نہیں پڑھتا کہ وہ فرماتا ہے ان الذین ---

الخرائج میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ واللہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم فرشتوں کے کیلئے اپنے مکان میں بچھونے بچھائے ہیں وہ ہمارے بچوں سے ہم سے زیادہ مانوس ہیں اور ہم انکے نرم نرم پر بچھونوں پر سے اکثر اٹھا لیا کرتے ہیں اور اپنے بچوں کے گلوں میں تعویز بنا کر ڈال دیتے ہیں۔

کافی میں انہی حضرت سے برروایت اپنے والد ماجد اور جد امجد کے حدیث شب قدر میں منقول ہے کہ عبداللہ ابن عباس کو یہ گمان ہو گیا تھا کہ جن لوگوں کی شان میں یہ آیتیں ہیں ان الذین قالو ربنا۔۔۔ غفور الرحیم ان میں میں بھی داخل ہوں جناب زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا یا عباس کبھی تم نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے آکر کہا ہو نحن اولئو کم فی الحیوة الدنیا و فی الاخرة

یا انہوں نے یہ کہا ہو الا تخافو والا تحزنو۔۔۔ ابن عباس گھبرائے بولے یا بن رسول اللہ آخر اللہ یہ تو فرماتا ہے کہ انما المومنون اخوة کہ مومن سب بھائی بھائی ہیں) اس آیت میں تو ساری ساری امت داخل ہے گویا جب آپ نے فرشتوں سے ملاقات کی تو میں نے ہی کی (

حضرت فرماتے ہیں کہ میں خوب ہنسا اور کہا کہ ہاں یا بن عباس ٹھیک کہتے ہو

نحن اولیو کم فی الحیوة الدنیا و فی الاخرة۔ تفسیر قمی مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ ہم دنیا میں بھی تمہاری حفاظت کرتے رہے اور موت کے وقت بھی حاضر رہے تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ہمارا کوئی دوست اور ہمارے دشمنوں کا دشمن مرنے لگتا ہے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اس کو دیکھتے ہیں اور جناب امیر المومنین علیہ السلام اور جناب حسنین علیہ السلام اس کے پاس آتے ہی اسکو دیکھتے ہیں اور اسے خوشخبری دیتے ہیں اور جو ہمارا دوست نہ ہو دیکھتا ہے اس حضرت کو وہ بھی ہے مگر اس طرح کہ اس کو بہت ہی رنج پہنچتا ہے اور اس پر جناب امیر المومنین علیہ السلام کا یہ قول دلالت کرتا ہے جو آپ نے حارث ہمدانی سے فرمایا تھا۔

یا حارث ہمدان من یمت یرنی من مومن او منافق قبلا

(اے حارث ہمدانی جو بھی مرے گا وہ مجھے دیکھے گا خواہ وہ پہلے سے مومن ہو یا منافق۔)

تفسیر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام میں سورہ البقرہ کی آیت الذین یظنون جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ فرما کہ مومن ہمیشہ عاقبت کی خرابی سے ڈرتا رہتا ہے اور اسکو خوشنودی خدا حاصل کر لینے کا یقین اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی جانکنی اور ملک الموت کے آجانے کا وقت نہ آجائے اور ملک الموت مومن کے پاس ایسے وقت آتے ہیں کہ ادھر تو بیماری کی شدت تو اس بیچارے کو پریشان کیے ہوتی ہے اور ادھر مال وغیرہ جو کچھ بھی چھوڑتا ہے اس سے بال بچے اور یار دوست اور جن جن لوگوں سے لین دین ہوتا ہے ان سب سے چھوٹنے کا رنج و غم اس کے دل پر ہجوم کیے ہوئے ہوتا ہے اور تمام امیدیں منقطع ہوتی ہیں اور آتے ہی یہ کہتے ہیں کہ تم پریشان کیوں ہو؟؟؟

مومن کہتا ہے کہ میرے معاملات گڑ بڑ ہوئے جاتے ہیں اولاد و مال سب کچھ چھٹا جاتا ہے ملک الموت کہتے ہیں کہ کوئی عقلمند ایک کھوئے ہوئے روپے کے جاتے رہنے سے جسکے عوض میں اس دنیا جسے ہزار ہزار عالم ملیں کہیں مجزون بھی ہوتا ہے مومن کہتا ہے نہیں ملک الموت کہتے ہیں ذرا اوپر

نظر کرو جب اوپر نظر ڈالتا ہے تو جنت میں اپنے درجے اور وہ محل جو خیال میں بھی کبھی نہ گزرے تھے دیکھتا ہے اس وقت ملک الموت کہتے ہیں کہ وہ مکانات وہ نعمتیں وہ مال و دولت اور وہ اہل و عیال سب تمہارے ہیں اور جن اہل و عیال کو یہاں چھوڑے جاتے ہو ان میں سے جو بھی نیک ہوں گے یہ بھی وہیں تمہارے پاس پہنچ جائیں گے بولو اب اس دنیا کو وہاں کے بدلے میں چھوڑنے پر راضی ہو پھر ملک الموت کہتے ہیں کہ ادھر دیکھو ادھر جب دیکھتا ہے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام اور ان دونوں بزرگوار کی آل میں جو معصوم ہیں وہ سب اعلیٰ علین ہیں اسکو دکھائی دیتے ہیں ملک الموت کہتے ہیں جن کو دیکھ رہے ہو تمہارے سر دار او تمہارے ائمہ یہی ہیں وہاں یہ تمہارے دوست اور انیس ہونگے اب جو یار دوست یہاں چھوڑتے ہیں انکے بدلے ان حضرت کو قبول کرنے پر راضی ہو؟ مومن کہتا ہے واللہ میں ہزار جان سے راضی ہوں اس حالت کو خدا وند تعالیٰ ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے -

ان الذین قالو ربنا اللہ ... ولبشر بالجنت انی کنتم توعدون۔

(یعنی جو کچھ آگے آئیوا لا ہے اس سے نیکی کوئی وجہ نہیں اور بال بچے پیچھے چھوڑے جاتے ہو ان پر رنج کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لیے کہ جنت میں تم کچھ دیکھ رہے ہو یہ سب ان کا بدلہ ہے)۔

سورہ حم السجدہ (۳۲،۳۳)

اننی من المسلمین - تفسیر عیاشی میں ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں اتری -

ولا تستوی الحسنة ولا لسیئة

ترجمہ - اور نیکی اور بدی تو برابر ہوتی نہیں

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ الحسنۃ سے مراد تقیہ اور السیئة سے مراد افشاء راز نیز حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ التی ہی احسن سے بھی مراد تقیہ ہے -

سورۃ شوریٰ، (۱)

حم (۱) عسق حروف مقطعات

معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان حرفوں کے بارے میں منقول ہے کہ ان سے یہ چھ اسم مراد ہیں -

الحکیم - ۲۔ المسیب - ۳۔ العالم - ۴۔ السميع - ۵۔ القادر - ۶۔ القوی

یہ حروف اسم اعظم میں سے ہیں اور ان کو جوڑ لینا رسول یا امام کا کام ہے -

اسلے کہ ان کی تالیف سے وہ اسم اعظم پیدا ہوتا جاتا ہے جسکے ذریعہ خداند تعالیٰ سے جو دعا مانگی جائے قبول ہو جاتی ہے انہی حضرت سے منقول ہے کہ عین - س - قاف - سے مراد قائم آل محمد ہیں

يستخفرون لمن فى الارض ، تفسير قمى ميں ہے کہ وہ فرشتے بالخصوص تو يہ کرنیوالے مومنين کے ليے استغفار کرتے رہتے ہيں۔

سورة الشورى۔ (۶)

فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ

ترجمہ: ايک گروہ اس دن جنت ميں ہوگا اور ايک گروہ بھڑکتی ہوئی آگ ميں ۔

کافی ميں جناب امام جعفر صادق عليه السلام سے منقول ہے کہ ايک مرتبہ جناب رسول خدا نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور پھر اپنا داہنا ہاتھ اس شان سے بلند کیا کہ مٹھی بند تھی اور دريافت کیا کہ لوگوں کو بتاؤ اس مٹھی ميں کیا ہے لوگوں نے کہا اللہ اور اللہ کا رسول خوب جانتا ہے ۔

فرمایا قیامت تک جو لوگ جنتی ہونے والے ہيں انکے نام اور انکے باپ دادا کے نام اور انکے قبيلوں کے نام ہيں پھر اسی شان سے بايں ہاتھ بلند کیا اور دريافت فرمایا کہ لوگو بتاؤ ميرے اس ہاتھ ميں کیا ہے ؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اللہ کا رسول ہی خوب جانتے ہيں فرمایا قیامت تک جتنے جہنمی ہونے والے ہيں انکے نام اور انکے باپ دادا کے نام اور انکے قبيلوں کے نام ہيں پھر تين مرتبہ فرمایا کہ اللہ نے فيصلہ فرمایا ہے اور ٹھيک ٹھيک فيصلہ فرمایا ہے بعض فریق في الجنة و فریق في السعرة

سورة شورى۔ (۱۲)

أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ

ترجمہ: دين کو قائم رکھو اور اس کے بارے ميں فرقے فرقے نہ بن جاؤ۔

تفسير قمى ميں ہے کہ يہاں مراد ہے خدا کو ايک جاننا نما زيڑھنا زکواۃ دينا، ماہ رمضان مبارک کے روزے رکھنا ، بيت اللہ کا حج کرنا ، ان تمام قواعد واحکام کو ماننا جو کتب خدا ميں آچکے اور امير المومنين عليه السلام کی ولايت کا اقرار کرنا۔

سورة الشورى (۱۲)

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ

ترجمہ: مشرکوں پر وہ امر جن کی طرف تم انکو بلاتے ہو بہت گراں گزار اللہ اس امر کے ليے جسکو چاہتا ہے منتخب فرما ليتا ہے اور توفيق ہدایت اس کو عطا کرتا ہے جو اسکی طرف رجوع کرے کافی ميں جناب امام زين العابدين عليه السلام سے خدا وند تعالیٰ کے اس قول کی تفسير ميں منقول ہے کہ اس آيت ميں مشرکين سے مراد وہ لوگ ہيں جو ولايت امير المومنين عليه السلام کے بارے ميں شرک کرتے ہيں اور تدعو ہم اليه کی ضمير غائب جناب امير المومنين عليه السلام ميں طرف راجع ہے نوشہ خدا ميں اس طرح درج ہے

سورة شورى۔ (۱۳)

وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَعِيًّا بَيْنَهُمْ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى لَفُضِيَ بَيْنَهُمْ

اور بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا تھا وہ خوف آپس کے حسد کے باعث فرقہ فرقہ ترجمہ: بن گئے اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے مہلت کا حکم مدت معینہ کے لیے نہ ہو چکا ہوتا تو انکے مابین کبھی کا فیصلہ ہو چکتا ۔

وما تفرقو ... تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں جہالت سے پھوٹ نہیں پڑتی بلکہ جب کلام خدا انکے پاس آگیا اور انہوں نے سمجھ کیا او رامیر المومنین علیہ السلام کو خدا کے حکم کی بموجب اپنے سے افضل پایا تب ہی باہمی حسد برتا اور بغاوت کی اور الگ الگ مذہب نکال لیے اور اپنی اپنی رائے اور خواہش کے پابند ہو گئے۔

سورہ الشوری۔ (۱۴)

فَلِذَلِكَ فَادَعُ وَاَسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ

ترجمہ: پس اے رسول تم اسکی طرف انکو بلاتے جاؤ اور جیسا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے ویسے ہی قائم رہو اور انکی خواہشوں کی پیروی نہ کرو اور یہ کرو اور یہ کہہ دو

کہ اللہ نے جو کتاب نازل کی میں اس پر ایمان لایا ہو او رمجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے مابین عدالت کروں ۔

فَلِذَلِكَ فَادَعُ

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ولایت امیر المومنین علیہ السلام کی طرف بلائے جاؤ ۔

سورہ الشوری ۱۴۔

اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ

ترجمہ: اللہ وہی تو ہے جسنے کتاب کو حق کے ساتھ اتارا اور میزان کو بھی تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں میزان سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں

سورہ الشوری۔ (۱۸)

اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ

ترجمہ: اللہ اپنے کل بندوں پر بہت مہربان ہے جسے چاہتا ہے جس طرح چاہتا ہے رزق عطا فرماتا ہے اور وہ بڑا قوت والا ہے اور زبردست ہے اور آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس کی کھیتی کو خوب بڑھا دیتے ہیں اور جو دنیا کی خرمن چاہتا ہے تو ہم اسکو اس میں سے دینگے اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہو گا ۔

حرث الدنیا تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مال اور بیٹے دنیا کی کھیتی ہیں اور نیک اعمال آخرت کی کھیتی۔

سورہ الشوری (۲۲)

ذَلِكَ الَّذِي يُبَسِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

ترجمہ: یہی تو وہ ہے جس کی اللہ اپنے بندوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل بجا لائے خوشخبری دیتا ہے

قُلْ لَأَسْأَلَنَّكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ

ترجمہ: تم یہ کہہ کہ میں تو اس تبلیغ رسالت پر تم سے کوئی مزوری طلب نہیں کرتا مگر اپنے قرابتداروں کی مودت محبت اور جو اس بارے میں کوئی بھی نیکی کرے گا اس کی خاطر ہم اسکی نیکی کو بہت بڑھا دینگے بیشک اللہ بڑا بخشنے والا اور بڑا قدردان ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام جناب محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا آخری حج سے واپس تشریف لائے اور مدینہ پہنچ گئے تو انصار آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ خداوند تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے اور حضور کی تشریف آوری سے ہمارے درمیان قیام کرنے کی ہم کو عزت خاص بخشی ہے اور یہ مزید عنایت ہے کہ ہمارے دوستوں کو خوش اور ہمارے دشمنوں کو ذلیل کر دیا ہے حضور کی خدمت میں اب جا بجا سے مہمان حاضر ہوتے ہیں اور ان کو عطا کرنے کے لیے آپکے پاس سامان نہیں ہے اس سے آپ کے دشمن آپ پر ہنستے ہیں لہذا ہماری درخواست ہے کہ ہمارے مال کی تہائی آپ لے لیں تاکہ مکہ کے مہمان جو آنے والے ہیں انہیں آپ اس میں عطا فرمائیں جناب رسول خدا نے ان کی درخواست بے کہ ہمارے مال کی تہائی آپ لے لیں تاکہ کے مہمان جو آنے والے ہیں انہیں آپ اس میں سے عطا فرمائیں جناب رسول خدا نے ان کی درخواست کا کچھ جواب نہ دیا اور منتظر رہے کہ خدا کا حکم کیا آتا ہے۔ چنانچہ جبرائیل امین حاضر ہوئے اور یہ حکم لائے قُلْ لَا اسئلك ... چنانچہ آنحضرت نے انکے مال نہیں لئے اور یہ حکم سنا دیا جسے سن کر منافقوں نے یہ کہہ کہ اللہ نے تو محمد پر یہ نازل کیا نہیں۔ مگر یہ چاہتے ہیں کہ اپنے چچا زاد بھائی علی کا بازو پکڑ کر پھر بلند کریں اور انکے اہل بیت بھی کو ہمارا افسر قرار دیدیں کل تو یہ کہہ ہی چکے ہیں من کنت مولا فہذا علی مولا ----- اور آج کہہ رہے ہیں قُلْ لَأَسْأَلَنَّكُمْ عَلَيْهِ

قرب الاسناد میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آباو اجداد کے منقول ہے کہ جب رسول خدا پر یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ لوگوں خداند و تعالیٰ نے میری خاطر سے تم پر ایک فریضہ واجب کیا ہے آیا تم اسکو بجا لاو گے کسی شخص نے جواب نہیں دیا۔ آنحضرت تشریف لے گئے

جب دوسرا دن ہوا تو حضرت نے پھر اسی طرح سوال فرمایا۔ پھر کسی نے جواب نہیں دیا تیسرے دن حضرت نے پھر اسی طرح ارشاد فرمایا اب بھی کوئی کچھ نہ بولتا تھا کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اے لوگو! نہ وہ فریضہ سونے سے متعلق ہے اور نہ چاندی سے۔ نہ کھانے سے اور نہ پینے سے تب

سب بول اٹھے کہ تو تو حضور اسے بیان فرمائیں آنحضرت نے ارشاد فرمایا خداوند تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

یہ سن کر بہت سوں نے پختہ وعدہ کیا کہ ہم اسکی تعمیل کو حاضر ہیں۔ مگر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ واللہ یہ وعدہ صرف سات آدمیوں نے کیا ۱۔ سلمان فارسی ۲۔ ابو ذر غفاری ۳۔ عمار یاسر ۴۔ مقداد بن اسود کندی ۵۔ جابر ابن عبد اللہ انصاری ۶۔ آنحضرت کا یہ غلام جس کا نام بنتہ یا بنت ۷۔ زید ابن ارقم

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نے اپنے خطبہ میں فرمایا کہ میں ان اہل بیت میں سے ہوں جنکی مودت اللہ نے ہر مسلمان پر واجب کی ہے پھر آنحضرت نے یہ آیت کل لا اسئلکم تلاوت فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اقراراف حسنہ یعنی کوئی نیکی لانے سے مراد ہم اہل بیت کو مودت ہے

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے الاقراراف کے جو معنی منقول ہیں انکا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری بزرگی تسلیم کرنا۔ ہماری روایت صحیح پہنچا دینا اور ہمارے بر خلاف جھوٹ نہ بولنا۔

سورہ الشوری (۲۳-۲۴-۲۵)

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَإِنْ يَشَأْ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

ترجمہ: یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا پس اگر اللہ چاہے تو تمہارے دلوں پر مہر لگا دے حالانکہ اللہ باطل کو مٹاتا ہے اور اپنے کلمات کے ذریعہ سے حق کو حق ثابت کرتا ہے

وَبِوَالَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ

ترجمہ: بیشک وہ دلوں کی حالت سے پورا پورا آگاہ ہے اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ

ترجمہ: اور انکی بدکاریوں کو معاف کرتا ہے اور کچھ تم کیا کرتے ہو وہ جانتا ہے اور جو لوگ ایمان لائے نیک عمل (عمل صالح) بجالائے انکی دعا قبول فرما تاہے اور انکے حق میں اپنا فضل و کرم بڑھا دیتا ہے اور کافروں جو رہے ان کے لیے شدید عذاب ہے۔

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ انصار جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم نے آپکو جگہ دی اور آپکی نصرت کی اب آپ ہمارے مال و متاع کا بھی ایک حصہ لے لیں جس سے ضرورت کے وقت آپ مستفید ہو سکتے ہیں اس پر خدا نے وہ آیت نازل کی کل لا اسئلکم تلاوت فرمائی اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ تم یہ نہیں سمجھتے کہ کس شخص کا کوئی دوست ہوتا ہے اور اس شخص کے دل میں اسکے اہلبیت کی طرف سے کچھ نہ کچھ کینہ ہوتا ہے تو اس کا دل مطمئن نہیں ہوتا بس اللہ نے چاہا کہ اسکے رسول کے

دل میں امت کی طرف سے کوئی بے اطمینانی کی بات نہ رہے لہذا رسول کے اہلبیت علیہ السلام کی مودت امت پر فرض کر دی۔ اب اگر وہ مانیں گے تو فریضہ ادا کرنیوالے سمجھے جائیں گے اور نہ مانے گے تو فریضہ ادا کرنے والے سمجھے جائیں گے اور اگر نہ مانیں گے تو فریضہ کے ترک کرنے والے سمجھے جائیں گے عرض یہ سن کر وہ حضرت کے پاس چلے گئے اور بعض ان سے یہ کہتے تھے کہ ہم نے مال پیش کیے وہ تو نہ لیے اور مطلب یہ ہے کہ میرے بعد میرے اہلبیت کی طرف سے لوگوں سے لڑتے پھرو۔ اور ایک گروہ نے کچھ اور کہا یعنی یہ خدا کا کلام ہی نہیں ہے رسول اللہ نے اپنی طرف سے کہہ دیا۔ اسی کو خداوند تعالیٰ بطور حکایت فرماتا ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

ترجمہ: پس خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ تم یہ کہہ دو کہ اگر میں نے افتراء کیا ہوتا تو خدا چاہتا تو میرے قلب پر مہر لگا دیتا۔

وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ

ترجمہ۔ اس میں کلمتہ سے مراد ائمہ معصومین خصوصاً قائم آل محمد ہیں۔

وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

تفسیر مجمع البیان میں عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا جب مدینہ پہنچے اور اسلام مستحکم ہو گیا تو انصار نے آپس میں یہ کہا کہ اوہم رسول خدا کے پاس چلیں اور ان سے یہ کہیں کہ آپکو بہت سے موقع پیش آتے رہتے ہیں لہذا ہمارے یہ مال حاضر ہیں انکے بارے میں جس طرح جی چاہے فیصلہ کیجئے آپ کے لیے روک ٹوک نہیں ہے چنانچہ وہ آئے اور آہ قل لا اسئلكم ... نازل ہوئی آنحضرت نے انکو پڑھ کر سنادیا اور فرما دیا کہ میرے اہلبیت کے مودت رکھنا حضرت کے پاس سے تو وہ اس کو قول کو تسلیم کر کے گئے مگر باہر نکل کر منافقوں نے یہ کہا کہ یہ بات تو انہوں نے یہیں بیٹھے بیٹھے گھڑلی ہے اور چاہتے ہیں کہ اپنے رشتہ داروں کے آگے ہمکو ذلیل رکھیں اس پر یہ آیت ام یقولون ... افرادی حضرت نے انکو بلایا اور وہ آیت سنائی تو بہت روئے اور غمگین ہوئے اس پر خداوند تعالیٰ نے یہ آیت

هو الذی یقبل التوبہ ----

نازل کی، جناب رسول خدا نے انہیں پھر بلوایا اور یہ خوشخبری دی اور اسکے بعد ویسنبج الذین ---- سنائی جس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حضرت علیہ السلام کے قول کو بخوشی قبول کر لیا۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا وند تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں منقول کہ ان سے مراد وہ مومن ہیں جو اپنے برادر ایمانی کے لیے انکے پیٹھ پیچھے دعا خیر کریں ایسے شخص کے لیے فرشتہ آمین کہتا ہے اور خدا وند تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جو کچھ تو نے دوسرے کے لیے مانگا ہے اسکا دو چند تیرے لیے منظور ہے اور بوجہ اسکے کہ تو اس سے محبت رکھتا ہے تیری دعا بھی قبول

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا نے منقول ہے کہ ویزید ہم من فضلہ کے معنی ہیں ان لوگوں کے حق میں شفاعت جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی اور جنہوں نے دنیا میں مومنوں کے ساتھ احسان کیا ہو گا ۔

سورہ الشوری (۲۶)

وَلَكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ

ترجمہ: مکروو تو ایک انداز سے جو کچھ چاہتا ہے اتارتا ہے ۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر خداوند تعالیٰ اپنے سب بندوں کو وسعت زرق دے دیتا تو سب ہی بغاوت کرتے ۔

مگر اس نے ایک کو دوسرے کا محتاج کر دیا ہے اور اس طرح انکو قابو میں رکھا حدیث قدسی میں آیا ہے کہ میرے بندوں میں سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جس کے لیے مناسب حال دو لتمدی نہیں ہے اور اگر میں اسکو محتاج کردوں تو اسکی خرابی آجائے اور اگر کوئی کوئی میرے بندوں میں سے ایسا ہے کہ اس کے لیے مناسب فقیری لے اور اگر اس کو میں غنی کر دوں تو اسکی خرابی آجائے اسی وجہ سے میں اپنے بندوں کی حالت جو میرے علم میں مناسب ہے اس طرح رکھتا ہوں اور اسکا سبب یہ ہے کہ میں اپنے بندوں کی تدبیر اس علم کے موافق کرتا ہوں جو انکے دلوں کا مجھے حاصل ہے ۔

سورہ الشوری (۲۹)

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ

ترجمہ: اور جو مصیبت بھی تم کو پہنچتی ہے تمہارے ہاتھوں کی کرتوت کا نتیجہ ہے حالانکہ اللہ بہت کچھ معاف کرتا رہتا ہے کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ کسی رگ پٹھے کا پھڑک جانا کس پتھر کا لڑھک جانا ۔ کس قدم کا پھسل جانا کس لکڑی کی خراش آجانا ۔ یہ جو کچھ بھی ہوتا ہے کس نہ کسی گناہ کی پاداش میں ہوتا ہے اور جن گناہوں کو خدا معاف کرنا چاہتا ہے بیشتر ایسا ہی ہوتا ہے کہ دنیا میں انکی سزا جلد مل جاتی ہے اسلیے کہ یہ امر خداوندی کی جلالت شان سے بعید ہے کہ آخرت میں دربارہ اسکی سزا دے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا ۔ کہ بعد جناب رسول خدا کے علی مرتضیٰ اور اہل بیت علیہ السلام پر جو کچھ گزری آیا یہ ان کے کس فعل کی سزا تھی حالانکہ وہ اہلبیت عصمت و طہارت کے حامل ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ جناب رسول خدا تو ہر گناہ سے معصوم تھے مگر پھر بھی ہر روز ہر شب سو سو دفعہ استغفار پڑھا کرتے تھے ۔

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص دوستوں کو خاص مصیبتوں کے ساتھ آزمایا کرتا ہے تا کہ انکے درجے بڑھانے اس میں گناہ کا کوئی عمل دخل نہیں ۔

سورہ الشوری (۳۶)

وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ

ترجمہ: اور جو کبیرہ گناہ اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں اور جب انکو غصہ آجاتا تو وہ بخشش دیتے ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے جناب امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ایسے وقت میں غصہ کو روکے جبکہ وہ اسکے جزا کی پوری قدرت رکھتا ہو تو خداوند تعالیٰ قیامت کے دن اسکے دل کو امن و ایمان سے بھر دیگا نیز فرمایا کہ جو شخص خواہش کے وقت خوف کے وقت اور غضب و غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آتش جہنم پر حرام کر دیگا۔

سورة الشوری (۳۹)

وَجَزَاءٌ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةً مِّثْلَهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ

ترجمہ: اور ہر بدی کا بدلہ ویسی ہی بدی ہو سکتا ہے پھر جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے تو اسکا اجر اللہ کے ذمہ ہے بیشک وہ ظلم کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔

تفسیر صافی میں ہے کہ بدی کے بدلہ کو بھی بدی کے نام سے موسوم کیا ہے ایک تو مقابلے کے لحاظ سے اور دوسرے اس لحاظ سے کہ جس پر وہ فعل واقع ہو گا اسے بہر حال برا لگے گا یہ آیت بدلہ لینے میں زیادتی کرنے سے روکنے والی ہے

فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ایک منادی یہ ندا کریگا کہ جس شخص کا اجر خدا کے ذمہ ہے وہ جنت میں چلا جائے اس پر کہا جائے گا وہ کون کون ہیں جن کا اجر خدا پر ہے جواب ملے گا کہ جنہوں نے لوگوں کا قصور معاف کر دیا ہوگا وہ بے حساب داخل جنت ہونگے۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ تم کو معاف کرنے التزام چاہیے کہ معافی دینے سے بندہ کی عزت بڑھتی ہے پس معاف کرتے رہو خداوند تعالیٰ تمہیں عزت دے۔

سورة الشوری ۴۰

وَلَمَنْ آتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ

ترجمہ: اور جو بعد ظلم سہنے کے بدلہ لے پس وہی تو ایسے ہیں جن پر (ستانے کی) کوئی راہ نہیں الخصال میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس شخص کا حق ہو تمہارے ساتھ بدی کرے یہ ہے کہ تم اسے معاف کر دو۔ اور اگر تم کو یہ معلوم ہو کہ معاف کرنا ضرر پہنچائے گا تو بدلہ لے لو جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے اپنے اباواجداد کے منقول ہے کہ تین لوگ ایسے ہیں کہ اگر تم کو دبا کر نہ رکھو گے تو وہ تم پر ظلم کریں گے ایک تو کمینے لوگ -۲۔ دوسرے زوجہ -۳۔ تیسرے غلام

سورة الشورى ۴۱

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ ایسی راہ تو ان پر کھلی ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق بغاوت کرتے ہیں وہی تو ہیں جس کے لیے دکھ دینالا عذاب ہے

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اوپر کی آیت میں جو آچکا ہے

وَأَمَّنْ أَنْتَصَرَ بَعْدَ ظَلْمِهِ

اس سے مراد قائم آل محمد اور ان کے اصحاب ہیں کہ جب وہ ظہور فرمائیں گے تو بنی امیہ سے اور جھٹلانے والوں سے اور ناصبیوں سے انتقام لیں گے جس کی اجازت خداوند تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے -

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ

سے مراد وہ ظالم ہیں جنہوں نے آل محمد کا حق غضب کر لیا ہے کما راد العذاب سے یہ مطلب ہے کہ جب وہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کو دیکھیں گے کہ وہ انہیں عذاب دلوانیں آئیں تو کہیں گے -

هَلْ إِلَى مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ

تا کہ ہم علی علیہ السلام کی دوستی اختیار کر لیں اور

خَاشِعِينَ مِنَ الدَّلِّ

سے یہ مطلب ہے کہ وہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کی موجودگی کے سبب ذلت کے مارے سہمے ہوئے ہونگے اور یمنظرون من طرف خضی سے یہ مطلب ہے کہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کی طرف نیچی نظروں سے دیکھتے ہونگے اور قال الذین آمنو سے مراد آل محمد اور ان کے شیعہ اور ان الظلمین فی عذاب مقیم یہاں ظالم سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آل محمد کا حق غضب کیا امام فرماتے ہیں واللہ ناصبیوں نے جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی اولاد کی عداوت قائم کر دی اور ان کی تکذیب کرتے رہے یہاں پر وہی لوگ مراد ہیں -

سورہ الشوری (۴۸)

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَّا وَمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ (۴۹) أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ

ترجمہ: وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے یا ان بیٹے اور بیٹیاں جوڑوں دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے بیشک وہ صاحب علم اور صاحب قدرت ہے۔

سورہ الشوری (۵۰-۵۳)

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ  
(۵۱) وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ  
نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (۵۲) صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ  
أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ (۵۳)

ترجمہ: اور کسی بشر کی یہ منزلت نہیں ہے کہ اللہ اس سے بات کرتے سوائے اس کے وحی کے ذریعہ سے ہو یا پس پردہ سے یا کسی رسول کو بھیج دے پھر جو چاہے اپنے حکم سے اس کو وحی پہنچائے بیشک وہ بلند مرتبہ اور حکمت والا ہے اور اس طرح ہم نے اپنے حکم سے روح الامین کو تمہاری طرف وحی کے ساتھ بھیجا جسکے پہلے تم یہ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ کہ تعلیم کیا چیز ہے لیکن ہم نے اسکو ایک نور قرار دیا جس کے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جسکو چاہیں ہدایت کر دیں اور بے شک تم راہ راست کی طرف ہدایت کرتے ہو یعنی اس اللہ کی راہ کی طرف کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے آگاہ ہو کہ تمام امور کی بازگشت اللہ کی ہی طرف ہے

وحیا - تفسیر صافی میں ہے کہ اس کی صورت یہ ہے کہ فرشتہ کو دیکھے اور اس سے کچھ سنے یا بغیر سنے دیکھے دل میں خود بخود کوئی بات واقع ہو اور وحی کی اصل وہ حقیہ کلام ہے جو منجانب اللہ فی الفور ذہن میں آجائے

روحاً۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ روح خدا کی مخلوق میں سے ایک ایسی مخلوق ہے جو عظمت میں جبرائیل ومیکائیل سے زیادہ ہے اور جو جناب رسول خدا کے ہمراہ ہمیشہ رہی اور آپ کو خبر دیتی رہتی تھی اور بعد آنحضرت کے ائمہ علیہ السلام کے ہمراہ رہی۔ اور ایک روایت ہے کہ جس وقت سے اللہ تعالیٰ نے وہ روح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی وہ پلٹ کر نہیں گئی اور ہم میں موجود ہے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے علم کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا کہ آیا کہ کوئی ایسی چیز ہے جسے عام لوگوں کی زبان سیکھ لیتا ہے یا وہ آپ کی کسی کتاب میں ہے کہ آپ حضرات اسے پڑھ لیتے ہیں اور اسے حاصل کر لیتے ہیں؟ فرمایا اصل امر اس سے زیادہ عظیم اور ضروری ہے آیا تو نے خداتعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا وکذالک اوحیا روحاً پھر فرمایا کہ بیشک کسی وقت میں آنحضرت ایسی حالت میں تھے کہ کتاب وایمان کی حقیقت سے واقف نہ تھے یہاں تک کہ خدا وند تعالیٰ نے وہ روح جس کا ذکر اپنے کتاب میں کیا ہے بذریعہ وحی انہیں پہنچا دی۔ پس جس وقت وہ روح ان کو پہنچ گئی تو اس کے ذریعہ سے علم وفہم سب کچھ حاصل ہو گیا اور یہ روح وہ ہے جو خدا وند تعالیٰ جسے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور جس بندہ کو عطا کر دیتا ہے اس کو فہم حاصل ہو جاتا ہے

وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ نور سے مراد علی مرتضیٰ علیہ السلام ہیں

اور علی وہ نور ہیں جنکے ذریعے سے خدا وند تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہدایت فرمادیتا ہے

إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تو جسکو چاہتا ہے ولایت علی کی ہدایت فرمادیتا ہے اور صراط مستقیم سے مراد جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام ہیں

صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ صراط اللہ سے مراد علی مرتضیٰ علیہ السلام ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے آسمانوں کی اور زمین کی کل چیزوں پر خزینہ دار اور امین مقرر فرمادیا ہے

○ أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک قرآن مجید سمندر میں گر گیا تھا اور پھر وہ مل گیا تو اس میں سوائے اس آیت کے اور سب کچھ مٹ گیا۔

سورة الزخرف (۳)

وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيَّ حَكِيمٌ

ترجمہ: اور بیشک وہ ہمارے پاس ام کتاب میں ضرور عایشان او رحمت والا ہے تفسیر قمی اور معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس کا ذکر ام الکتب یعنی سورة الفاتحہ میں ہے وہ جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں کیونکہ اس میں خدا وند تعالیٰ کا یہ قول درج ہے اهدنا الصراط المستقیم اور صراط مستقیم سے خود جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی معرفت مراد ہے۔

سورة الزخرف (۲۷)

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

ترجمہ: پس عنقریب وہ مجھے ہدایت فرمائیں گے اور اسی اعتقاد کو اپنے اولاد میں انہوں نے یادگار کے طور پر چھوڑا تا کہ وہ اس کی طرف رجوع کرتے۔ الاکمال میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام اور علل الشرائع میں امام محمد باقر علیہ السلام اور معانی الاخبار میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی اور مطلب یہ ہے کہ امامت قیامت تک اولاد حسین علیہ السلام میں باقی رہے گی یہی مضمون مناقب اور تفسیر مجمع البیان میں بھی ہے۔

احتجاج طبرسی میں جناب رسول خدا سے خطبہ غدیر میں یہ فقرہ منقول ہے کہ اے لوگو قرآن مجید تم کو یہ بتلاتا ہے کہ علی کے بعد ائمہ علیہ السلام ان کی اولاد سے ہونگے اور میں بھی تم کو یہ بتاتا چکا ہوں کہ ائمہ علیہ السلام مجھ سے اور علی سے ہونگے۔

سورة الزخرف (۴۰-۴۱)

فَإِمَّا نَذَبْنَ بِكَ فَأَنَا مِنْهُمْ مُنتَقِمُونَ

ترجمہ: پس اگر ہم تم کو لے جائیں گے تو ہم ان سے ضرور بدلہ لینے والے ہیں تفسیر مجمع البیان میں روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول خدا نے جب وہ کچھ دیکھا جو کچھ ان کی امت پر ان کے بعد ہونیوالا ہے تو آنحضرت اس دن چپ چاپ رہے کبھی نہ ہنسنے یہاں تک کہ دنیا سے کوچ فرمایا۔

اس تفسیر میں جابر ابن عبداللہ انصاری روایت کرتے ہیں کہ حجة الوداع کے موقعہ پر منے کے مقام میں جناب رسول خدا کے پاس سب سے زیادہ قریب تھا پس آنحضرت نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تم سے اس حالت میں ملاقات کروں گا کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ گے اور ایک دوسرے کی گردن مارو گے اور خدا کی قسم اگر تم ایسا کرو گے تو مجھ کو اس گروہ میں پاؤ گے جو تم کو مارے گا پھر پس پشت نظر فرمائی اور تین مرتبہ یہ فرمایا کہ یا علی تم کو ماریں گے پس ہم دیکھ رہے تھے کہ گویا جبرائیل آنحضرت کو ارشاد کر رہے ہیں اور اس کے بعد میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

سورة الزخرف (۴۲)

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

ترجمہ: پھر جو کچھ تم پر وحی کی گئی ہے تم اسے مضبوط پکڑے رہو بیشک تم راہ راست پر ہو تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ ولایت علی پر قائم رہو اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب صراط مستقیم ہیں۔

سورة الزخرف (۵۶)

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُونَ

ترجمہ: اور جس وقت فرزند مریم کی مثال بیان کی گئی تو یکایک تمام قوم اس غل مچانے لگی تفسیر قمی میں حضرت سلمان فارسی سے منقول ہے کہ ایک موقع پر جناب رسول خدا اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ تھوڑی دیر میں تمہارے پاس وہ شخص آئے گا جو عیسیٰ ابن مریم سے مشابہت رکھتا ہے پس جو لوگ وہاں بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کوئی اٹھ کر باہر گیا اس غرض سے کہ آنے والا وہی بن جائے مگر جناب علی ابن ابی طالب تشریف لائے تو ایک شخص نے اپنے خاص یاروں سے کہا محمد ہم پر علی کو فضیلت دیتے سے کس طرح پیٹ ہی نہیں بھرتا یہاں تک کہ ان کو عیسیٰ ابن مریم سے بھی سے تشبیہ دے دی واللہ علی سے تو وہ بت تک افضل ہیں جنہیں ہم زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے اس مجلس میں یہ آیتیں نازل فرمائی۔

سورة الزخرف (۶۰-۶۱)

وَإِنَّهُ لَعَلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِي يَذَا صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

ترجمہ: اور بیشک و قیامت کی شناخت ہے پس تم ڈراس کے بارے میں شک نہ کرو اور میری پیروی کئے جاؤ یہی سیدھا راستہ ہے (صراط مستقیم علی)

وَلَا يَصُدُّنَكُمْ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ

ترجمہ: اور شیطان تم کو روک نہ دے یقیناً دو تمہارا کھلا دشمن ہے

تفسیر قمی میں ہے کہ پھر خداوند تعالیٰ نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی منزلت کا ذکر فرمایا یہاں صراط مستقیم سے مراد جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ تفسیر قمی میں یہی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ثانی (عمر) تم کو امیرا لمومنین علیہ السلام کی ولایت و محبت سے باز نہ رکھے اور ثانی کو شیطان نے تشبیہ دی گویا مکمل شیطان ہے۔

سورة الزحرف (۶۶)

الْأَخِلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ

ترجمہ: دوستی رکھنے والے اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہونگے لیکن متقی اس سے مستثنیٰ ہونگے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کو پڑھا پھر ارشاد فرمایا کہ واللہ اس آیت میں تم خداوند تعالیٰ نے سوائے تمہارے اے شیعو اور کس کو مراد نہیں لیا۔

مصباح الشریعہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم

پر بیز گاروں کی دوستی کی خواہش کرو گو زمین کے اندھیروں میں ہو ں گو ان کی طلب میں تمہاری عمر فنا ہو جائے اسلئے کہ خداوند تعالیٰ نے روئے زمین پر بعد انبیا کے اس نے افضل کسی کو پیدا نہیں کیا اور کسی بندہ پر اللہ تعالیٰ کا انعام کسی اس شخص کے برا بر نہیں ہے جسکو متقین کی صحبت کی نعمت عنایت فرمائی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الا حلا.....المتقین اور میراگمان ہے کہ جو شخص ہمارے اس زمانے میں ہے عیب دوست کی تلاش کریگا ہمیشہ بے دوست ہی رہے گا۔

سورة الزحرف (۷۷)

لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ

ترجمہ: ہم یقیناً تمہارے پاس حق (ولایت امیر المومنین علیہ السلام) لیکر آئے لیکن تم میں سے اکثر حق سے نفرت کرنے والے ہیں تفسیر قمی میں ہے خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم حق سے یعنی ولایت امیر المومنین علیہ السلام سے نفرت کرتے رہے یہ قول پروردگار عالم ہے جس میں حق سے مراد ولایت امیرا لمومنین علیہ السلام ہے

سورة الدخان (۱)(۲)(۳)

حَمَّ (۱) وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ (۲) إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ

ترجمہ: حَمَّ قسم ہے واضع کتاب کی یقیناً ہم نے اسکو برکت والی رات میں اتارا کہ ہم ہی ڈرانے والے ہیں برحمت والا کام اسی رات میں مقرر کیا جاتا ہے۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ شب قدر میں خداوند تعالیٰ ہر امر کا انداز فرمایا لیتا ہے جو جو کچھ اس سال میں ہونے والا ہے وہ حق ہو

خواہ باطل مگر بدا اور مشیت کا حق اسکو حاصل ہے کہ اجل و رزق بلا و مصائب اور اغراض و امراض میں سے جس جس کو چاہتا ہے مقدم کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے موخر فرما دیتا ہے اور جس میں چاہتا ہے زیادتی کر دیتا ہے اور جس میں چاہتا ہے کمی فرما دیتا ہے ۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ہر طرح کی خبر جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کو پہنچی ہے اور ان حضرات سے اور ائمہ علیہ السلام کو یہاں تک کہ جناب صاحب عصر والزمان علیہ السلام تک و منہتی ہوتی ہے مگر ہر خبر میں بدا و مشیت اور تقدیم و تاخیر مشروط ہوتی ہے ۔ (یعنی اختیار خدا کس وقت باطل نہیں ہوتا )

سورة الدخان ( ۲۸ )

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ

ترجمہ: یعنی نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین اور نہ ان کو ڈھیل دی گئی تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام سامنے سے ایک غریب شخص گذرا کہ اللہ اور اللہ کے رسول کا دشمن تھا تو حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی پھر حضرت کے صاحبزادے جناب امام حسین علیہ السلام آپکے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس پر آسمان اور زمین ضرو روئیں گے پھر فرمایا کہ آسمان اور زمین یاتو حضرت یحییٰ ابن ذکریا پر روچکے ہیں یا اب امام حسین علیہ السلام پر روئیں گے ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمان حضرت یحییٰ ابن ذکریا اور حضرت امام حسین علیہ السلام ابن علی مرتضیٰ علیہ السلام پر چالیس چالیس دن رویا اور دونوں حضرات کے سوا کسی پر نہیں رویا کس نے عرض کی یا بن رسول اللہ اس کے رونے کی کیا علامت تھی فرمایا کہ طلوع و غروب کے وقت بہت ہی زیادہ سرخی ہو جا یا کرتی تھی گویا آسمان و زمین خون کے آنسو روئے ۔

سورة الدخان (۴۱)

إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللَّهُ إِنَّهُ يَوْمَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ

ترجمہ: وہ اس سے مستثنیٰ ہیں جن پر اللہ نے رحمت فرمائی بیشک وہ بڑا زبر دست اور بڑا رحم کرنے والا ہے کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ واللہ وہ ہم ہے جن کو اللہ نے مستثنیٰ فرمادیا ہے اور ہم اپنے شیعوں کے کام آئیں گے نیز انہی حضرات سے منقول ہے کہ واللہ خدا وند تعالیٰ نے انبیا علیہ السلام کے اوصیاء اور تابعین میں سے سوائے جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے شیعوں کے کس کو مستثنیٰ نہیں فرمایا ۔

سورة الجاثية (۲۹)

فاما الذين امنوا وعملوا الصلحت فيدخلهم ربهم في رحمة ذلك هو ال فوز الميين

ترجمہ: پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح (نیک عمل) کیے تو ان کو تو ان کا پروردگار اپنے رحمت میں داخل کریگا یہی تو کھلی ہوئی کامیابی ہے

## سورة الاحقاف۔ (۴۴)

وَاذْتَلَىٰ عَلَيْهِمِ اٰیٰتِنَا بَیِّنٰتٍ قَالِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَلَلْحَقُّ كَمَا خٰتَمُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ اَمْ یَقُوْلُوْنَ اِفْتِرَیۡةً ۗۗ كَفٰیۤ بِہٖ شَہِیْدٌۢ بَیِّنٌ وَّبَیِّنٰكُمۡ وَہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۔

ترجمہ: اور جب اُن کے سامنے ہماری کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو جو لوگ کافر ہو گئے حق کے بارے میں میں جو اُن کے پاس آچکا ہے یہ کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جاود ہے یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس (رسول) نے اسے خود بنالیا ہے تم کہو کہ بالغرض اگر میں نے اسے اپنی طرف سے بنالیا ہے تو تم خدا کے عذاب سے مجھکو بچا نے کا کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ جن جن چیزوں کی طرف تم لگے ہوئے ہو اس سے وہ خوب واقف ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہی دینے کو وہی (علی) کافی ہے اور وہ سب سے بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے ۔

للحق۔ ولایت امیرا لمومنین علیہ السلام

شہید۔ گواہ ۔ مولائے کائنات امیرالمومنین علیہ السلام

## سورة الاحقاف (۱۴)

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَانًا حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْبًا وَّوَضَعَتْہُ کُرْبًا وَّحَمَلَتْہُ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا ۗۗ

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے حق میں احسان کرنیکا حکم دیا اس کی ماں نے تکلیف سے اسکو حمل میں رکھا اور تکلیف ہی سے اس کے حمل کی اور اس کے دودھ چھٹنے کی مدت تیس مہینے ہوئی یہاں تک کہ جب وہ اپنے پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہو گیا تو اس نے عرض کی اے میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری نعمت کا شکر بجا لاوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر مبذول فرمائی اور میں کوئی ایسا نیک کام کروں جسے تو پسند فرمائے اور میرے لیے میری اولاد میں صالح پیدا کر دے بیشک میں نے تیرے حضور میں رجوع کی ہے اور یقیناً میں مسلمان (فرمانبرار) میں سے ہوں ۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حمل میں جناب امام حسین علیہ السلام تھے تو جبرائیل امین جناب رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ عنقریب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جسکو آپ کی امت آپ کے بعد قتل کر دے گی پس یہ سن کر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کو اس حمل سے بھی رنج پہنچا اور وضع حمل کے وقت اس ولادت سے بھی پھر حضرت نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی ماں ایسی نظر نہ آئے گی جو بیٹے کو جن کر رنجیدہ ہوئی ہو مگر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو رنج اس وجہ سے ہوا تھا کہ اُن کو یہ علم ہو چکا تھا کہ ان کا یہ فرزند قتل کیا جائے گا یہ آیت امام مظلوم کربلا کے بارے میں نازل ہوئی ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جبرائیل امین پھر نازل ہوئے اور یہ عرض کی یا رسول اللہ پروردگار عالم آپ کو سلام بھیجتا ہے اور آپ کو خوشخبری دیتا ہے کہ وہ امامت و ولایت وصایت کو اس فرزند کی اولاد میں مقرر فرمائے والا ہے آنحضرت نے فرمایا میں راضی ہوں پھر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ کو یہ خوش خبری پہنچائی تو وہ بھی راضی ہو گئیں ۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر جناب امام حسین علیہ السلام نے اصلح لی فی ذریعتی نہ فرمایا ہوتا یعنی لفظ فی سے مقید نہ کر دیا ہوتا تو ان حضرت کی کل زریت امام ہی امام ہوتی پھر فرمایا کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے نہ جناب فاطمہ کا دودھ پیا اور نہ کسی اور عورت کا بلکہ وہ جناب رسول خدا کی خدمت میں لائے جاتے تھے اور آنحضرت اپنا انگوٹھا ان کے منہ میں دے دیتے تھے کہ دو تین دن کو کافی ہو جاتا تھا

پس حضرت امام حسین علیہ السلام کا گوشت جناب رسول خدا کے گوشت اور خون سے پیدا ہوا اور سوائے حضرت یحییٰ ابن زکریا اور جناب امام حسین علیہ السلام کے اور کوئی بچہ چھ ماہ میں نہیں پیدا ہوا۔

الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بندہ ۳۳ برس کی عمر کو پہنچتا ہے تب وہ اپنے پوری قوت کو پہنچ گیا اور جب ۴۰ برس کا ہوا تو اپنی جوانی کی انتہا کو پہنچ گیا اور جب ۴۱ برس کا ہوا تو قوت گھٹتی شروع ہو گئی اور ۵۰ برس والے کو تو یہ سمجھنا چاہئے کہ نزع کی حالت میں ہے۔

سورہ احقاف (۱۹)

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَدْبَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ ---

ترجمہ: اور جس دن جو لوگ کافر ہو گئے آتش جہنم کے سامنے لائے جائیں گے (تو ان سے کہا) جائے گا کہ اپنی زندگانی میں دنیا کے مزے تو تم خود لوٹ چکے اور اسکا نفع بھی خوب اٹھا چکے اور آج کے دن بوجہ اس کے تم زمین میں ناحق بڑائی چاہا کرتے تھے اور بوجہ اس کے کہ تم نافرمانی کیا کرتے تھے تم کو ذلت کا عذاب کی سزا دی جاتی ہے۔

أَدْبَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت فلاں قبیلے کے بارے میں نازل ہوئی اور مطلب یہ ہے کہ تم کھایا پیا پینا اور سوار ہوئے یعنی ہر طرح کے آرام حاصل کیے اور مزے اڑائے

امالی میں شیخ مفید علیہ الرحمہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بروایت اپنے والد ماجد سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے جلوہ لایا گیا تو آپ نے اس کو نوش فرمانے سے انکار کیا۔ اس پر لوگوں نے عرض کی کہ کیا حضور اس کو جرم قرار دیتے ہیں فرمایا نہیں بلکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں میرا نفس اس کا شائق نہ ہو جائے اور پھر ہمیشہ میں اس کو طلب کیا کروں

مناقب ابن شہر آشوب میں اجنف ابن قیس سے مروی ہے کہ میں معاویہ کے پاس گیا تو اس نے شیریں اور ترش (یعنی قسم قسم کا) اتنا کھانا میرے سامنے چنا کہ مجھے اس کی کثرت سے تعجب ہوا پھر ایک کھانا میرے سامنے رکھا جسے میں جانتا ہی نہ تھا کہ کیا ہے پس میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ یہ بطخ کی انتڑیاں ہیں جن میں گودہ بھر کر روغن پستہ بھون کر اوپر سے قند چھڑکا گیا ہے میں یہ سن کر رو پڑا معاویہ نے پوچھا تیرے رونے کا باعث کیا ہے میں نے کہا کہ مجھے علی علیہ السلام یا داگئے ایک دفعہ میں ان حضرت کی حضور میں حاضر تھا کہ افطار کا وقت آگیا خطر ت نے مجھے ٹھہرنے کو فرمایا۔ پھر ایک تھیلی منگائی جبکہ منہ پر مہر لگی ہوئی تھی میں نے دریافت کیا اس تھیلی

میں کیا ہے فرمایا جو کے ستو میں نے عرض کیا کیا آپ کو اس کا خوف تھا کہ اس میں سے کوئی لے لے گا یا آپ نے بخل فرمایا کہ اس پر مہر لگادی۔ فرمایا کہ ان دونوں باتوں میں سے تو نے ایک بھی نہیں لیکن مجھے اندیشہ ضرور تھا کہ کہ حسنین علیہ السلام اس میں کوئی چکنائی یا روغن زیت نہ ملا دیں۔ میں نے عرض کی کہ آیا وہ حرام ہے فرمایا حرام تو نہیں ہے مگر ائمہ برحق پر واجب ہے کہ ایسا کھانا کھائیں جیسا کہ مفلس سے مفلس لوگوں کو میسر آسکے تاکہ فقیر اپنے فقر سے بے دل اور سرکش نہ ہو۔ معاویہ نے یہ سن کر کہا کہ تو نے ایسے شخص کا ذکر کیا ہے کہ جس کی فضیلت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

احتجاج طبرسی کی ایک حدیث میں عمر ابن خطاب سے منقول ہے کہ ایک دن میں اجازت طلب کر کے جناب رسول خدا کی خدمت میں مشر بہ ام ابراہیم میں پہنچا۔ آنحضرت ایک کھجور کے ایک بورے پر لیٹے ہوئے تھے اور جسم مبارک کا کچھ حصہ مٹی پر بھی تھا اور سر مبارک کے نیچے ایک تکیہ لیف خرما سے بھرا ہوا رکھا تھا بس میں نے حضرت کو سلام کیا اور بیٹھ گیا پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اللہ کے نبی ہیں اور اس کی مخلوق میں چیدہ اور برگزیدہ ہیں پھر اس حالت میں حالانکہ کسری اور قیصر سونے کے تختوں اور دیباچ اور ریشم کے فرش پر ہیں

یہ سن کر آنحضرت نے فرمایا کہ وہ ولوگ ہیں جن کی راحت کی چیزیں جلد دے دی گئیں ہیں حالانکہ بہت ہی جلد ختم ہو جانے والی ہیں اور ہماری راحت کی چیزیں تاخیر میں ڈال گئیں تھیں یعنی آخرت میں ملنے والی ہیں

سورہ محمد ۴۷ (اس آیت کی سمجھ نہیں آرہی)

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ )

جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے لوگوں کو راہ خدا سے روکا۔ خدا نے انہی کے اعمال باطل کردئے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ (۲) ذَلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ

ترجمہ: اور جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے لوگوں کو راہ خدا سے روکا۔ خدا نے انہی کے اعمال باطل کردئے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور جو کچھ محمد مصطفیٰ پر نازل کیا گیا (علی کے بارے میں) اور وہ ان کے پروردگار کی طرف حق سے اس پر ایمان لائے ان سے ان کی بدیاں دور فرمادیں اور ان کی حالت درست کردی یہ اس لیے کہ جو کافر ہو گئے انہوں نے باطل کا اتباع کیا اور جو ایمان لائے انہوں نے حق (علی علیہ السلام) کی پیروی کی جو ان کے پروردگار کی طرف سے ہے اس طرح اللہ آدمیوں کے لیے ان کی مثالیں بیان فرماتا ہے۔

الَّذِينَ كَفَرُوا

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب رسول خدا کے ان اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی جو بعد آنحضرت کے مرتد ہو گئے تھے پس جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ائمہ علیہ السلام کی ولایت سے خود بھی باز رہے اور لوگوں کو بھی ان سے روکتے رہے۔ خداوند تعالیٰ ان کی نسبت فرماتا ہے۔ اضل اعمالہم

یعنی جناب رسول خدا کی معصیت میں جو جہاد وغیرہ اور نصرت وہ کر چکے تھے وہ سب باطل ہو گئے

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام بعد وفات رسول خدا مسجد میں جس حال میں کہ بہت سے آدمی جمع تھے بہ آواز بلند فرمایا -

الذین کفر واوصد و----

ابن عباس نے عرض کی کہ یا امیر المومنین علیہ السلام یہ جو کچھ آپ نے فرمایا کیوں فرمایا ارشاد ہوا کہ کیا میں نے تو قرآن مجید کی ایک آیت پڑھی ہے ابن عباس نے عرض کی کہ آپ نے امر خلافت ہی کے متعلق کچھ کہ ارشاد ہوا کہ ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا

ما اتکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتهوا

ترجمہ۔ (جو کچھ رسول تم کو دیں وہ لے لو اور جس سے تم کو باز رکھیں باز رہو۔)

یا ابن عباس کیا تم جناب رسول خدا کے بارے میں یہ گواہی دیتے ہو کہ انہوں نے ابو بکر کو خلیفہ بنایا عرض کی میں نے جناب رسول خدا کو سوائے آپ کے بارے میں اور کسی کے حق میں وصیت ہی کرتے نہیں سنا۔ فرمایا کہ پھر تم نے مجھے سے بیعت کیوں نہ کی؟ عرض کی لوگوں نے ابو بکر پر اجتماع کر لیا اور میں بھی ان میں سے ایک ہو گیا امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ جیسے بچھڑے پوجنے والے نے بچھڑے پر اجتماع کر لیا تھا تم لوگوں کی بھی یہاں آزمائش ہوئی اور تمہاری مثل (سورہ بقرہ --- صم بکم)

وامنو بما نزل علی محمد

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل تنزیل یوں ہوئی تھی امنو بنا نزل علی محمد فی علی یعنی جو کچھ محمد مصطفیٰ پر علی علیہ السلام کے بارے میں نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لائے

کفر عنہم سیاتہم

- تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ابو ذر غفاری سلمان فارسی عمار یاسر او رمقداد کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے عہد شکنی نہیں کی اور جو کچھ محمد مصطفیٰ پر نازل کیا گیا اس پر ایمان لائے یعنی اس ولایت پر جو اللہ نے نازل کی تھی ثابت قدم رہے اور وہ خدا کی طرف سے حق ہے اس سے مراد خود جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

اتبعو الباطل۔ تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے جناب رسول خدا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کے دشمنوں کا اتباع کیا۔

اتبعو الحق من ربہم

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورہ محمد میں ایک آیت ہمارے بارے میں ہے (جو یہی ہے) اور ایک ہمارے دشمنوں کے بارے میں (رتبعولباطل)

سورہ محمد - ۷، ۸، ۹، سے ۱۱

وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعَسَا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ (۸) ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ -----

ترجمہ: اور جو لوگ کافر ہو گئے پس ان کے لیے ہلاکت ہے اور ان کے اعمال (اللہ) باطل کرے گا

یہ اس لیے کہ اللہ نے جو کچھ (علی کے بارے میں) اتارا اس سے انہوں نے نفرت کی پس اللہ نے بھی ان کے اعمال امارت کر دئیے کیا وہ لوگ زمین پر نہیں چلے پھرے کہ یہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیا ہوا - اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا اور کافروں کے لیے بھی ویسے ہی انجام ہیں یہ اس لیے کہ اللہ ان لوگوں کا مددگار ہے جو ایمان لائے اور کافروں کا مددگار کوئی بھی نہیں - یقیناً اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ایسی جنتوں میں داخل کریگا گا جن کے نیچے ندیاں بہتی ہونگی اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ دنیا میں اسی طرح نفع اٹھا لینگے جیسے چوپائے چر چگ لیتے ہیں اور آخرت میں آتش جہنم ان کا ٹھکانا ہو گا

سورہ محمد - ۱۵

وَمِنْهُمْ مَنْ يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنفًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ

ترجمہ: اور ان میں سے کوئی کوئی ایسا بھی جو تمہاری باتیں غور سے سنتا ہے یہاں تک کہ جب تمہارے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں تو ان لوگوں سے جن کو علم دیا گیا ہے یہ کہتے ہیں کہ ابھی اس (رسول خدا) نے کیا کہا تھا - یہی وہ لوگ ہیں جنکے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنے خواہشوں کے پیرو ہو گئے ہیں

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت اصحاب رسول سے جو منافق تھے ان کے بارے میں نازل ہوئی ان کی حالت یہ تھی کہ جب کوئی بات سنتے تھے اس پر ایمان نہ لاتے اور نہ اسے یاد رکھتے اور جب آنحضرت کے پاس سے نکل کر باہر جاتے تو مومنین سے دریافت کرتے کہ محمد مصطفیٰ نے ابھی کیا کہا -

تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول خدا کے پاس ہوتے تو حضرت ہم کو وحی کی باتیں سناتے تو میں ان کو یاد رکھتا اور اللہ اور ان کو کچھ بھی یاد نہ رہتا اور جب آنحضرت کی خدمت سے اٹھ کر باہر آتے تو مجھ سے دریافت کیا کرتے کہ آنحضرت نے ابھی کیا فرمایا تھا -

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا اپنے اصحاب کو دعوت رسالت فرماتے پس جس شخص کی بہتری خدا کو منظور ہوتی وہ تو سنتا بھی اور سمجھتا بھی کہ حضرت کیا فرما رہے ہیں اور جن کی بدنصیبی کے باعث خداوند تعالیٰ کو بھی اس کی خیر و خوبی

مدنظر نہ ہوتی اس کے دل پر چھاپا لگا دیتا تھا کہ وہ کچھ بھی نہ سمجھتا پس خدا وند تعالیٰ کے قول اولیک الذین وطیع اللہ - کا یہی مطلب ہے -

سورہ محمد - ۱۸

فاعلم انه لا اله الا الله استغفر الذنیک وللمومنین وللمومنات

ترجمہ: پس یہ سمجھ لو کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اور تم اپنے گناہوں کی معافی کے لیے اور مومن مرد اور مومن عورتوں کے لئے مغفرت طلب کرو۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ فرمایا کہ استغفار پڑھنا اور لا اله الا الله کہنا سب سے بہتر عبادت ہے اسلیے کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے --- فاعلم انه ---

سورہ محمد ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱ ترجمہ:

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوا فِي الْاَرْضِ وَتَقَطَّعُوا اَرْحَامَكُمْ

ترجمہ: پھر کیا یہ قریب ہے کہ اگر تم حاکم ہو جاو تو تم زمین میں فساد کر و اور قطع رحمی کرو۔

(۲۲) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعَمٰى اَبْصَارَهُمْ

ترجمہ: یہی تو وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پھر ان کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا۔

۰ (۲۳) فَلَا يَتَذَكَّرُوْنَ الْفُرَانَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَفْءَاٰهَا

ترجمہ: تو کیا یہ قرآن مجید میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں

(۲۴) اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰى اَدْبَارِهِمْ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ الْهُدٰى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمَلٰى لَهُمْ (۲۵) ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنطٰٓئِعُكُمْ فِىۢ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَسْرَارَهُمْ

ترجمہ: تحقیق جو لوگ بعد اس کے ان کے کے ہدایت ظاہر ہو چکی تھی اپنے پچھلے پاؤں پلٹ گئے شیطان نے ان کو فریب دیا

(۲۶) فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّيْتُمْ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ

ترجمہ: یہ اس لیے کہ انہوں نے لوگوں سے جنہوں نے خدا کے نازل کئے ہوئے کو برا سمجھا تھا یہ کہا کہ ہم بعض معاملات میں تمہاری اطاعت کریں گے اور اللہ ان کے بھید کو خوب جانتا ہے -

فہل عتیم :

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک موقعہ پر عمر ابن خطاب نے جناب امیر المومنین علیہ السلام ملاقات کی اور یہ کہا کہ آپ ہی ہیں جو آیت با یکم المفتون پڑھ پڑھ کر مجھ پر اور

میرے یار (ابو بکر) پر طعن فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا فقط یہی نہیں بلکہ کیا میں تم کو ایسی آیت کی خبر نہ دوں جو بنے امیہ کے بارے میں نازل ہوئی اور وہ یہ ہے

(سورۃ محمد آیت۔ ۲۱)

اس ملعون نے کہا کہ آپ جھوٹ بولتے ہیں بنی امیہ تو قرابت کی رعایت تم سے زیادہ کرتے ہیں لیکن تم کو بنی تیمم - بنے عدی - اور بنی امیہ کی دشمنی کے سوا اور کچھ آتا ہی نہیں۔

ام علی قلوب افعالہا۔

تفسیر المحاسن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تمہارے دل کے بھی کان ہوتے (موجود ہیں) اور جب اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہوتا کہ کسی بندے کی راہبری فرمائے تو اس کے دل کے کان کھول دیتا ہے اور جب کسی کے بارے میں سلب توفیق منظور ہوتی ہے تو اس کے دل کے کان بند کر دیتا ہے پس وہ کبھی اصلاح نہیں پاتا

ان الذین ارتد

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ فلاں وفلاں (اول و دوئم) مراد شیخان ہیں کیونکہ وہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ترک کرنے میں ایمان سے پھر گئے پھر فرمایا واللہ یہ آیت ان دونوں کے بعد ان کے پیروں کاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ثبوت اس کا خدا و تعالیٰ کا یہ قول ہے جو جبرائیل امین نے جناب رسول خدا تو یوں پہنچا

سورہ محمد آیت۔ ۲۵

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ

یعنی علی مرتضیٰ علیہ السلام کی ولایت واجب کرنے کے بارے میں خدا نے جو کچھ نازل فرمایا تھا اس سے کراہت رکھنے والے تو یہ دونوں اور ان کے خاص یا رابو عبیدہ ابن الجراح جو ان کے کاتب بھی تھے اور انہوں نے بنی امیہ سے عہد و پیمان لینا چاہا کہ امر خلافت بعد رسول خدا ہم اہلبیت میں جانے نہ پائے اور وہ ہم کو خمس میں سے کچھ نہ دیا کریں انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر ہم ان کو خمس دیا کریں گے تو پھر یہ کس چیز کے محتاج نہ ہوں گے اور اس بات کہ امر خلافت ان کو نہ پہنچے کچھ بھی پراوہ نہیں کریں گے پس بنی امیہ نے کہا کہ (جواب میں) کہ جن باتوں کی طرف تم ہم کو بلاتے ہو ان میں سے بعض میں تو ہم تمہاری اطاعت کریں گے یعنی خمس میں سے ہم اہل بیت کو کچھ نہ دیا کریں گے پس خداوند تعالیٰ نے ان کے مشوروں کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائی۔

(سورۃ محمد آیت ۲۴)

الشیطن سول لہم

تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے یہاں الشیطن سے مراد (دوم عمر) ہیں

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اتَّبَعُوا مَا اسَخَطَ اللهُ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ

ترجمہ یہ اس لیے کہ انہوں نے اس کی تو پیروی کی جس نے خدا کو ناراض کیا اور اس کی خوشنودی کو برا جانا پس اس نے ان کے اعمال کو اکارت کر دیا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ ما اسخط الله (جس نے اللہ کو ناراض کیا) سے فلاں فلاں اور فلاں کی دوستی خصوصاً (اول، دوئم، سوئم) اور جناب امیر المومنین علیہ السلام پر ظلم کرنے والوں کی دوستی عموماً مراد ہے

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُخْرِجَ اللهُ اَضْعَانَهُمْ (۲۹) وَلَوْ نَشَاءُ لَّارَيْنَاكُمۡ فَلَعَرَفْتُمۡ بِسِيْمَاتِهِمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ

آیا ان لوگوں نے جن کے دلوں میں روگ ہے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ ان کے کینوں کو ظاہر نہ کریگا۔ اگر ہم چاہیں تو ہم ان لوگوں کو تمہیں دکھلا دیں پھر تم ان لوگوں کو ان کی علامتوں سے پہچان لو اور تم ان کو ان کے بات کے لہجے سے ضرور پہچان لو گے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔

فَلَعَرَفْتُمۡ بِسِيْمَاتِهِمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ

ترجمہ: اور تم ان کو ان کی بات کے لہجے سے ضرور پہچان لو گے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے

امالی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے چار باتیں کہی تھیں جن کی تصدیق خداوند تعالیٰ نے اپنے کتاب میں نازل فرمائی آدمی اپنے زبان کے نیچے پوشیدہ ہے جب بات کرے گا ظاہر ہو جائیگا۔ تفسیر مجمع البیان میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ لحن القول سے مراد ان لوگوں کا علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بغض رکھنا ہے نیز ہم زمانہ رسول خدا میں منافقوں کو اسی طرح پہچان لیتے تھے کہ وہ علی سے بغض رکھا کرتے تھے حضرت جابر ابن عبد اللہ انصاری سے اسی طرح کی روایت میں منقول ہے نیز عبادہ ابن صامت سے منقول ہے کہ ہم اپنے اولاد کی تفشیش علی ابن طالب کی محبت سے کیا کرتے تھے اور جب ہم ان میں سے کسی کو ایسا پاتے کہ وہ علی ابن ابی طالب سے دوستی نہ رکھتا ہو تو ہم سمجھ لیتے کہ اس کی ولادت صحیح نہیں ہے

انس سے منقول ہے کہ اس آیت کے آنے کے بعد زمانہ رسول خدا میں کوئی منافق پوشیدہ نہ رہا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيْلِ اللهِ وَشَاقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَضُرُّوْا اللهَ شَيْئًا وَسَيُحٰطَبُ اَعْمَالَهُمْ (۳۲) يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اطِيعُوْا اللهَ وَاطِيعُوْا الرَّسُوْلَ وَلَا تَبْطُلُوْا اَعْمَالَكُمْ

ترجمہ: بیشک جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے لوگوں کو خدا کی راہ (علی مرتضیٰ) سے باز رکھا اور بعد اس کے ہدایت ان پر کھل چکی انہوں نے رسول کی نافرمانی کی وہ اللہ کا ہرگز کچھ نہ بگاڑیں گے اور وہ ان کے اعمال بہت جلد اکارت کر دیگا۔ اے ایمان والوں تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال بے کار نہ کرو۔ تفسیر قمی میں ہے کہ سبیل اللہ سے مراد جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

وَلَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ

ثواب اور عمل میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ فرمایا کہ جو شخص ایک مرتبہ سبحان اللہ کہتا ہے خداوند تعالیٰ اس کی خاطر سے اس کلمہ کی بدولت ایک درخت جنت میں اگا دیتا ہے اور جو ایک مرتبہ الحمد للہ کہتا ہے اس کی خاطر اللہ تعالیٰ ایک درخت جنت میں اس کلمہ کی بدولت جنت میں پیدا کر دیتا ہے اور جو لا الہ الا اللہ کہتا ہے اس کے لیے ایک درخت اس کلمے کی بدولت لگا دیتا ہے اور جو اللہ اکبر کہتا ہے اس کی خاطر سے جنت میں اللہ ایک درخت لگا دیتا ہے اس پر قریش میں ایک شخص بولا یا رسول اللہ اس حساب سے ہمارے تو درخت جنت میں بہت ہونگے فرمایا ہاں مگر ڈرتے رہنا کہ کہیں تم ان پر آگ بھیج دو اور وہ ان کو جلادے یہی تو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔

سورہ محمد - ۳۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

ترجمہ: بیشک جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے (لوگوں کو) راہ خدا (علی کی ولایت) سے باز رکھا اور پھر کفر کی حالت میں مر گئے تو خدا ہرگز ان کے گناہ نہ بخشے گا

سورہ فتح - ۱

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (۱) لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيَمِّتْ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا

ترجمہ: بیشک ہم نے تمہارے لئے فتح اور کھلی فتح تاکہ اللہ تعالیٰ تمہاری خاطر تمہاری امت کے اگلے گناہوں کو بھی بخش دے اور پچھلوں کو بھی اور اپنے نعمت کو تم پر پورا کرنے اور تم کو صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے۔

معانی الاخبار میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی جناب رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ

مجھے پر وہی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے دنیا وما فیہاے زیادہ دوست ہے

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سورت کے نازل ہونے کا سبب اور اس فتح عظیم کا باعث جو کچھ منقول ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت نے ایک خواب دیکھا تھا کہ امن وامان سے داخل مکہ معظمہ ہو گئے اور مناسک بجائے اس کے بموجب جب آنحضرت اپنے بہت سے اصحاب کو ساتھ لیکر چل کھڑے ہوئے قریش نے راستے میں روکا ایک صلح نامہ لکھا گیا جس کی شرائط توڑ کر

وہ خود ذلیل و مغلوب ہوئے اور آنحضرت کا خواب سچ ثابت ہوا شہر مکہ پر بغیر جنگ و جدل مسلمانوں کا دائمی قبضہ ہو گیا صلح نامہ لکھتے وقت منافقوں کا اتفاق اچھی طرح کھل گیا ان سب کا گروہ عمر ابن الخطاب تھا جس نے یہ لفظ کہے جب سے میں اسلام لایا ہوں اس وقت سے لیکر اب تک آج کا سا شک نبوت میں کبھی نہیں ہوا نیز یہ بھی کہا گیا کہ اگر چالیس ۴۰ آدمی مجھے میسر آتے تو میں اس صلح نامہ کو توڑ دیتا

لیغفر لک الله

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو ان حضرت نے فرمایا کہ آنحضرت کا نہ کچھ گناہ تھا اور نہ ان حضرات نے کس گناہ کا قصد کیا بلکہ جس طرح آفیسر اپنے ماتحتوں کے اعمال کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے خداوند تعالیٰ نے آنحضرت کو ان کے شیعوں کے گناہوں کا ذمہ دار ٹھہرایا اور پھر آنحضرت کی خاطر سے ان کو بخش دیا۔

سورۃفتح (۴) (۵)

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفَّرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا (۵) وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّالِمِينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

ترجمہ: تاکہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جسکے نیچے ندیاں بہتی ہوں اور جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں اور ان سے ان کی بدیوں کو دور کرے اور یہی اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے اور منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کی نسبت بڑے (بڑے) گمان کیا کرتے ہیں خوب سزا دے ان بدیوں کا پھر انہی پر پڑے گا اور اللہ ان پر غضب ناک ہوگا اور ان پر لعنت کریگا اور ان کے لیے جہنم تیار کر رکھا ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے

سورۃفتح - ۱۳

وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا وَاللَّهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے گا ہم نے بھی ضرور بضرو کافروں کے کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے۔ اور آسمانوں اور زمین کا اختیار اللہ ہی کو ہے جو جسے چاہے بخش دیگا اور جسے چاہیگا عذاب دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔

سورۃالفتح ۴۵

كلمة التقوى---

المجالس میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ علی علیہ السلام ہدایت کا جھنڈا ہے اور میرا دوستوں کا پیشوا ہے اور جو میری اطاعت کرنے والے ہیں ان کا نور ہے اور وہی وہ کلمہ ہے جو جو خدا نے متقوں کے لئے لازم کر دیا ہے۔

الخصال میں ہے کہ آنحضرت نے اپنے خطبے میں فرمایا کہ ہم کلمة التقوی اور ہم سبیل ہدایت ہیں التوحید میں ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اور امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے خطبے میں فرمایا کہ ہم اللہ کی طرف سے عروۃ الوثقی ثقی اور کلمة التقوی ہیں

سورة فتح (۲۹)

وعد الله الذین امنوا و عملوا الصلحت منهم مغفرة

ترجمہ: اللہ نے ان لوگوں سے جو ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے ہیں (نیکیوں کا ہیں) مغفرت کا اور بہت بڑے اجر کا وعدہ کر لیا ہے۔

امالی میں منقول ہے کہ جناب رسول خدا سے یہ دریافت کیا گیا کہ یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو نور کا ایک علم بہت ہی روشن باندھ کر تیار کیا جائے گا اور ایک منادی یہ ندا دے گا کہ سیدا لمومنین علیہ السلام اور جو ان کے ساتھ محمد مصطفیٰ پر ایمان لانے والے تھے وہ کھڑے ہو جائیں پس حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کھڑے ہو جائیں گے اور اللہ وہ نور کا علم ان کو عطا کریگا گاجس کے نیچے تمام سابقین و اولین مہاجرین سے ہوں تو اور انصار سے ہوں تو سب کے سب جمع ہو نگے کوئی غیر ان کے ساتھ نہ مل سکے گا اس دن علی مرتضیٰ علیہ السلام جلوس فرمائیں گے اور لوگ ایک ایک کر کے حضرت کے سامنے پیش کئے جائیں گے پھر ایک نور کا منبر رب العزت قائم کیا جائے گا اس پر اور وہ ہر ایک کو اسکا اجر اور اسکا نور عطا فرماتے جائیں گے جب اس گروہ میں سے آخری شخص پیش ہو چکے گا تو ان سے کہا جائیگا تم نے جنت میں اپنے موقع اور مقام کو پہچان لیا ہے اب تمہارا پرو رنگار فرماتا ہے کہ میرے پاس تمہاری اس لیے مغفرت بھی ہے اور بڑا اجر بھی ہے (یعنی جنت) اور نعمات جنت پس حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کھڑے ہو جائیں گے اور وہ لوگ ان کے علم کے سائے میں ان کے ساتھ ساتھ جنت میں داخل ہو جائیں گے پھر حضرت اپنے منبر کی طرف لوٹ جائیں گے اور اسی طرح مومنوں کے گروہ گروہ یکے بعد دیگرے ان حضرت کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور اپنا اپنا حقہ لیکر جنت میں جاتے جائیں گے اور بہت سے ایسے ہو نگے جن کو جہنم کے کنارے کھڑا چھوڑا دیں گے اول الذکر لوگوں کے لیے تو خدا فرماتا ہے کہ اور جو لوگ اللہ پر اور اللہ کے رسولوں پر ایمان لائے وہ صدیق ہیں اور اپنے مالک کے پاس حاضر ہونگے ان کا اجر اور ان کا نور ان کو ملے گا ان سے مراد ہیں سب سے پہلے سبقت کرنیوالے اور ایمان لانے والے اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کی ولایت کے ماننے والے اب رہا دوسرا گروہ اس کے بارے میں خدا فرماتا ہے

والذین کفروا کذبوا بآئیننا ولئنک اصحاب الجحیم

ترجمہ: (اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی جہنمی ہیں) ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ولایت اور حقوق جناب امیر المومنین علیہ السلام کا انکار کیا اور ان کو جھٹلایا

سورة الحجرات (۱،۲)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدُمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! اللہ اور اللہ کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! اپنے آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ بات کرنے سے ان سے زور (زور) سے بولو جیسے تم ایک دوسرے سے چیخ و پکار سے باتیں کیا کرتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال باطل ہو جائیں اور تم کو خبر تک نہ ہو۔

تفسیر صافی میں ہے کہ ایک معنی اس کہ یہ ہیں کہ قبل اس کے خدا اور رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کریں تم اسکو طے نہ کرلو اور ایک معنی یہ ہیں کہ چلنے میں جناب رسول خدا کے آگے نہ چلو اور اس صورت میں اللہ کا ذکر رسول خدا کی عزت و جلالت کے سبب آیا ہے اس لیے کہ آنحضرت خداوند تعالیٰ کے نائب ہیں اس کی طرف سے اسی درجہ پر ہیں جس کی وجہ سے ان کی عزت واجب ہے تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت قبیلہ بنے تمیم کے مہمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جن کی یہ حالت تھی کہ جب حضرت رسول خدا کی خدمت میں آتے تو حضرت سے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دیتے کہ اے محمد ہم سے ملنے باہر آئیے اور جب جناب رسول خدا باہر آتے تو چلنے میں حضرت سے آگے آگے چلتے اور جب آنحضرت سے بات کرتے تو اپنے آوازوں کو حضرت کی آواز سے بلند کرتے اور برابر یہ کہتے جاتے یا محمد یا محمد آپ اس معاملہ میں کیا کہتے ہیں اور اس میں کیا فرماتے ہیں یعنی بالکل اس طرح بات کرتے جیسے آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں پس خداوند تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

سورہ الحجرات۔ ۶

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خیر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لو کہ کسی قوم کو تم بغیر جانے بوجھے کوئی صدمہ نہ پہنچاؤ کہ جسکے بعد میں تمہیں خود ہی نادم ہونا پڑے۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے معنی ہیں اس وقت تک صبر کرو جب تک کہ تم پر اصلی حال نہ کھل جائے تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت عائشہ کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ اس نے حضرت ام المومنین ماریہ قبطیہ پر الزام لگایا تھا کہ ان کو صریح قبطی کے ساتھ مستم کیا تھا پس جناب رسول خدا نے صریح کے قتل کا حکم دیا تھا تاکہ عائشہ کا جھوٹ کھل جائے اور وہ اپنے گناہ سے توبہ کرے۔

احتجاج طبرسی میں امام حسن علیہ السلام کی ایک حدیث منقول ہے کہ جس کا ایک جزو یہ ہے کہ اپنے ارشاد میں فرمایا کہ اے ولید ابن عقبہ واللہ میں اس بات پر تجھے کوئی ملامت نہیں کرتا کہ تو علی علیہ السلام سے بغض کیوں رکھتا ہے اس لیے کہ ان حضرت نے تجھ پر شراب پینے کی حد جاری

کی تھی ۸۰ کوڑے لگوائے اور برو ز غزوہ بدر تیرے باپ کو قتل کیا نہ اس پر کہ تو ان حضرت کو برا کیوں کہتا ہے بلکہ اس لیے کہ آنحضرت پر تو خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید کی دس آیتوں میں مومن فرمایا اور تجھ کو فاسق فرمایا اور وہ خداوند تعالیٰ کے اس قول میں موجود ہے ان جا ء کم فاسق۔۔۔

## سورہ الحجرات ۷۔

وَأَعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ

ترجمہ: اور یہ سمجھ لو کہ اللہ کا رسول تم میں موجود ہے اگر بہت سی باتوں میں تمہارا کہا مانے تو ضرور ہلاکت میں پڑ جائے لیکن اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے اور اسکو تمہارے دلوں میں زینت دیدی اور کفر و نافرمانی اور گناہ کو تمہارے لیے نا پسندیدہ قرار دے دیا اور ایسے ہی لوگ ہوشیار ہیں

کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حسب الیکم الایمان میں ایما ن اور زینتہ قلوبکم میں ضمیر غائب سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

اور الکفر سے مراد حضرت اول اور الفسوق سے مراد حضرت دوئم اور العصیان سے مراد سوئم۔ کافی میں انہی حضرت سے دریافت کیا گیا کہ آیا جب اور بغض ایمان سے ہوتا ہے جواب میں فرمایا کہ آیا حب اور بغض سوائے ایمان کے کس اور چیز کا نام ہے۔

## سورہ الحجرات ۱۰۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَرُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الْأَسْمَاءُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

ترجمہ۔ اے وہ لوگوں جو ایمان لائے !!! نہ مرد مرد وں کی ہنسی اڑائیں کہ شاہد انجام میں وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی اڑائیں کہ شاہد وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ تم آپس میں عیب لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کو برے ناموں سے پکارو ایمان کے بعد نافرمانی کے نام رکھنا بہت ہی بری چیز ہے اور جو اس سے توبہ نہ کریگا پس ایسے ہی لوگ نافرمان سمجھے جائیں گے تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ایک صفیہ بنت حی ابن حطب کی شان میں نازل ہو تی جس حال میں کہ وہ جناب رسول خدا کی زوجیت میں آ چکی تھیں اور سبب اس کا یہ تھا کہ عائشہ اور حفصہ دونوں اس غریب کو تکلیف پہنچایا کرتی تھیں اور اس کو برا بھلا کہا کرتیں تھیں اور اسے یہودی کی بیٹی کہہ کہہ کر خطاب کیا کرتی تھیں پس اس نے اس بات کی شکایت جناب رسول خدا سے کی تو آنحضرت نے سے فرمایا کہ تم ان دونوں کو جواب کیوں نہیں دیتی اس نے عرض کی یا رسول اللہ جواب میں کیا کہوں فرمایا یہ کہنا کہ میرے باپ تو ہارون نبی اللہ تھے اور میرے چچا موسے کلیم اللہ اور میرے شوہر محمد رسول اللہ اب تم دونوں مجھ میں کیا عیب نکالتی ہو چنانچہ صفیہ نے ان کو جواب دیا تو ان دونوں نے کہا کہ یہ تم کو جناب رسول خدا نے سکھایا ہے پس اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

## سورہ الحجرات ۱۱۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبَ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! بہت سے گمان کرنے سے پرہیز کرو بیشک بغض گمان گناہ ہے اور حالات کی تفشیش نہ کرو اور تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرئے کیا تم میں سے کوئی اسے پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے اسکو تو برا سمجھو گے اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

کافی میں براویت امام جعفر صادق علیہ السلام اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم اپنے بھائی کے معاملے کو نیکی ہی پر محمول کرتے جاو جب تک کہ کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہو جو تم کو بالکل اس سے منحرف کر دے اور جو بات تمہارے بھائی کے منہ سے نکلے جب تک اس سے اس نیک معنی پیدا ہو سکیں برائی کا گمان ہی نہ کرو۔

اتم

تفسیر صافی میں ہے کہ اتم ایسے گناہ کو کہتے ہیں جسکا کرنے والا عذاب کا مستحق ہو جائے

کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے غیبت کے بارے میں سوال کیا گیا۔

لا تجسو۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ تم مومنین کی خطاؤں کو تلاش نہ کرو جو شخص اپنے بھائی کی خطاؤں کو تلاش کرینگے درپے ہو گا اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کے درپے ہو جائیگا اور جس کی خطاؤں کے درپے اللہ تعالیٰ ہو اسکو ضرور رسوا فرما دیگا گو وہ فعل اسنے اپنے گھر کے اندر میں کیا ہو۔

ولا یختب بعضکم بعضاً اور تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔

فرمایا غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے متعلق اس کے دین کے بارے میں کوئی ایسی بات کہو جو اس نے نہیں کی ہے اور اس کے ذمہ ایسی بات ثابت کرو جس کی خداوند تعالیٰ نے پردہ پوشی فرمائی اور اس کے بارے میں کوئی حد نہیں مقرر فرمائی

جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کسی شخص کے متعلق اس کی پیٹھ پیچھے کسی ایسی بات کا ذکر کیا جائے جس کا ہونا اس میں لوگ جانتے ہوں تو یہ اس کی غیبت نہیں ہوئی اور جس شخص کی پیٹھ کے پیچھے اس کی ایسی بات کا ذکر کیا جائے جس کا اس میں ہونا لوگ نہیں جانتے تو یہ اس کی غیبت ہوئی اور جو کسی ایسی بات کا ذکر کیا جائے جو اسمیں ہے ہی نہیں تو یقیناً اس پر بہتان باندھا

ایحب احدکم۔ (مردہ بھائی کا گوشت کھانا)

الجوامع میں روایت کی گئی ہے کہ ابو بکر اور عمر نے حضرت سلمان فارسی کو جناب رسول خدا کی خدمت میں اس غرض سے بھیجا کہ وہ ان کے لیے کچھ کھانا لادیں اور آنحضرت نے انہیں اسامہ ابن زیاد کے پاس بھیج دیا جو جناب رسول خدا کے خزینہ دار اور جس اونٹ پر جنس تھی اس کے محافظ تھے پس

انہوں نے کہہ دیا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں۔ حضرت سلمان فارسی ان دونوں کے پاس لوٹ کر آئے تو ان دونوں نے یہ کہا کہ اسامہ نے بخل کیا اور سلمان فارسی کو آکر کسی چلتے ہوئے کنوئیں پر بھی پانی لینے بھیجیں تو اسکا پانے تک خشک ہو جائے گا پھر یہ دونوں جناب رسول خدا کے خدمت میں گئے اور آنحضرت نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ مجھے تم دونوں کے منہ سے گوشت کھانے کے آثار پائے جاتے ہیں ہم دونوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آج تو ہم نے کوئی گوشت نہیں کھایا آنحضرت نے فرمایا کیا ابھی ابھی تم باتوں باتوں میں اسامہ اور سلمان فارسی کا گوشت نہیں کھا رہے تھے۔

سورہ الحجرات ۱۴

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ مومن تو وہ لوگ ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر انہوں نے شک کبھی نہ کیا۔ اور راہ خدا میں اپنے مالوں سے اپنے جانوں سے جہاد کیا ایسے ہی لوگ تو سچے ہیں۔

انما المؤمنون۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی

سورہ الحجرات۔ ۱۶

يَمُتُونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُتُوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلْ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

ترجمہ: وہ تم پر احسان رکھتے ہیں کہ وہ اسلام لے آئے تم کہہ دو کہ تم اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو۔ بلکہ یہ تو اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت کر دی بشرطیکہ تم سچے ہو۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت بروز خندق عثمان ابن عفان کے بارے میں نازل ہوئی سبب اسکا یہ تھا کہ وہ عمار یاسر کے پاس سے اس حالت میں گزرا کہ وہ خندق کھود رہے تھے اور کھدان میں سے غبار اٹھا رہا تھا پھر عثمان نے آستین اپنے ناک پر رکھی اور گزرتا چلا گیا تو عمار یاسر نے یہ فرمایا کہ جو شخص مسجدوں کو آباد رکھے اور ان میں نماز پڑھے اور رکوع وسجود کرتا ہے اس کے مانند نہیں ہو سکتا جو غبار تک سے بچ کر چلے احکام کا منکر اور اہل بیت کا معاند ہو اب تو عثمان ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اے پسر حبشیہ یہ مجھے تو کہہ رہا ہے پھر جناب رسول خدا کی خدمت میں آکر کہنے لگا کہ ہم آپکے ساتھ اسلام میں اس لیے داخل نہیں ہوئے کہ ہماری عزت پر حملہ کیا جائے پس جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ہم کو تمہارے اسلام کی ضرورت نہیں جاؤ چلتے بنو اس پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سچے نہیں ہیں

سورہ ق۔ ۲۴

قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْعَمْتُهُ وَلَكِنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ

ترجمہ: اور اسکا ہمنشین یہ کہے گا کہ میرے پاس جو کچھ یہ حاضر ہے

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد وہ شیطان ہے جو اس کے ساتھ ہی ساتھ بندھا ہوا ہوگا تفسیر قمی میں مزید ہے کہ اس سے مراد حضرت اول شیطان ہیں اور جناب ثانی ہیں۔

سورہ ق-۲۴

أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ (۲۴) مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ (۲۵) الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ

ترجمہ: اور ہانکنے والے والا اور گواہ کو حکم ہو گا۔ تم دونوں ہر منکر سرکش کو جہنم میں ڈال دو جو نیکوں سے بڑا ہے روکنے والا

کفار

وہ ہے جو رسول اللہ کی نبوت کا انکار کرے

عند۔

وہ ہے جو علی ابن ابی طالب علیہ السلام ان کے اہلبیت اور شیعوں سے بغض رکھے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ خطاب جناب رسول خدا اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے ہے اور جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے بروایت اپنے ماجد اور جد امجد جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے مجھ سے فرمایا تھا کہ یا علی علیہ السلام جب خداوند تعالیٰ قیامت کے دن کل آدمیوں کو ایک بلندی پر جمع کریگا تو اس دن (میں اور تم) دونوں عرش کے دائیں طرف ہو نگیں پھر خدا فرمائے گا دونوں اٹھو اور جس جس نے تم سے بغض کیا اور جس نے تمہیں جھٹلایا ہے انکو تم جہنم میں ڈال دو

مناع للخیر - تفسیر قمی میں عام معنی تو اس کے یہ منقول ہے ہیں کہ واجب حقوق ادا کرنے سے مال کا برا روکنے والا

تفسیر قمی میں ہے کہ مناع سے مراد ثانی اور خیر سے مراد ولایت علی اور حقوق آل محمد - اور جس وقت اول نے ایک نوشہ لکھا جس کی رو سے فدک جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو واپس کیا تو حضرت ثانی نے اس کو روک دیا۔ پس اس کو خداوند تعالیٰ نے فرمایا اس نے کہ اسے (ثانی) نے یہ لفظ کہے کہ جس نے تمہارے لیے امامت اور خمس کو قرار دیا ہم اس کے منکر ہیں

سورہ ق - ۳۸

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ

ترجمہ : پس جو کچھ یہ کہتے ہیں اس کی برداشت کرو اور سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھا کرو۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا ۔ فرمایا صبح شام دس دس مرتبہ یہ پڑھا کرو ۔

لا اله الا الله وحده لا شريك له الملك وله الحمد يحيى ويميت وهو على كل شئ قدير

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے ہر طرح کا اختیار اسی کو ہے اور ہر قسم کی تعریف اسی کو زیبا ہے وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے

سورہ ق - ۳۹

وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَأَدْبَارَ السُّجُودِ

اور رات کے بعض حصوں میں اس کی پاکی بیان کیا کرو اور نمازوں کے بعد ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ دو رکعتیں ہیں جو نماز مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہیں ۔

سورہ الذریت ۲۰۱-۳-۴

وَالذَّارِيَاتِ ذُرُوءًا (۱) فَالْحَامِلَاتِ وُجُوهًا (۲) فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا (۳) فَالْمُفْسِمَاتِ أَمْرًا (۴)

ترجمہ: قسم ہے ان ہواؤں کی جو بکھر کر اڑانے والی ہیں پھر قسم ہے ان بدلیوں کی جو (بارش) کا بوجھ اٹھانے والی ہیں پھر قسم ہے ان کشتیوں کی جو باآسانی چلنے والی ہیں پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو کام کو تقسیم کرنے والے ہیں ۔

سورہ الذریت - ۱۶

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ

ترجمہ: اور راتوں کو وہ کم سویا کرتے تھے اور صبح کو وہ مغفرت طلب کیا کرتے تھے التہذیب میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ لوگ سوتے تو تھے مگر جب ان میں سے کوئی کروٹ لیتا تو کہتا الحمد للہ والاله الا الله والالہ والا الله واکبر التہذیب اور مجمع البیان میں جناب جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ نماز وتر میں آخر شب میں ۷۰ مرتبہ استغفار پڑھا کرتے تھے ۔

سورة الذریت - ۲۱

وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ

ترجمہ : اور تمہاری رات میں بھی ۔ تو کیا تم نہیں دیکھتے

فے انفسکم - تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری رات میں بھی نشانیاں موجود ہیں اس واسطے سے تمام عالم میں ایک چیز بھی ایسی نہیں کہ اس کی نظر انسان کی رات میں موجود نہ ہو۔ وہ تو اپنے جگہ دلالت کرتی ہے اور اس بات میں جس میں انسان منفرد ہے کہ ہیبت اسکو نفع بخش عطا کی گئی ہے اور صورت خوبصورت ترکیبیں اس میں عجیب عجیب رکھی گئی ہیں اور ایسے کام کرنیکی قدرت عطا کی گئی ہے جن سے حیرت ہوتی ہے مختلف صنعت و حرفت پیدا کرنے کا ملکہ اس میں موجود ہے اور طرح طرح کے کمالات اپنے ذات میں جمع کر سکتا ہے۔

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے تم کو سننے والا دیکھنے والا پیدا تم غصہ ہوتے ہو اور خوش بھی اور تم کو بھوک بھی لگتی ہے اور سیر بھی ہوتے ہو یہ سب خداوند تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

افلا تبصرون۔ (کیا تم نہیں دیکھتے) الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے والد ماجد اور اپنے جد امجد سے منقول ہے کہ ایک شخص نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے کھڑے ہو کر یہ سوال کیا کہ یا امیر المومنین علیہ السلام آپ نے اپنے پروردگار کو کس چیز کے ذریعہ پہچانا؟؟؟

فرمایا پختہ ارادہ کے ٹوٹ جانے اور فکر آئندہ کے باطل ہو جانے سے جس وقت میں نے آئندہ کے متعلق کوئی فکر کی تو اسکا حکم میری فکر کے اور میرے مابین حائل ہو گیا اور جب میں نے کس امر کا پختہ ارادہ کر لیا تو اس کی قضا میرے اس ارادے کے مخالف ہو گئی اس سے میں نے جان لیا کہ مدبر میرے سوا کوئی اور ہے۔

سورہ الطور - ۲۰

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَبُّهُ

ترجمہ : اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ان کی اولاد کو بھی ہم ان کے ساتھ ملا دینگے اور ان کے اعمال (نیک) میں سے کچھ بھی کم نہیں کرینگے۔

تفسیر صافی میں جناب رسول خدا سے روایت کی گئی ہے کہ اگر کوئی مومن درجہ میں بڑھ جائیگا اور اس کی اولاد اس سے پیست رہے گی تو خداوند تعالیٰ اس کی اولاد کے درجے بڑھا کر ان کو اس مومن سے ملا دیگا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔

الذین امنوا - سے مراد جناب رسول خدا اور امیر المومنین علیہ السلام مراد ہیں

ذوتہم - سے ائمہ علیہ السلام اور اوصیاء جن کو ہم انہی سے ملا دینگے

سورۃ الطور - ۴۱

أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمْ الْمَكِيدُونَ

ترجمہ : یا وہ تم سے کوئی چال چلتے ہیں پس جو کافر ہو گئے چال میں تو وہ خود پھنس گئے ہیں۔

کیداً۔ تفسیر صافی میں اس سے مراد ان کا وہ کید (چال) ہے جو انہوں نے درالندوہ میں بیٹھ کر جناب رسول خدا کے بارے میں کیا تھا۔

ہم المکیدون۔ تفسیر صافی میں ہے کہ اُن کے مکر کا وبال ان پر یہ پڑا ہے بدر کے دن وہ قتل کیے گئے۔

سورہ الطور۔ ۴۷-۴۸

وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ (۴۷) وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ (۴۸)

اور جس وقت تم نماز شب کے لیے اٹھو اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح پڑھا کرو اور رات کے اس حصہ میں بھی اور ستارے کے ڈوبتے وقت بھی۔

فسبح۔ یہ نماز شب بجالانے کا حکم ہے۔

ادبار النجوم۔ آخر وقت جبکہ ستارے پھیکے پڑ جائیں

سورہ النجم۔ ۱-۹ تک

وَالنَّجْمُ إِذَا هَوَىٰ (۱) مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ

ترجمہ : قسم ہے ستارے کی کہ جس وقت کہ وہ اترا تمہارا رفیق نہ بھٹک گیا ہے اور نہ بہکا ہے

وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى -----

ترجمہ : اور وہ خواہش نفسانی سے کچھ نہیں کہتا۔ جو کچھ کہتا ہے وہ نہیں ہے مگر وحی جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے اس کو بری قوتوں والے اور بڑی عقل والے نے تعلیم کیا پھر وہ کھڑا ہو گیا۔ جس حال میں کہ وہ اونچے سے اونچے افق کے قریب تھا۔ پھر وہ اور قریب ہوا پھر معلق ہو گیا پھر دو کمان کا فاصلہ رہا پا کچھ کم پھر خدوند وند تعالیٰ نے اپنے بندے کی طرف وحی فرمائی جو کچھ بھی وحی فرمائی۔

المجالس میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک رات ہم نے رات رسول خدا کے ہمراہ نماز پڑھی جب سلام سے فارغ ہوئے تو آنحضرت نے روئے مبارک ہماری طرف کیا اور فرمایا کہ اس رات ایک ستارہ طلوع فجر کے ساتھ ساتھ ٹوٹے گا اور تم میں سے کسی ایک کے گھر گریگا جس گھر میں وہ گرے گا وہی میرا وصی میرا خلیفہ اور میرے بعد میری امت کا امام ہو گیا پس جیسے ہی فجر کا وقت قریب ہوا تو ہم میں سے ہر شخص ستارے کے ٹوٹ کر اپنے گھر میں گرنے کا منتظر تھا اور سب سے زیادہ خواہش میرے والد عباس ابن عبدالمطلب کو تھی مگر جسے ہی فجر طلوع ہوئی ستارہ ٹوٹ کر ہوا میں گرا اور مولائے کائنات امیر المومنین علیہ السلام کے گھر میں گرا پس جناب رسول خدا نے علی مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی علیہ السلام اسی کی قسم جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا ہے وصیت و خلافت اور میرے بعد مخلوق خدا کی امامت تمہارے لیے واجب ہو گئی پس منافقوں نے جیسا کہ عبداللہ ابن ابی اور اس کے یار تھے یہ کہا شروع کر دیا معاذ اللہ

محمد اپنے چچا زاد بھائی کی محبت میں بہک گئے ہیں اور وہ گمراہ ہو گئے ہیں اور ان کی شان میں جو کچھ کہتے ہیں خواہش نفسانی سے کہتے ہیں اس پر خدا وند تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل کی۔ شدید القوی۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے خودخداوند تعالیٰ مراد ہیں اور دوسرے قول کے مطابق جبرائیل امین مراد ہیں۔

سورہ النجم - ۱۷

لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ

ترجمہ : بیشک انہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں میں سے بڑی نشانی کو دیکھا

کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ کہ کوئی آیت نشانی مجھ سے بڑھ کر نہیں ہے۔

تفسیر قمی میں منقول ہے کہ آنحضرت نے علی مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی اللہ تعالیٰ نے سات موقعوں پر تم کو میری خاص معصیت عطا فرمائی ہے ان میں سے پہلا موقعہ وہ ہے کہ جس رات مجھے پہلی مرتبہ آسمان پر لے گئے تو جبرائیل امین نے مجھے سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کے بھائی کہاں ہیں میں نے کہا کہ میں ان کو پیچھے چھوڑ آیا ہوں۔ عرض کی یا رسول اللہ خدا سے دعا کیجئے کہ وہ ان کو آپ کے پاس لے آئے میں نے دعا کی تو دیکھتا کیا ہوں کہ علی تمہاری صورت میں میرے ساتھ موجود ہے اور دیکھتا کیا ہوں کہ فرشتے ہیں کہ صفیں باندھے کھڑے ہیں میں نے کہا کہ اے جبرائیل امین یہ کون ہیں کہ فرمایا یا رسول اللہ انہی کے مقابلے میں خداوند تعالیٰ قیامت کے دن آپ حضرت کے سبب سے فخر کریگا پس میں قریب ہوا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے وہ سب کچھ تم سے (علی علیہ السلام) کہہ دیا

دوسرا موقعہ وہ تھا کہ مجھے دوسری مرتبہ آسمان پر لے گئے جبرائیل امین نے مجھ سے پھر پوچھا کہ آپ کے بھائی کہاں ہیں میں نے کہا کہ میں ان کو اپنے جگہ خلیفہ کر آیا ہوں انہوں نے کہا کہ خدا ند تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ دو ان کو آپ کے پاس لے آئے میں نے خدا سے دعا کی تو دیکھتا کیا ہوں کہ تمہاری صورت میرے ساتھ موجود ہے اسی وقت ساتوں آسمان میرے لیے کھل گئے یہاں تک کہ کہ جو جوان میں رہنے والے ہیں اور جنتی ان میں آباد یاں ہیں اور ایک ایک فرشتے کا مقام سب میں نے دیکھا۔

تیسرا موقعہ وہ ہے کہ جب مجھے قوم جن کی طرف بھیجا گیا تو جبرائیل امین نے پھر مجھ سے کہا کہ آپ کے بھائی کہاں ہیں؟ میں نے کہا میں ان کو اپنے جگہ چھوڑ آیا ہوں انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ خدا سے دعا کیجیے کہ وہ ان کو آپ کے پاس لے آئے میں نے دعا کی دیکھتا کیا ہوں کہ تمہاری صورت میرے ساتھ موجود ہے پس جو کچھ کے میں نے جنات سے کہا اور جو کچھ انہوں نے مجھے جواب دیا وہ تم نے پورا سنا۔

چھوٹا موقعہ وہ ہے کہ لیلة القدر میرے اور تمہارے لیے مخصوص کی گئی ہے اور اور سوائے ہم دونوں کے (اور ہماری خاص اولاد سے) اس میں کسی اور کا حصہ نہیں ہے۔

پانچویں موقعہ یہ ہے کہ میں نے خدا وند تعالیٰ سے تمہارے بارے میں دعا کی پس اس نے میری خاطر تمہارے لیے سوائے نبوت کے ہر چیز عطا فرمائی دی نبوت کے بارے میں ارشاد ہوا کہ اے محمد یہ میں نے تمہارے لیے مخصوص کی ہے۔

چھٹا موقعہ وہ ہے کہ شب معراج جب مجھے آسمان پر لے گئے تو خداوند تعالیٰ نے کل انبیاء کو جمع فرمایا اور میں نے امام بن کر ان سب کو نماز پڑھائی اور تمہاری صورت ٹھیک میرے پیچھے تھی

ساتویں موقعہ یہ ہے کہ گروہوں کی ہلاکت میرے اور تمہارے ہاتھ رکھی ہے یہ ان لوگوں کا رد ہے جو معراج کے منکر ہیں۔

سورہ الحج - ۳۱

الذین یجتنبون کبرا لائم والفو احش الا لم ان ربک واسع المغفرة

ترجمہ جو کبیرہ گناہوں اور بیحیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے رہتے ہیں گو صغیر ہ سے نہ کریں بیشک تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا ہے

کبرا لائم - گناہان کبرہ الفواحش - کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فواحش سے مراد ہیں زنا و سرقہ

اللمم - مجمع البرین میں ہے کہ اللمم سے مراد وہ صغیرہ گناہ ہیں جنکا بندہ جہالت سے کبھی کبھی مرتکب ہو جائے پھر نادم ہو کر توبہ کر لے اور مغفرت مانگے اور بخش دیے جائیں

هو اعلم لمن التقى - علل الشرائع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ تم میں سے کوئی زیادہ نماز پڑھنے پر زیادہ روزے رکھنے پر زیادہ زکوٰۃ دینے یا زیادہ قربانیاں دینے پر فخر نہ کرے اس لیے کہ خدا ہی زیادہ واقف ہے کہ تم میں سے زیادہ متقی کون ہے۔

سورہ الحج ۳۲ تا ۳۹

اقرء یت الذین تولی واعطے قلبہ ولکدائے وان لیس لانسان لا واسعی وان سعیه سوف یری

ترجمہ : آیا تم نے اس شخص کو غور سے دیکھا کہ جس نے (حق سے) روگردانی کی اور تھوڑا خرچ کیا اور ہاتھ روک لیا اور یہ کہ انسان کے لیے کچھ بھی نہیں سوائے اتنے کے جتنی اس سے کوشش کی ہو اور یہ کہ اس کی کوشش آگے چل کر دیکھی جائے گی آیا علم غیب اس کے پاس ہے کہ وہ اس سید سمجھ لیتا یا اس کو خبر نہیں دی گئی جو کچھ موسیٰ کے صحیفوں میں ہے اور ابراہیم کے جنہوں نے (حق اطاعت) (پورا پورا) ادا کر دیا تھا (یعنی) یہ کہ کوئی بوجھ اٹھا نے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائیگا

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ سات آیتیں عثمان ابن عفان کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو صدقہ دیا کرتا تھا اور کچھ راہ خدا میں خرچ کیا کرتا تھا مگر تھا اتنا احمق کہ عقل کی گرہ نہ رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے رضاعی بھائی عبداللہ ابن سعد ابن ابی سے یہ کہہ دیا کہ تم یہ کرتے کیا ہو میرے خیال میں تمہارے پاس کچھ بھی باقی نہ رہے گا عثمان نے کہا میرے ذمے گناہ بہت ہیں اور میں جو کچھ کرتا

ہوں اس سے رضا نے خدا کا طلب گار ہوں اور اسی کے عفو کا امیدوار ہوں عبد اللہ نے اس سے کہا کہ تم اپنے سواری کی ساندنی ہے کل سامان کے ساتھ مجھے دے دو اور میں تمہارے کل گناہوں کا بار اپنے ذمے لئے لیتا ہوں چنانچہ عثمان نے اپنے ساندنی دے دی اور اس پر کسی کو گواہ بھی کر لیا اور پھر راہ خدا میں خرچ کرنے سے ہاتھ بھی روک لیا اسی پر خدا نے یہ آیت نازل کی

وان لیس للانسان الا ما سعی

تفسیر صافی میں ہے کہ جس طرح کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کے بارے میں پکڑا نہیں جا سکتا اسی طرح دوسرے کے عمل سے بھی ثواب نہیں پا سکتا اور جو یہ حدیثوں میں آیا ہے کہ میت کے حق میں صدقہ دینا اور میت کی طرف سے حج و زیارات بجالانا میت کو نفع پہنچاتا ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ میت نے اپنے پسماندگان کے دل میں یہ سبب احسان کے یا ایمان کے یا قرابت وغیرہ کے ایسی محبت ڈال دی تھی کہ انہوں نے اس کی طرف سے نیت کی اور نیا بتہ یہ اعمال خیر بجالائے تو فی الحقیقت یہ سعی ہی کا نتیجہ ہوا اس طرح مریض کے لیے اسکے ایام مرض میں وہ کل اعمال خیر لکھے جاتے ہیں جو وہ اپنے صحت کی حالت میں بجالاتا ہے اسلئے کہ اس کی نیت میں ضرور ہے کہ اگر وہ صحیح ہوتا تو سب کچھ بجا لاتا پس ثواب ملنا اس کی نیت پر موقوف ہے باوجودیکہ کہ نیت کو عمل میں لانے کا مانع موجود ہے مگر وہ مانع اس کے اختیار کی بات نہیں وہ خدا کے غالب کے ہاتھ ہے لہذا خدا ہی کے فضل سے متعلق ہے کہ اسکو ثواب دیتا ہے۔

سورہ النجم۔ ۴۵

من نطفہ اذا تمنے۔ تفسیر قمی میں ہے کہ نطفہ خون سے بنتا ہے اس طرح کہ پہلے تو وہ خون تھا پھر وہ دماغ کی ایک رگ میں جنکا نام ورید ہے نطفہ بن جاتا ہے اور وہاں سے ریڑھ کی ہڈی کے ایک ایک جوڑے سے گزرتا چلا جاتا ہے تاآنکہ گردوں میں پہنچ جاتا ہے پھر سفید ہو جاتا ہے ربا عورت کا نطفہ وہ سینے سے ہو کر اترتا ہے

سورہ النجم ۵۲

والموتکفہ اھوی

ترجمہ: اور الٹی ہوئی بستنیوں کو اسی نے دے پٹھا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہے بصرہ اس پر دلیل جناب امیر المومنین علیہ السلام کا یہ قول ہے کہ حضرت نے فرمایا۔

یا اھل الموتکفۃ

اے عورت کے لشکریو!! اے چوپائے کہ پیرو جس وقت کہ وہ بلبلایا تم نے اس کی مان لی اور جب اس کے پاؤں کاٹے گئے تو بھاگ گئے تمہارا پانی غلیظ اور کڑوا ہے اور تمہاری عقلیں بودی ہیں اور نفاق کا تم پر خاتمہ ہے اور تم پر ستر نبیوں کی زبان سے لعنت کی گئی ہے جناب رسول خدا نے مجھے خبر دی تھی کہ جبرائیل امین نے ان کو خبر دی ہے کہ تمام زمین پر انہوں نے نظر ڈالی تو بصرہ کی زمین کو سطح آب سے تمام زمینوں کی بہ نسبت قریب تر پایا اور آسمان سے سب سے زیادہ دور اور بدی کے دس حصوں میں سے ۹ حصے اسمیں ہیں اور اسی طرح مرض شدید کے بھی جو اس میں مقیم رہے گا وہ گناہ میں ہے اور جو اس سے نکل جائے گا وہ رحمت خدا داخل میں ہے مع اپنے ساکنین کے دو مرتبہ اللٹ

چکی ہے (یعنی غرق ہو چکی ہے) اور اللہ کے ذمے ہے کہ تیری مرتبہ بھی الٹ دے اور یہ الٹا زمانہ رجعت میں ہو گا۔

سورہ القمر ۵۴

الشق القمر وہ - اور چاند شق ہو گیا تفسیر مجمع البیان میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ مشرک جمع ہو کر جناب رسول خدا کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ سچے میں تو ہمارے لیے ماہتاب کے دو ٹکڑے کر دیجئے آنحضرت نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں تو تم ایمان لاؤ گے انہوں نے اقرار کیا کہ ضرور لے آئیں گے حضور نے دعا کی اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گیا لیکن مشکروں نے پھر بھی نہ مانا اور کہا کہ ہم پر جادو کر دیا گیا ہے -

سورہ القمر - ۹

فدعاربہ انی مغلوب فانتصر

ترجمہ: پس انہوں نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں تو مغلوب ہو گیا ہے اب تو انتقام لے لے پس ہم نے موسلا دھار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دئے اور ہم نے زمین پہاڑ کر چشمے ہی چشمہ کر دئے

سورہ القمر - ۱۸

یوم نحس مستمر

ترجمہ - دائمی منحوس دن

علل شرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بدھ کا دن دائمی منحوس ہے اسلیے کہ جن دنوں میں خداوند تعالیٰ نے قوم عاد پر عذاب بھیجا اس کا اول بھی بدھ کا دن تھا اور آخر بھی بدھ کا دن تھا۔

سورہ الرحمن ۱-۵

الرَّحْمَانُ (۱) عَلَّمَ الْقُرْآنَ (۲) خَلَقَ الْإِنْسَانَ (۳) عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (۴) الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ (۵)

ترجمہ: خدائے رحمن نے - قرآن مجید تعلیم فرمایا - اسی نے انسان کو پیدا کیا - اور اسی نے بیان کرنا سکھایا - سورج اور چاند مقرر حساب پر چلتے ہیں

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ البیان وہ اسم اعظم ہے جسکے ذریعہ سے ہر چیز کا علم ہوا۔

تفسیر قمی میں جناب امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ الرحمن - علم القرآن کا یہ مطلب ہے کہ خداوند تعالیٰ نے قرآن کی تعلیم دی - عرض کیا گیا کہ خلق انسان سے کیا مطلب ہے فرمایا یہ الانسان جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں -

عرض کیا گیا کہ علم البیان کا کیا مطلب ہے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا وند تعالیٰ نے اُن کو ہر اس چیز کا علم عطا فرمایا جن کی انسان کو ضرورت ہو اکر تہی ہے عرض کیا گیا کہ الشمس القمر بحسبان کا کیا مطلب ہے فرمایا وہ دونوں عذاب خدا میں ہیں اس پر عرض کیا گیا کہ شمس القمر کو عذاب دے جاتے ہیں؟؟؟ فرمایا جب تم نے ایک بات پوچھی ہے تو اچھی طرح سمجھ بھی لو یہ شمس والقمر تو یقیناً خدا کی نشانیاں میں سے دو نشانیاں ہیں جو اس کے علم کی اطاعت پر برابر چل رہے ہیں ان دونوں کی روشنی نور عرش سے ہے اور ان کی گرمی آتش جہنم سے پس جب قیامت ہو چکے گی تو ان کا نور لوٹ کی عرش کی طرف چلا جائے گا اور حرارت جہنم میں پس یہ شمس القمر تو باقی نہ رہیں گے ۔

اور شمس القمر جملہ اسمیہ ہے جس میں دوام پایا جاتا ہے پس سوائے اس کے نہیں کہ خدا وند تعالیٰ نے انہی دونوں مل ملعون کو (اول دوئم) مراد لیا ہے ۔ کیا عوام الناس یہ روایت نہیں کرتے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ شمس وقمر دونوں جہنم میں ہونگے راوی نے عرض ضرور کرتے ہیں فرمایا آیا تم نے عوام الناس کا یہ قول بھی سنا ہے کہ فلاں فلاں دونوں امت کے سورج اور اس کے نور ہیں عرض کیا سنا ہے فرمایا پس وہی دونوں جہنم میں ہیں واللہ آنحضرت نے سوا ئے ان دونوں کے کسی اور کو مراد نہیں لیا۔

سورہ الرحمن

وَالنَّجْمِ وَالشَّجَرِ يَسْجُدَانِ (۶) وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ (۷) أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ (۸) وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ

ترجمہ : اور بیل اور درخت دونوں سجدے میں ہیں اور آسمان کو اس نے بلند کیا اور میزان کونچا رکھا تاکہ تم میزان کے بارے میں سرکشی نہ کرو ۔ اور انصاف سے وزن کو ٹھیک ٹھیک چانچو اور میزان کو نقصان نہ پہنچاؤ

وَالنَّجْمِ وَالشَّجَرِ يَسْجُدَانِ

تفسیر قمی میں جناب امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ النجم سے مراد جناب رسول خدا ہیں جس کا یہ نام خداوند تعالیٰ نے اور موقعوں پر بھی لیا ہے اور فرمایا کہ شجر ے سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ائمہ معصومین علیہ السلام ہیں یسجدان کا یہ مطلب ہے کہ وہ عبادت میں ہیں۔

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ

عرض کیا گیا اس آیت کا کیا مطلب ہے فرمایا السماسے مراد جناب رسول خدا ہیں جن کو خداوند تعالیٰ نے رفعت دی اور اپنے حضور بلایا لیا اور المیزان سے مراد علی مرتضیٰ علیہ السلام ہیں جن کو اپنی مخلوق کے لیے قائم کر دیا ۔

عرض کیا گیا کہ الا لظغوفی المیزان ۔ کی کیا مرا دہے فرمایا کہ امام عالی مقام علی ابن طالب علیہ السلام کی نافرمانی نہ کر و عرض کیا گیا اقیمو الوزن بالقسط کا کیا مطلب ہے فرمایا کہ عدل کے ساتھ امام کی اطاعت کے لیے چلے جاؤ عرض کیا گیا ولا تحسر المیزان کا کیا مطلب ہے فرمایا یہ کہ امام کا حق نہ مارو اور امام پر ظلم نہ کرو۔

سورة الرحمن - ۱۲

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

ترجمہ: پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتیں جھٹلاؤ گے؟؟؟

تفسیر قمی میں ہے کہ اس میں ظاہر خطاب جن وانس سے ہے اور باطنا فلاں فلاں (اول و دوئم) سے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔

تو اپنے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تم دونوں (اول و دوئم) ہماری ان دونوں نعمتوں میں کس کس کا انکار کرتے ہو۔ آیا محمد کا یا علی کا کافی میں یوں آیا ہے کہ آیا نبی کا انکار کرتے ہو یا وصی کا بار بار اس آیت کا آنا تاکید ہے

سورة الرحمن ۱۸ تا ۲۱

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ (۱۹) بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ

ترجمہ: اس نے دو دریا بہا دئے وہ باہم ملتے ہیں اور ان دونوں کے درمیان مابین ایک پردہ ہے

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ-- يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ

پھر تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے کو جھٹلاؤ گے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ علی و فاطمہ دو عمیق سمندر بحر ہیں ان میں سے کوئی ایک اپنے دوسرے رفیق پر زیادتی نہیں کرتا اور لولو اور مرجان سے مراد امام حسن اور امام حسین علیہ السلام مراد ہیں

سورة الرحمن ۲۶، ۲۵

وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (۲۷) فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

ترجمہ: ہر شخص جو زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور تمہارے پروردگار کی ذات صاحب جلال و عزت باقی رہے گی

تفسیر قمی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ وجہ اللہ ہم ہیں جن کے ذریعہ سے خدا پہچانا جاتا ہے اور جن کے ذریعہ خدا کا حکم پہنچتا ہے

المناقب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ویبقی وجہ ربک کے یہی معنی منقول ہیں حضرت نے فرمایا ہم وجہ اللہ ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ یا بن رسول اللہ اس حدیث کے جسے عام لوگ روایت کرتے ہیں کیا معنی ہیں لا الہ لا اللہ کہنے کا ثواب ایسا ہی ہے جیسا کہ وجہ اللہ کو دیکھ لینے کا۔ جواب میں حضرت نے فرمایا کہ اے ابو الصلت جس نے خدا کا چہرہ مثل اور چہروں کے سمجھا یا بیان کیا ہے وہ یقیناً کافر ہو گیا۔ ہاں وجہ اللہ سے مراد اس کے انبیاء و رسل اور اس کی حجتیں ہیں کہ انہی کی وجہ سے بندے خود خداوند تعالیٰ کی طرف اور اس کے دین کی طرف اور اس کی معرفت کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں۔

سورہ الرحمن - ۳۸

فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ

ترجمہ: پھر پر اسی دن نہ تو انسان سے اس کے گناہوں کی بابت پوچھا جائیگا یہ جن سے منکم۔ عثمان بن عفان نے نکال دیا تھا

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت تم (شیعوں) سے متعلق ہے اور مطلب اسکا یہ ہے کہ جو شخص جناب امیر المومنین علیہ السلام سے تولا رکھے اور ان کے دشمنوں سے تبرا اور اللہ پر ایمان لائے اور اس کے حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھے پھر گناہوں کا مرتکب ہو اور دنیا میں توبہ نہ کرے۔ تو خداوند تعالیٰ اس کو ان گناہوں کے عوض عالم برزخ میں عذاب دیگا مگر قیامت کے دن اپنے قبر سے وہ اس طرح نکل جائے گا کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا جسکے متعلق اس سے باز پرس کی جائے گی۔

بشارت الشعر میں ہے کہ میسرا کہتے ہیں کہ میں جناب امام علی رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تم میں سے دو بھی جہنم میں نہ دکھائی دینگے نہیں واللہ ایک بھی نہیں میں نے عرض کیا کہ یہ بات کتاب خدا میں بھی کہیں ہے پس حضرت نے ایک سال تک جواب نہ دیا۔

میسرہ کہتے ہیں کہ سال بھر کے بعد ایک دن میں حضرت کے ساتھ طواف میں تھا کہ یکایک فرمایا اے میسرہ مجھے تیرے فلاں سوال کے جواب دینے کے اجازت آج ملی ہے میں نے کہا اچھا حضور وہ مقام قرآن مجید میں کہاں ہے فرمایا سورہ الرحمن میں خداوند تعالیٰ کا وہ قول فِیو مَئِذٍ لَا یُسْأَلُ۔۔۔

سورہ واقعہ ۳

خافضة رافعه

ترجمہ: وہ قیامت پست کرنے والی اور بلند کرنے والی بھی

الخصال میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی تو خافضة بھی ہو گئی یعنی دو شمنان خدا کو جہنم میں پہنچا دیگی اور رافعه بھی ہوگی یعنی دوستان خدا کو جنت میں پہنچا دے گی۔

سورہ واقعہ ۷-۱۲

وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً (۷) فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ (۸) وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ (۹)  
وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ (۱۰) أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ (۱۱) فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ

ترجمہ: اور تم تین گروہ ہو جاو گے پس دائیں طرف والے کیا کہنے دائیں طرف والوں سے اور بائیں طرف والے پھوٹ گئے نصیب بائیں طرف والوں کے۔ اور آگے بڑھنے والے تو وہ تو آگے ہی بڑھنے والے ہیں نعمت والی جنتوں میں مقرب بارگاہ تو وہی ہیں

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے کل آدمیوں کو تین قسموں میں پیدا کیا۔ اور یہ بات خداوند تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے وکنتم ازواجاً ثلاثہ۔ پس سابقوں تو خدا کے رسول اور اس کے خاص خاص بندے ہیں جن میں اسے پانچ ارواح قرار دی ہیں (۱) روح القدس میں ان کی تائید فرمائی جس سے وہ کل چیزوں کو پہچان لیتے ہیں (۲) روح ایمان سے جس سے وہ خداوند تعالیٰ سے ڈرتے ہیں (۳) روح قوت جس سے وہ خداوند تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر قادر ہیں (۴) روح شہوت جس سے وہ خداوند تعالیٰ کی اطاعت کی خواہش رکھتے ہیں اور اس کی نافرمانی سے نفرت کرتے ہیں (۵) روح حرکت ان میں قرار دی جس کے ذریعہ سے وہ لوگ چلتے پھرتے ہیں اور آتے جاتے ہیں اور مومنین یعنی اصحاب المیمنہ میں بھی چار روحیں ہیں۔

۱۔ روح ایمان جس سے وہ اللہ سے ڈرتے ہیں

۲۔ روح قوت جس سے وہ ان کو اطاعت خداوندی کی قوت حاصل ہوتی ہے

۳۔ روح شہوت جس سے ان کے دل میں اطاعت خداوندی کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ روح حرکت جس سے وہ لوگ چلتے پھرتے ہیں۔

والسابقون السابقون

امالی میں ہے کہ جناب رسول خدا سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ جبرائیل امین نے مجھ سے کہا ہے کہ علی علیہ السلام اور ان کے شیعہ وہی سابقون ہیں یعنی جنت کی طرف سبقت کرنے والے اور وہی مقربون ہیں یعنی بارگاہ خداوندی میں اعزاز خاص کے سبب تقرب خاص رکھنے والے کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرے والد ماجد نے کچھ شیعوں سے یہ فرمایا کہ تم اللہ کے شیعہ ہو اور تم اللہ کے مددگار ہو اور تم دنیا میں سبقت کرنے والے ہو اور آخرت میں جنت کی طرف سبقت کرنے والے ہو۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سابقون چار ہیں

۱۔ اول فرزند آدم علیہ السلام جو شہید ہوا

۲۔ دوسرے امت موسیٰ علیہ السلام میں سبقت کرنے والا وہ مومن آل فرعون ہے۔

۳۔ تیسرے امت عیسیٰ علیہ السلام میں سبقت کرنے والا وہ حبیب الخار میں

۴۔ چوتھے امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سبقت کرنے والے وہ جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام ہیں

سورہ واقعہ۔ ۲۱

وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ

ترجمہ: اور پرندوں کا گوشت جس کا ان کا جی چاہے

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جنت کے کل سالنوں کا سردار گوشت ہے پرندوں کا اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا اور آخرت کے کل کھانوں کا سردار گوشت ہے

سورۃ واقعہ۔ ۲۶

وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ

ترجمہ: اور داہنے ہاتھ والے - کیا کہنے داہنے ہاتھ والوں کے

تفسیر قمی میں ہے کہ الیمین سے مراد جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور اصحاب الیمین سے مراد شیعان علی مرتضیٰ علیہ السلام مراد ہیں

وَأَصْحَابُ الشَّمَالِ مَا أَصْحَابُ الشَّمَالِ

ترجمہ: اور بائیں ہاتھ والے کیا بری گت ہو گئی بائیں ہاتھ والوں کی آگ کی تپش اور کھولتے ہوئے پانے میں -

اصحاب الشمال سے مراد تفسیر قمی کے مطابق دشمنان آل محمد اور ان کے اصحاب اور یار ہیں

لايمسه الا المطهرون

جسکو سوائے ان لوگوں کے جو پاک کردے گئے ہیں چھو نہیں سکتا

احتجاج طبرسی میں ہے کہ جب عمر (ابوبکر کی طرف سے) خلیفہ بنائے گئے تو اس نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے درخواست کی کہ وہ حضرت اپنا قرآن مجید عوام الناس کو دے دیں تاکہ ان لوگوں میں جو قرآن رائج تھا اس سے ملا کر دیکھ لیں - ان حضرت سے گفتگو ان لفظوں میں کی -

اے ابو الحسن اگر آپ مناسب جائیں تو وہ قرآن مجید لے آئیں جو ابو بکر کے سامنے لاتے تھے تاکہ ہم سب کا اس پر اجتماع ہو جائے حضرت نے فرمایا افسوس!! اب اس کے ملنے کا تمہارے لیے کوئی موقع نہیں میں ابو بکر کے پاس اسکو لے کر گیا تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکے کہ ہم اس سے بے خبر تھے نہ یہ کہہ سکے کہ آپ ہمارے پاس لائے نہ تھے ورنہ جو قرآن مجید میرے پاس تو سوائے مطہروں کے یعنی ان اوصیاء کے جو میری اولاد سے ہونگے اور کوئی چھو بھی نہیں سکتا عمر نے کہا آیا اس کے اظہارہ

کوئی وقت معین ہے حضرت نے فرمایا ہاں معلوم ہے جب میری اولاد میں جب قائم آل محمد قائم ہونگی وہ اسکو ظاہر بھی کرینگے اور سب لوگوں کو اسی پر چلا ئینگے اور تمام قوانین اسی کے مطابق جاری ہونگے

سورہ واقعہ۔ ۸۱

وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْتُمْ تُكذِّبُونَ

ترجمہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو ایسے پڑھتے تھے

وتجعلون شکر کم انکم تکذبون

ترجمہ: اور اپنے روزی کا شکریہ اس بات کو قرار دیتے کہ جھٹلایا کرو

سورہ الحديد ۱۰

مَنْ ذَا الَّذِي يُقرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ

ترجمہ: وہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے کہ خدا اسے اس کی خاطر سے کئی گنا کر دے اور اس کے لیے نفع بخش اجر بھی ہو

کافی میں تفسیر قمی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی کہ جب زمانہ نافرمانوں کا ہو تو امام کا حق ان کو پہنچا دو۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے مخلوق سے جو کچھ ان کے پاس ہے کچھ اس لیے وہ قرض نہیں مانگا کہ اسے اس کی ضرورت ہے بلکہ اللہ کا جو کچھ حق ہے وہ ان کے ولی کو پہنچتا ہے تفسیر قمی میں منقول ہے کہ ان ہی حضرت نے میاج سے فرمایا کہ اے میاج ایک درہم جو امام کی خدمت میں پہنچا یا جائے وہ وزن میں کوہ احد سے بھی زیادہ ہے

سورہ الحديد۔ ۱۱

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ بُرْءُ الْفَوْزِ الْعَظِيمِ

ترجمہ: جس دن تم مومن مردوں اور مومن عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے داہنے ہاتھ دوڑتا جاتا ہے (ان سے کہا جائے گا) کہ آج تمہارے لیے خوشخبری ہے یعنی وہ جنتیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں تم ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے تو وہ بڑی کامیابی ہے

تفسیر برہان میں ہے کہ صالح ابن سہل کہتے ہیں کہ مجھے جناب جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ مومنین کا اماموں کا نور قیامت کے دن مومنین کے آگے آگے اور ان کے دائیں ہاتھ دوڑتا جاتا ہو گا یہاں تک کہ جنت میں وہ اپنے اپنے مکا نوں میں جاتر جائیں گے



اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (۱۷) إِنَّ الْمُؤَدِّقِينَ وَالْمُؤَدِّقَاتِ وَأَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَاعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ أَجْرٌ كَرِيمٌ (۱۸) وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ وَالشَّهَادَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ

ترجمہ: یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور وہ جنہوں نے خدا وند تعالیٰ

کا قرض حسنہ دیا اُن کے لئے دوچند کر دیا جائے گا اور اُن کے لئے نفع بخش اجر ہوگا۔

اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہیں وہی تو اپنے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں اور ان کا اجر اور ان کا نور انہی کیلئے ہوگا

اقرضوا الله قرضا حسنا ---

کافی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدا وند تعالیٰ نے دولت مندوں کے مال میں ایک فریضہ مقرر فرمایا ہے اس کے ادا کرنے پر ان کی کوئی تعریف نہیں کی جاسکتی اور وہ زکوٰۃ ہے جس کے ذریعہ سے ان کے مال اور ان کی جائیں محفوظ رہتی ہیں اور اسی کے ذریعہ سے وہ مسلمان کہلاتے ہیں لیکن خداوند تعالیٰ نے مالداروں کے مال میں زکوٰۃ کے سوا کچھ اور حقوق بھی مقرر فرمائے ہیں چنانچہ فرماتا ہے وحی امولہم حق السائل والحروم آخر میں حضرت نے فرمایا کہ انہی حقوق کے ادا کرنے والوں کی شان میں خدا وند تعالیٰ فرماتے ہے (سورۃ الحديد) (۱۷-۱۸)

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دروازہ جنت پر یہ لکھا ہوا ہے کہ قرض حسنہ میں ایک کا بدلہ (۱۸) اٹھارہ اور صدقہ میں ایک کے بدلہ (۱۰) دس ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ قرض حسنہ واقعی حاجت مند ہی کے لیے ہوتا ہے اور صدقہ اکثر ایسے ہاتھوں میں بھی پڑتا ہے جنکو اس کی واقعی حاجت نہ ہو

اولئک ہم الصادقون ---

المجالس میں جناب امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے شیعوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو صدیق اور شہید نہ ہو اس پر عرض کیا گیا کہ ایسا ہو کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ ان میں سے بہت سے اپنے اپنے بستروں پر مر جاتے ہیں فرمایا کیا تم نے سورۃ الحديد میں خدا کا یہ نوشتہ نہیں پڑھا ( اوپر والی آیت)

الخصال میں جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے شیعوں میں سے جو مر جائے ووصدق ہے اس لئے کہ اس نے ہمارے امر کی تصدیق کی اور جس سے دوستی کی ہماری وجہ سے اور جس سے دشمنی کی ہماری وجہ سے کی یعنی دونوں باتوں سے خدا کی خوشنودی مدنظر رکھی اور اللہ اور اللہ کے رسول پر ایمان لایا پھر حضرت سے یہی آیت تلاوت فرمائی (سورۃ الحديد) (۱۸)

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ تم میں سے جو بھی اس امر کی معرفت رکھنے والا اور اسکا انتظار کرنے والا اور اس میں تمام خیر و خوبی سمجھنے والا ہے وہ مثل اس شخص کے ہے جو قائم آل محمد کی معصیت میں تلوار سے جہاد کرنے والا ہو پھر تیسری دفعہ فرمایا

واللہ وہ مثل اسی شخص کے ہے جو خود جناب رسول خدا کے خیمے میں خود آنحضرت کی حمایت و حفاظت میں شہید ہو جائے اور تمہارے بارے میں خدا وند تعالیٰ کی کتاب میں ایک آیت آتی ہے عرض کیا گیا کہ وہ کونس آیت ہے فرمایا خدا وند تعالیٰ کا یہ قول --- (سورۃ الحديد آیت ۱۸) پھر فرمایا تم صادق بھی ہو گئے اور اپنے پروردگار کے نزدیک شہید بھی -

سورہ الحديد ۲۱-۲۲

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ

ترجمہ: جو مصیبت بھی زمین پر اور تمہاری ذات پر بھی گزرتی ہے قبل اسے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ہمارے پاس ایک نوشتہ میں لکھی ہوئی موجود ہے بلاشک یہ امر اللہ کے لیے آسان ہے

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ

ترجمہ: تاکہ تمہارے ہاتھ سے جو کچھ جاتا رہا اس پر تم افسوس نہ کرو اور جو کچھ اس نے تم کو عطا کیا ہے اس سے آپے سے باہر نہ ہو جاو اور اللہ چھچھورے شیخی باز کو دوست نہیں رکھتا۔

ما اصاب - علل الشرائع میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ فرشتے جو رحم مادر پر موکل ہے انسان پر دنیا میں جو کچھ گزر رہا ہے وہ اس کی دونوں آنکھوں کے ما بین لکھ دیتا ہے خدا تعالیٰ کے قول کا یہی ہی مطلب ہے -

تسکیلا تا سو -

نہج البلاغہ میں ہے کہ تمام زہد قرآن مجید کے ان دو جملوں میں آگیا ہے۔ پس جو شخص گزشتہ کا افسوس نہ کرے اور جو کچھ آنے والا ہے اس پر اترائے نہیں گویا زہد کے دونوں پہلو اس کے ہاتھ میں آگئے ---

کافی اور تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ابو بکر کے بارے میں آئی ہے اس میں ایک ممانعت سے پہلے زمانے سے متعلق ہے اور دوسری پچھلے زمانے سے لا تا سو علی مافاتکم کا یہ مطلب ہے کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام جن جن فضیلتوں کے ساتھ مخصوص کیے گئے ہیں اور وہ تم کو نہیں ملیں ان پر افسوس نہ کرو اور لا تعصر بنا اتاکم - کا یہ مطلب ہے کہ بعد جناب رسول خدا جو فتنہ پیش آیا اس سے تم نے دنیوی نفع اٹھایا اس پر اتراؤ نہیں کیوں کہ آگے چل کر جو گت تمہاری بننے والی ہے وہ تم بھی دیکھ لو گے اور تمہارے مرید بھی -

سورۃ الحديد ۲۴

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

ترجمہ: بیشک ہم نے اپنے رسول کو کھلی دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ خاص کتاب اور میزان (علی مرتضیٰ علیہ السلام) نازل کی تاکہ لوگ عدالت پر قائم ہو جائیں اور ہم نے خاص لوہا (ذوالفقار) نازل کیا جس میں سخت خوف بھی ہے اور لوگوں کے لیے نفع بھی

سورہ الحديد ۲۵

وَ جَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ

ترجمہ: اور ہم نے ان دونوں (نوح اور ابراہیم) کی اولاد میں نبوت و کتاب کو قرار دیا تفسیر برہان میں ہے کہ مامون رشید نے جو علما جناب امام علی رضا علیہ السلام سے مناظرہ کرنے کو جمع کئے تھے انہوں نے حضرت سے دریافت کیا کہ آیا عترت آل میں داخل ہے یا نہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ خود آل ہیں یہ سن کر تو علماء جامے سے باہر ہو گئے اور کہنے لگے یہ دیکھتے خود جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ میری امت میری آل ہے اور دیکھیں آنحضرت کے اصحاب سے یہ حدیث منقول ہے جس کا دفعیہ ممکن نہیں کہ آل محمد آنحضرت کی امت ہے حضرت نے فرمایا گھبراؤ نہیں اور آپ سے باہر نہ ہو زرا مجھے یہ تو بتلاؤ کہ آیا آل پر صدقہ حرام ہے انہوں نے عرض کی جی ہاں فرمایا تو امت پر بھی حرام ہے اب تو وہ چکر میں آئے اور عرض کرنے لگے کہ نہیں فرمایا بس آل تو اور امت میں بس یہی تو فرق ہے وائے ہو تم پر تم قرآن مجید سے بالکل کورے ہو یا تم حد سے بڑھ گئے ہو آیا کہ تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ وراثت اور طہارت صرف ان کے حصے میں آئی ہے جو برگزیدہ اور ہدایت یافتہ ہیں سب کو نہیں ملی وہ کہنے لگے یا حضرت یہ آپ کہاں سے فرماتے ہیں فرمایا خداوند تعالیٰ کے اس قول سے (سورہ الحديد آیت ۲۴) ولقد ارسلنا نبيوت اور کتاب مہتدین کو عطا کی گئی ہیں نہ کہ فاسقین کو آیا تم کو یہ نہیں معلوم کہ جس وقت نوح علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے عرض کی رب ان نبی من اہلی --- وجہ اس دعا کی یہ تھی کہ خداوند تعالیٰ ان سے وعدہ کر چکا تھا کہ ان کو اور ان اہل کو نجات دیگا اس دعا کہ جواب میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا۔ ینوح انہ لیس من اہلک انہ عمل غیر صالح (یعنی جو عمل صالح نہیں کریگا وہ تمہارے اہل سے نہیں ہوگا)

سورہ الحديد۔ ۲۷

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ کہ وہ اپنے رحمت کا دوہرا حصہ تم کو دے اور تمہارے لیے ایسا نور قرار دے جس کے ذریعہ سے تم چلو اور تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے

کفکین من رحمة

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد امام حسین علیہ السلام اور امام حسن علیہ السلام ہیں اور نور تمشون سے مراد وہ امام ہیں جس کے زمانے میں تم ہو۔

المناقب میں ہے کہ اس سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں رحمت کادوہرا حصہ ایک یہ ان میں سے ہے کہ جہنم میں نہ بھیجے اور دوسرا یہ کہ جنت میں پہنچا دے يجعل لكم نور ا۔ سے مراد ایمان ہے اور اس کے ذریعہ سے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

سورہ المجادلة. ۹

إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ

ترجمہ: سوائے اس کے نہیں کہ بدی کے بارے میں کانٹا پھوسی شیطان کی طرف سے ہے تاکہ مومنین رنجیدہ ہوں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا وند تعالیٰ کے اس قول کا مطلب دریافت کیا گیا تھا فرمایا شیطان سے مراد عمر (ثانی) ہے

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ جب تم تین شخص موجود ہوں تو دو تیسرے سے علیحدہ ہو کر کوئی بات راز میں نہ کہیں کہ اس سے اُسکو کو رنج پہنچے گانیز یہ بھی منقول ہے کہ کہ اس آیت میں نجوی سے مراد خواب ہائے پریشان ہیں جن کو انسان سوتے میں دیکھ کر غمگین ہوتا ہے

سورة المجادلة. ۱۰

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انشُرُوا فَانشُرُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے بہت سے درجہ بلند فرمادے گا۔ اور جو کچھ تم عمل کرتے ہو خداوند تعالیٰ اس سے خبردار ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے منقول ہے کہ عالم کی بزرگی شہید سے ایک درجہ بڑی ہوئی ہے اور شہید کی زندگی عابد سے ایک درجہ بڑھی ہوئی ہے اور نبی کی بزرگی ایک عالم سے ایک درجہ بڑھی ہوئی ہے اور قرآن کی بزرگی تمام کلام کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے خدا وند تعالیٰ کی بزرگی تمام آدمیوں کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے کہ خود میری بزرگی ادنے سے ادنے آدمی کے مقابلے میں۔

الجوامع میناً حضرت سے منقول ہے کہ عابد کے مقابلے میں عالم کی بزرگی ایسی ہے جیسے کی تمام ستاروں کے مقابلے میں چودہویں رات کا چاند نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ عالم و عابد کے مابین سو درجے کا فرق ہے جن میں ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے کہ بنایا ہوا اصل گھوڑا ستر بر س تک یکساں دوڑ سکے۔

نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ قیامت کے دن شفاعت کا حق تین گروہوں کو دیا جائے گا اول انبیاء، کو پھر علماء کو پھر شہدا کو۔

الفہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تمام آدمیوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا اور میزانیں قائم کی جائیں گئی پھر شہداوں کا خون علماء کی روشنی کے ساتھ وزن کیا جائے گا تو علما کی روشنائی شہدا کے خون سے زیادہ بھاری اترے گی

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ عالم جس کے علم سے لوگوں کو نفع پہنچے ۷۰ ہزار عابدوں سے بہتر ہے

سورۃ المادہ (۱۳) لے (۱۹)

أَلَمْ تَرَى إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مَا بُمَنْكُمْ وَلَا مَنِهُمْ وَيَخْلِفُونَ عَلَى الْكُذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (۱۴) أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۱۵) اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ (۱۶) لَنْ نُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا أَوْلَادَهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (۱۷) يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ (۱۸) اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَأَهُمُ الذِّكْرَ اللَّهُ أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ

ترجمہ: کیا تم نے ان کی طرف خیال نہیں کیا جو ایسے لوگوں سے دوستی رکھتے ہیں جن پر خداوند تعالیٰ استحوذ علیہم الشیطان۔۔۔۔۔ ہم الخسرون

غضبناک ہوا ہے نہ وہ تم ہی میں سے ہیں اور نہ انہی میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی جھوٹی باتوں پر حلف اٹھایا کرتے ہیں اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کیا ہے بیشک جو عمل وہ کرتے ہیں وہ بہت ہی برا ہے۔ انہوں نے اپنے قسموں کو ڈھال بنایا ہوا ہے اور لوگوں کو راہ خدا نے باز رکھا ہے پس ان کے لئے ذلت دینے والا عذاب تیار ہے (عذاب) خدا سے بچا نے کے لئے نہ ان کے مال کچھ ان کے کام آئیں گے اور نہ ان کی اولاد وہی جہنمی ہیں (اور) وہی اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے جس دن اللہ تعالیٰ ان کو ایک ساتھ مبعوث کریگا تو یہ اس کے سامنے بھی اسی طرح کی قسم کھا ئیں گے جیسے کہ تمہارے سامنے حلف اٹھاتے ہیں اور گمان یہ کریں گے وہ کچھ تو راستی پر ہیں خبردار رہو کر وہ ضرور بالضرور جھوٹے ہیں شیطان ان پر غالب آگیا ہے اور ان کو یاد خدا بھلا دی ہے وہ شیطان کا گروہ ہیں خبردار رہنا کہ شیطان کا گروہ ہی تو گھاتا (ٹوٹا) اٹھا نیوالے ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت۔۔۔ عمر۔۔۔ ثانی کے بارے میں آئی ہے اس لئے کہ ایک دن جناب رسول خدا کا ان کے پاس سے گزرا ہوا تو یہ ایک یہودی کے پاس بیٹھے تھے اور جناب رسول خدا کی خبریں لکھ رہے تھے پس خداوند تعالیٰ نے دو الم ترالی الذین۔۔۔۔۔ (سورۃ المجادلہ ۱۳ لے ۱۹ تک کی آیتیں نازل فرمائیں اس کے بعد عمر حضرت ثانی آنحضرت کی خدمت میں آئے تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے تجھے یہودیوں کے یہاں سے کچھ لکھتے ہوئے پایا حالانکہ خداوند تعالیٰ اس سے منع فرما چکا ہے تو یہ بولے کہ یا رسول اللہ توریت میں جو صفتیں آپ کی موجود ہیں وہی تو میں لکھ رہا تھا اور لگے حضرت کو پڑھ کے سنائے حالانکہ آنحضرت اس وقت بہت ہی غصہ میں تھے تو انصار میں سے ایک شخص نے اس کہا کہ تیرا برا ہو

تو دیکھتا نہیں کہ آنحضرت تجھ پر کتنا غصہ ہو رہے ہیں تب یہ چونکے اور کہنے لگے کہ میں اللہ کے غضب سے اور اللہ کے رسول کے غضب سے اللہ ہی کی پناہ مانگتا ہوں مجھے تو حضور کی خبریں کچھ ملی تھیں وہی میں نے لکھ لی تھیں اس پر آنحضرت نے فرمایا کہ اے فلاں اگر موسیٰ بن عمران بھی ان

میں موجود ہوئے تو پھر میں آتا تو جو کچھ وہ لے کر آئے تھے اس سے دست بردار ہو جاتے مگر تو اسکا جو کچھ میں لے کر آیا ہوں منکر ہوتا ہے

یوم یجہم اللہ جمیعا

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا خدا وند تعالیٰ ان سب لوگوں کو جنہوں نے آل رسول کا حق غضب کیا تھا جمع فرمائے گا اور ان کے کل اعمال ان کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو وہ قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم تو ان میں ایک بات بھی نہیں جانتے اور یہ قسم ان کی ویسی ہی ہوگی جیسی کہ انہوں نے جناب رسول خدا کے سامنے دنیا میں کھائی تھی جبکہ وہ آپس میں بھی عہد کر چکے تھے کہ ولایت و امامت کو نبی ہاشم میں نہ جانے دے گے اور جب انہوں نے باہم ارادہ کر لیا تھا کہ آنحضرت کو عقبہ میں قتل کر دیں گے مگر خدا نے اپنے نبی کو مطلع کر دیا اور اس کی خبر دیدی تو حضرت کے سامنے قسم کھا کر یہ کہا کہ ہم لوگوں نے نہ ایسا کہا ہے اور نہ ایسا قصد کیا ہے اس پر خدا وند تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل کی

سورہ المجادلہ ۵۸

وایدہم بروج منہ

ترجمہ: اور اپنے طرف سے روح (ایمان) سے ان کی تائید فرمائی ہے کافی میں جناب محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس روح سے مراد ایمان ہے اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کوئی مومن بھی ایسا نہیں ہے جسکے قلب کے جوف میں دو کان نہ ہوں کہ ایک کان کے ذریعہ توخنا س (شیطان) اپنے وسوسے پہونکتا رہتا ہے۔ اور ایک کان میں فرشتہ منجانب اللہ کچھ کہتا رہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس فرشتے کے ذریعہ سے مومن کی تائید کرتا ہے اور قول خدا وایدہم بروج منہ کا یہی مطلب ہے۔

اور جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ہر مومن کی تائید روح ایمان کے ذریعہ سے فرمائی ہے جو اس کے نیکی کرنے کے وقت برابر ساتھ ساتھ رہتی ہے اور بدی اور نافرمانی کرنے میں اس الگ ہو جاتی ہے پس یہ روح نیکی کرنے کے وقت ساتھ ساتھ رہتی ہے اور بیحد خوش ہوتی ہے اور بدی کرنے کیوقت زمین میں جا ہے پس اے بندگان خدا اپنے نفسوں کی اصلاح کر کے خدا کی نعمتوں کی محافظت کرو کہ اس صورت میں تمہارا یقین زیادہ ہو تا جائے گا اور گرانقدر نفع تم کو حاصل ہوگا۔

خداوند تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس کی یہ حالت ہو کہ نیکی کا ارادہ کرے تو فوراً اسے کر بیٹھے اور بدی کا خیال آئے تو اس سے باز ہے پھر فرمایا کہ خدا کی اطاعت کرنے کے باعث اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کریں گے سبب روح قدس کے ذریعہ سے ہماری تائید کی جاتی ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے جناب رسول خدا کی اس حدیث کے بارے میں جب کوئی زنا کرتا ہے اس سے روح ایمان جدا ہو جاتی ہے۔ فرمایا منقول ہے کہ یہ حدیث خداوند تعالیٰ کے اس قول کی تائید میں ہے وایدہم من روح ----

سورہ الحشر - ۴

ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

ترجمہ: اور جو رسول تم کو دے دیں اسے تو لے لو۔ اور جس سے تم کو باز رکھیں (اس سے) باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداعزوجل نے اپنے رسول کو تعلیم وتاریب فرمائے کہ جو کچھ اسکا منشا تھا س کے لیے آمادہ فرمالیا پھر اُن کو اپنے حکم سپرد فرمایا دیا اور پھر ارشاد فرمایا۔۔۔۔۔ سورة الحشر ۶ پس اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے نبی کو عطا فرمایا وہ سب کچھ آنحضرت نے ہم کو عطا فرمایا اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اپنے مخلوق کا کل معاملہ سپرد فرما دیا تاکہ وہ دیکھے کہ وہ کسی اطاعت کرتے ہیں پھر آنحضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

سورہ الحشر۔ ۸

وَيُؤْتِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

ترجمہ: اور گو انہیں خود ضرورت موجود ہو تاہم دوسروں کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔

امالی میں ہے کہ اک شخص جناب رسول خدا کی خدمت میں آیا ہے اور اس نے حضرت سے بھوک کی شکایت کی۔ آنحضرت نے کسی کو اپنے ازواج کے مکان پر بھیجا کہ اس کے لیے کچھ لائے انہوں نے کہلا بھیجا کہ ہمارے ہاں سوائے پانی کے کچھ بھی نہیں ہے پس حضرت نے فرمایا کہ اس شخص کو آج کی رات کون کھانا کھلانے گا علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا یا رسول اللہ اس کے لیے میں حاضر ہوں پھر آپ جناب سیدہ سلام اللہ علیہ کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ یا بنت رسول اللہ آپ کے پاس کیا سامان ہے انہوں نے کہا ہمارے پاس اس شام کے کھانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے مگر ہم اپنے مہمان کو اپنی ذات سے مقدم رکھیں گے حضرت نے فرمایا اے رسول اللہ کی بیٹی بچوں کو سلا دو اور چراغ بجھا دو تاکہ مہمان کو یہ معلوم نہ ہو کہ میں نے اور بچوں نے کچھ نہیں کھایا۔

چنانچہ مہمان کو کھانا کھلا کر رخصت کر دیا گیا اور جب صبح ہوتی تو جناب رسول خدا کو کل واقعہ سنایا وہ ابھی وہاں سے نہ اٹھے تھے کہ خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

طبرسی میں ہے کہ عمر ابن خطاب کے مر جانے بعد جب تجویز خلافت کے لیے اہل شوری کا اجلاس ہوا تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حجت قائم کرنے کے لیے ایک (حدیث) میں اپنے مناقب گنوائے اور اذجلہ یہ بھی فرمایا کہ تم سب کو خدا کی قسم دیکر کر دریافت کرتا ہوں کہ آیا میرے سوا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی سورہ العشر ۸ سب نے عرض کی کوئی ایسا نہیں ہے

سورہ الصف ۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ (۲) كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ (۳) إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًا كَانَتْهُمْ بَنِيَانًا مَرْصُوصًا (۴)

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! جو کرتے نہیں وہ منہ سے کہتے کیوں ہو؟؟؟ خدا کے نزدیک یہ بات حد سے زیادہ ناپسندیدہ ہے کہ منہ سے وہ کچھ کہو جو کرو نہیں!! بیشک اللہ تو ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

تفسیر صافی میں ہے کہ روایت میں وارد ہوا کہ مسلمان یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کو کونسا عمل سب سے زیادہ پسند ہے تو ہم اس میں اپنے مال بھی خرچ کرینگے اور اپنے جانیں بھی لڑا دیں گے۔

اس پر خداوند تعالیٰ نے وہ آیت نازل فرمائی --- ان الله يحب الذين مگر احد کے دن بھاگ گئے جس پر یہ آیت نازل ہوئی سورة الصف... (۲)

تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں جناب رسول خدا کے ان اصحاب سے خطاب ہے جنہوں نے آنحضرت سے یہ وعدہ کر لیا تھا کہ وہ حضرت کی مدد کریں گے اور حضرت کے کس حکم کی مخالفت نہ کریں گے اور امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں جو عہد آپ نے لیا ہے وہ کبھی نہ توڑیں گے۔ مگر اللہ جانتا تھا کہ جو کچھ کہہ رہے ہیں اسے پورا نہ کریں گے

یسرا مقتاً عند الله

مقت کے معنی ہیں سخت سے سخت بغض و عداوت نہج البلاغہ میں ہے کہ وعدہ خلافی کرنا خدا کو بھی حد سے زیادہ ناپسند ہے اور بندوں کو بھی چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتے ہے

كثيرا مقتا.....

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کسی مومن کا اپنے مومن بھائی سے وعدہ کر لینا ایسی ایک نذر ہے جس کا کوئی کفارہ نہیں ہے

پھر جس شخص نے خلاف وعدگی کی اس نے گویا خدا سے خلاف وعدہ وعدگی کر نیکی بنا کی اور اس کی ناراضگی کے خطرے میں اپنے آپ کو ڈالا اور یہ خود اس کے قول کے ظاہر ہے پھر حضرت نہ ہی دونوں آیتیں تلاوت فرمائیں۔

فی سبیلہ

اللہ کیا چیز ہے اور اسکی سبیل کون ہے

غدیر کے دن خطبہ میں فرمایا وہ (میں)۔۔۔ہوں

سورة الجمعة۔۲

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

ترجمہ: وہی جس نے مکے کے رہنے والوں میں ایک رسول انہی میں سے مبعوث فرمایا

عوام الناس کہتے ہیں کہ امی کامطلب کہ لکھنے پڑھنے کی صلاحیت نہیں ہے

معاذ اللہ جھوٹ ہے اور ان پر خدا کی لعنت ہو پس آنحضرت ان کو اس چیز کی تعلیم کیونکر دیتے تھے جس کی وہ صلاحیت نہیں رکھتے تھے واللہ جناب رسول خدا ۷۲ یا ۷۳ زبانوں میں لکھتے پڑھتے تھے امی۔ آنحضرت کو اس لئے کہا گیا کہ آپ مکہ کے رہنے والے تھے۔

اور مکہ۔۔ امہات القربے میں سے ہے دنیا میں (زمین پر) سب سے پہلے خشک ہو کر جو جگہ قابل آبادی ہوگی وہ مکہ ہی ہے۔

سورة الجمعة - ۹

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ

ترجمہ: اے ایمان لانے والو۔۔ جب تم کو جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے پکارا جائے تو تم خدا کی یاد کی طرف دوڑو اور لین دین چھوڑ دو۔ اگر تم علم رکھتے ہو تو یہ ہمارے لئے سب سے بہتر ہے اور پھر جب نماز ختم ہو جائے تو عمر زمین میں پھیل جاؤ اور خدا کے فضل کے خواستگار ہو اور اللہ کو زیادہ یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے منقول ہے کہ روز جمعہ کا نام جمعہ اس لئے رکھا گیا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے مخلوق کو اسی دن میں جمع کر کے جناب محمد مصطفیٰ اور ان کے وصی (علی مرتضیٰ علیہ السلام) کی ولایت کا سب سے عہد لیا

نیز اس کتاب میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جمعہ سے جمعہ تک لوگوں کے ذمے ۳۵ نمازیں واجب فرمائی ہیں ازاتجملہ ایک کاجماعت سے پڑھنا واجب ہے وہ جمعہ کی نماز ہے۔ اور یہ نو قسم کے آدمیوں پر معاف کی گئی ہے (۱) نابالغ لڑکا (۲) بہت زیادہ بوڑھا (۳) دیوانہ (۴) مسافر (۵) غلام (۶) عورت (۷) بیمار (۸) نابینا (۹) اور وہ شخص جو مقام نماز سے چھ میل شروع کے فاصلے پر رہتا ہے۔

سورة المنافقون ۱-۷

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ (۱) اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (۲) ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ (۳) وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشْبٌ مُسْنَدَةٌ يَحْسِبُونَ كُلَّ صِيحَةٍ عَلَيْهِمْ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ (۴) وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّا رُؤُسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ (۵) سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (۶) هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُوا وَبَلَىٰ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ (۷) يَقُولُونَ لِنَنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ



## سورة التغابن (۲)

بُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ

ترجمہ: وہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا تم میں سے کوئی توکافر ہے اور تم میں سے کوئی مومن ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسکا دیکھنے والا ہے

کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ جس دن خداوند تعالیٰ نے اولاد آدم سے عہد پیمان لیا اور وہ سب اسی وقت صلب آدم میں عالم ذر میں تھے جو ان میں سے ہماری ولایت پر ایمان لانے والے تھے ان کو بھی پہچان لیا اور مومن کے لقب سے ملقب فرمایا۔ اور جو ہماری ولایت ترک کر کے اس کے منکر ہونے والے تھے ان کو کافر کے خطاب سے مخاطب کیا۔

## سورة التغابن (۸)

فَأْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ

ترجمہ: ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے آگاہ ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اللہ سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں اللہ سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ امام کا نور مومنین کے دلوں میں اس سے زیادہ روشنی پہنچاتا ہے جتنی چمکتا ہو آفتاب دن میں پہنچاتا ہے اور مومنین کے دلوں کو ائمہ ہی روشن کرتے ہیں اور جن سے خداوند تعالیٰ کو توفیق ہدایت سلب کرنے منظور ہو تو ائمہ علیہ السلام کے نور سے ان کو روک لیتا ہے پس ان کے دل میں اندھیرے میں آجاتے ہیں

## سورة التغابن (۹)

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذَلِكَ يَوْمُ النَّعَابِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكْفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

ترجمہ: جب قیامت کے دن تم کو جمع کیا جائے گا یہی تو ہار جیت کا دن ہے اور جو اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کریگا تو اللہ اس کی بدیوں کو اس سے دور کر دے گا اور اس کو ایسی جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے ندیاں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے وہی ہیں جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہو نگے اور وہی سب سے بڑی باز گشت ہے

## سورة التغابن - ۶۴

إِنْ تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يضاعفه لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ

ترجمہ: اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو گے تو وہ اس کو تمہارے لیے دوچند کر دیگا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بڑا قدر دان اور بڑا بردباد ہے

تفسیر صافی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم خدا کے حکم بوجہ بخوشی خالص نیت سے اپنا مال صرف کرو گے تو وہ ایک کے عوض دس سے سات سو تک بلکہ اس سے بھی زیادہ مقرر فرمائے گا

## سورة الطلاق (۱)

بفاحشة مبینة

ترجمہ: کھلی سچائی کی ہو

تفسیر مجمع البیان تفسیر قمی کافی من لایخفر الفقیہ اور کتاب کمال الدین میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام جناب جناب امام جعفر صادق علیہ السلام جناب امام علی رضا علیہ السلام اور جناب صاحب العصر وزمان علیہ السلام سے اس کے بارے میں جو جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فاحشہ منیہ سے مراد زنا بھی ہے سحر بھی۔ غیر مردوں کے سامنے آجانا بھی شوہر کے ساتھ بد زبانی بھی اور شوہر کے کنبہ والوں کو اپنے بد زبانی سے تکلیف دینا اور ان کے ساتھ بد خلقی برتنا بھی لہذا اگر مطلقہ عورت جسکو طلاق بائن نہ دی گئی ہو اور وہ امور مندرجہ بالا میں سے کسی کی مرتکب ہو تو شوہر کو جائز ہے کہ قبل عدہ پورا ہو نیکے اسے اپنے گھر سے نکال دے

## سورة الطلاق (۲)

وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا --- وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

ترجمہ: اور شخص اللہ سے ڈرے گا خداوند تعالیٰ اس کے بچاؤ کی راہ پیدا کر دے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق پہچائے گا جہاں سے گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کریگا تو اللہ ہی اس کے لیے کافی ہے

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اصحاب جناب رسول خدا میں سے کچھ لوگوں نے اپنا دروازہ تو بند کر لیا اور عبادت میں مشغول ہو گئے اور کہنے لگے کہ بس یہی ہمیں کافی ہے آنحضرت کو خبر پہنچی تو کسی کو بھیج کر انہیں بلوایا اور فرمایا کہ جو کچھ تم نے کیا ہے اس پر تم کو کس چیز نے آمادہ کیا؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ خدا نے ہماری روزی کی کفالت فرمائی تو ہم عبادت پر مائل ہو گئے آنحضرت نے فرمایا کہ جو ایسا کرے گا اس کی عبادت قبول نہیں کی جائیگی تم پر روزی طلب کرنا واجب ہے۔

## سورة الطلاق (۷)

فَلْيَنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا

ترجمہ: تاکہ مقدر والا تو اپنے مقدر بھر خرچ کرنے اور جس کی روزی تنگ ہو تو اسے لازم ہے کہ اللہ نے جو کچھ اسے دیا ہے اس کے مطابق خرچ کرے اور اللہ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنا کہ اسکو عطا فرمایا ہے۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ ایک صاحب مقدر شخص بہت سے وعمدہ عمدہ کپڑے بناتا ہے مثلاً طرح طرح کے اورٹھنے کی چادریں اور بہت سے کرتے کہ ایک پر دوسرے کو پہنے اور ایک سے دوسرے کی حفاظت کرئے اور تحمل بھی مد نظر رکھا ہے تو آیا ایسا شخص مسرف سمجھا جائیگی، فرمایا نہیں کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے

سورة الطلاق کی آیت نمبر (۷)

سورة تحریم ۳-۱

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبَتَّغِي مَرَضَةَ أَرْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (۱) قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ (۲) وَإِذْ أَسْرَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَرْوَاحِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ (۳) إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيْلٌ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ (۴) عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبَدِّلَهُ أَرْوَاجًا خَيْرًا مِنْكَ مَسْلَمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا (۵) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ

ترجمہ: اے نبی جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے تم اسے کیوں حرام کرتے ہو؟ کیا

تم اپنے نبیوں کی خوشنودی چاہتے ہو اور اللہ بڑا بخشنے والا ہے اور بڑا رحم کرنے والا ہے خداوند تعالیٰ نے تمہارے لئے کفارہ سے تمہاری قسموں کا توڑنا مقرر فرمادیا ہے اور اللہ تمہارا مالک ہے اور وہ بڑا جاننے والا ہے اور حکمت والا ہے۔ اور جس وقت نبی نے اپنی کسی زوجہ سے ایک بات بطور راز کے کہی ہو اور اس نے اس راز سے کسی اور کو آگاہ کر دیا ہو اور اللہ نے اپنے نبی پر یہ معاملہ کھول دیا تو نبی نے کچھ حصہ تو اسکو جتلیا اور کچھ حصہ سے چشم پوشی کی پھر جس وقت نبی نے اس عورت کو اس سے مطلع کیا تو وہ کہنے لگی کہ آپ کو خبر کس نے دی؟ فرمایا مجھ کو بڑے جاننے والے اور بڑے خیر دار نے خیر دی اگر تم دونوں خدا کے حضور میں توبہ کرلو (تو بہتر ہے) پس تم دونوں کے دل میں حق سے ضرور متخرف ہو گے ہیں اور اگر تم دونوں ہمارے رسول کے برخلاف ایک دوسرے کی پشت پناہ ہو تو اللہ اور جبرئیل اور صالح المومنین (علی مرتضیٰ علیہ السلام) اس کے مددگار اور بعد اس کے کل فرشتے اس کی پشت پر ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ سبب اس سورۃ کے نزول کا یہ ہے کہ جناب رسول خدا ایک دن ح □ فظہ (عمر کی بیٹی) کے گھر میں تھے اور ماریہ قبٹیہ حضرت کی خدمت کر رہی تھی اور حفظہ کسی کام سے گئی ہوئی تھی۔ آنحضرت نے ماریہ قبٹیہ سے ہمبستری کی۔ حفظہ کو اس کی خبر ہو گئی تو بہت ہی جھجلائی اور جناب رسول خدا کے درد رویہ کہا کہ یارسول اللہ میرے ہی دن میرے ہی گھر اور میرے ہی بستر پر، آنحضرت کو حیا آئی اور اس سے فرمایا کہ بس کر بس کر میں ماریہ کو آئندہ سے اپنے کے لیے حرام کرتا ہوں۔ اس سے اس کے بعد کبھی ہم بستری نہ کروں گا اور تجھ سے ایک راز کی بات کہتا ہوں اگر تو نے اس بات سے کسی کو آگاہ کر دیا تو تجھ پر اللہ کی لعنت ہو گئی اور کل فرشتوں کی بھی اور کل

آدمیوں کی بھی حفظہ نے کہا کہ اچھا فرمائیے۔ آنحضرت نے فرمایا وہ کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ بن بیٹھے گا اور پھر اس کے بعد تیرا باوا حفظہ نے کہا من انباک هذا فرمایا نبائی الحلیم الخیر پس حفظہ نے دن ہی دن کے اندر عائشہ کو خبر پہنچائی اور عائشہ نے ابو بکر کو ابو بکر عمر کے پاس دوڑے گئے اور کہا کہ عائشہ نے مجھے ایسی خبر حفظہ سے سن کر پہنچائی ہے ہے مگر اس قول پر اعتماد نہیں بھیا تم ذرا جا کر حفظہ سے پوچھو تو لو۔ عمر حفظہ کے پاس دوڑے آئے اور کہا کہ تو نے عائشہ کو یہ کیا خبر پہنچائی ہے اس نے صاف صاف انکار کیا کہ میں نے تو عائشہ سے کچھ بھی نہیں کہا۔ عمر نے کہا کہ اصل معاملہ کا پتہ تو لگا چکا ہے اب جو کچھ سنا ہے بتایا دے کہ ہم کو جو جو کچھ کرنا ہے کر گزریں تو حفظہ نے کہا کہ ہاں رسول اللہ نے یوں اور یوں فرمایا تھا بالآخر چاروں (ابوبکر۔ عمر۔ عائشہ اور حفظہ) اس امر پر مجتمع ہو گئے کہ جناب رسول خدا کو زہر دے دیں۔۔۔

پس جبرئیل امین جناب رسول خدا پر یہ پورا سورۃ لے کر نازل ہوئے اور حفظہ کا اطلاق کرنا اور ان سب کا آنحضرت کے قتل کرنے کا یہ ارادہ یہ سبب کچھ حضرت کو جب لادیا آنحضرت نے بعض باتوں کی بابت حفظہ سے باز پرس فرمائی اور بعض کے متعلق امراض کیا (درگزر کیا)

وان تطہر علیہ۔۔۔۔

تفسیر مجمع البیان اور امالی میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ انہوں نے عمر ابن خطاب سے دریافت کیا تھا کہ وہ دو عورتیں جو رسول خدا کے بر خلاف ایک دوسرے کی مددگار تھیں (پشت پنا ہ) وہ کون تھیں؟؟؟ تو اس نے (عمر) نے جواب دیا عائشہ اور حفظہ

کتاب الجوامع میں ہے کہ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی قرأت تھی وان تطہر و علیہ اس قرأت کی روسے جناب رسول خدا کی مخالفت میں باوا بھی بیٹھوں کے شریک ہو جاتے ہیں

سورۃ تحریم (۵)

ترجمہ: اگر وہ تم کو طلاق دے دے تو قریب ہے کہ اسکا پروردگار بدلے میں اسکو ایسی ازواج دیدے جو تم سے بہتر ہوں فرمانبرداری کر نیوالیاں ایمان والیاں اطاعت کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں شوہر دیدہ اور کنواریاں

عسی ربہ۔ تفسیر فبع الصادقین میں ہے کہ اس آیت میں ضمیر جمع مونث حاضر اس وجہ سے آئی ہے کہ جناب رسول خدا کی ازواج موجودہ وقت میں فرمانبردار کم تھیں اور نافرمان زیادہ اور بحیثیت خطاب عام اور لفظ عسی سے حملہ کو شروع کرنا ترقی ہے

یعنی ایک طرح کی امید ہونا اور خدا کے طرف سے ترحی بمعنی وجوب ہوتی ہے یعنی ضرور ایسا ہی ہو گا یعنی ازواج پیغمبر میں سے جو نافرمان ثابت ہو چکیں ان کو آنحضرت طلاق دے دے گے اور ان سے بہتر ازواج ان کے بدلے میں خداوند تعالیٰ آنحضرت کو عطا فرمادینا

(قول مترجمہ)

عائشہ پرست گروہ نے امت محمدیہ کو دھوکا دینے کیلئے یہ لکھ مارا کہ آیت تطہیر ازواج رسول خدا کی شان میں ہے

اب صحیح دماغ والے ذرا غور کریں کہ جن کی شان میناً تہہ تطہیر آچکی ہو انسے ایسا ہی خطاب ہو اکر تا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے پوری آیت پڑھ کر اس کے معنوں پر خوب غور کریں

سورۃ تحریم (۶)

(۶) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْرُونَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ

ترجمہ : اے ایمان لانے والو اپنے آپ کو اور اپنے بال بچوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی ہیں اور پتھر اس پر نہایت تندخو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو خدا وند تعالیٰ کی کس بات میں جس کا وہ ان کو حکم دیتا ہے نافرمانی نہیں کرتے اور جس بات کا ان کو حکم دیا جاتا ہے وہی بجا لاتے ہیں ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے دریافت کیا کہ یہ میرا نفس تو موجود ہے میں اسے آتش جہنم سے بچالوں گا مگر اپنے اہل و عیال کو کیسے بچاؤں؟ فرمایا کہ جن چیزوں کا خدا نے ان کو امر فرمایا تو بھی ان کا حکم دے دے اور جن چیزوں سے خدا وند تعالیٰ نے نہی فرمائی ہے تو بھی ان کو باز رکھ پس اگر انہوں نے تیرا نہ کہنا مانا تو نے ان کو بچا لیا اور اگر انہوں نے تیری نافرمانی کی تو تیرے ذمہ جو کچھ تھا تو اس کو ادا کر چکا اب تجھ سے کوئی باز پرس نہ ہو گی ۔

سورۃ تحریم (۸)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يُكَفِّرَ عَنْكُم سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُم جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَنْتُمْ لَنَا نُورٌ وَآغُورٌ لَّنَا إِنَّا عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ترجمہ : اے ایمان لانے والوں خدا کے حضور اثر پذیر توبہ کر و قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تم سے برائیوں کو دور کر دے اور تم (اس دن) کو ایسی جنتوں میں داخل کر کے جن کے نیچے ندیاں بہتی ہو نگے (اس دن) خدا وند تعالیٰ نبی کو اور ان لوگوں کو جو انکے ساتھ ایمان لائے رسوا نہ کریگا ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں ہاتھ چلتا ہوگا اور وہ یہ کہتے ہو نگے کہ اے پروردگار تو ہمارے نور کو ہمارے لیے پورا کر دے اور ہمارے گناہ بخش دے بیشک تو ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے

توبو الی اللہ توبۃ نصوحا

کافی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا فرمایا بندہ گناہوں سے توبہ کر لے اور پھر ایسا گناہ نہ کرے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ کسی نے عرض کی ایسا ہم میں سے کون ہے جس نے توبہ کر کے پھر وہ گناہ نہ کیا ہو؟ فرمایا خدا کو اپنے بندوں میں سے سب سے زیادہ محبوب وہی ہے جس کی آزمائش پر آزمائش ہوتی رہے مگر وہ بھی توبہ توبہ کرتا ہی چلا جائے ۔

نیز انہی حضرت سے مشغول ہے کہ جب کوئی بندہ توبہ نصوح کر لیتا ہے تو خدا وند تعالیٰ اس کو بہت دوست رکھتا ہے اور دنیا و آخرت میں کسی کی تو پردہ پوشی فرماتا ہے کس نے عرض کی بھلا وہ پردہ پوشی کیونکہ فرماتا ہے فرمایا جن دوفرشتوں نے اس کے گناہ لکھے تھے ان کو تو ان کا لکھا بھلا دیتا ہے

اور اس کے بندہ کے اعضاء وجوارح کو وحی کے ذریعہ حکم دیتا ہے کہ اس کے گناہوں کو چھپانا اور زمین کے ان حصوں کو جن پر گناہ واقع ہوا حکم دیتا ہے کہ تم پر جو کچھ گزار تم اس کو چھپانا لہذا اپنے خدا کے حضور میں اس طرح جائے گا کہ کوئی شے اس کے بر خلاف گواہی اس کے گناہ کے بارے میں دینے والی نہ ہوگی

#### سورة تحريم (۸)

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ قیامت کے دن ائمہ علیہ السلام مومنین کے آگے اور ان کے داہنے ہاتھ سعی فرمائے ہونگے تاکہ ان کو جنت میں ان کے مکانوں میں پہنچا دینگے

تفسیر قمی میں بھی ان حضرت سے قریب قریب یہی مضمون ہے اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اتنا اور زیادہ ہے کہ جس شخص کو اس دن نور میسر آیا اس نے ضرور نجات پائی اور مومن ایک بھی ایسا نہیں ہو گا جسے اس دن نور میسر نہ آئے۔

#### سورة تحريم (۱۰)

ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأةَ نُوحٍ وَامْرَأةَ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِينَ

ترجمہ: اللہ نے ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے ہیں نوح کی زوجہ اور لوط کی زوجہ کی مثل نوح بیان کی ہے کہ یہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے ماتحت تھیں پھر ان دونوں نے ان دونوں کے حق میں خیانت کی پس وہ دونوں خدا کے عذاب سے بچانے میں ان دونوں کے کچھ بھی کام نہ آئے اور ان دونوں سے یہ کہا جائے گا کہ تم بھی جانے والو کہ ساتھ ساتھ جہنم میں چلی جاؤ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ خدا وند تعالیٰ نے کافروں اور منافقوں کا یہ حال ظاہر کرنیکے لئے کہ ان کو کفر و نفاق کی سزا دی جائے گی اور ان کو نبی اور مومنین کے مابین جو تعلقات ہیں اور خود ان سے جو ان کے برتاؤ ہیں اچھے نہیں معلوم ہوتے زوجہ نوح اور زوجہ لوط کا حال مثال کے طور پر بیان کیا ہے

اور اس میں عائشہ اور حفصہ پر تعریف ہے کہ ان دونوں نے جناب رسول خدا سے خیانت کی۔ آنحضرت کا راز فاش کیا۔ دونوں نے آنحضرت سے نفاق برتا اور آنحضرت کے بر خلاف ایک دوسرے کی مددگار ہیں جیسے کے پہلے دورسولوں کی ازواج بھی کر چکی ہیں پس جیسا کہ وہ دونوں رسول (نوح اور لوط) باوجود کے شوہر ہونے کے عذاب خدا سے بچانے میں اپنے ازواج کے کچھ کام نہ آئے ویسے یہ بھی (عائشہ اور حفصہ) ناکام رہیں گی اور عذاب خدا سے جہنم میں چلی جائیں گی

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا سے مشغول ہے کہ مردوں میں سے تو کامل بہت سے ہوئے مگر عورتوں میں سے تو صرف چار کامل تھیں

آسیہ بنت حزام زوجہ فرعون (۲) مریم بنت عمران (۳) خدیجہ بنت خویلد (۴) فاطمہ زہرہ علیہ السلام

#### سورة الملک ۲

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَفُورُ

جس نے موت کو بھی پیدا کیا۔ اور حیات کو بھی تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے

ترجمہ: کون شخص عمل میں بہتر ہے اور وہی زبر دست اور سب سے زیادہ بخشنے والا ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں کہ جناب رسول خدا سے اس قول خداوندی کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ خداوند تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ تم میں سے عقل میں کون زیادہ اچھا ہے پھر فرمایا تم میں سے زیادہ کامل عقل کس کی ہے اور تم میں سے خوف خدا میں کون زیادہ بڑھا ہوا ہے؟ اور جس چیزوں کے کرنے کا خداوند تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جس چیزوں سے باز رکھا ہے ان میں سے سب سے زیادہ خوبی سے غور کر نیوالا تم میں سے کون کون ہے جو عبادت کرنے میں وہ تم سے کم ہی ہو (مگر اوپر کی باتوں میں سب سے بڑھا ہوا)۔

اور ایک روایت میں یوں آتا ہے کہ یہ فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے عقل میں کون زیادہ اچھا ہے اور خداوند تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے زیادہ بچنے والا کون اور خداوند تعالیٰ کی اطاعت کی طرف سے زیادہ مائل ہونے والا کون ہے کافی میں جناب

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ عمل کرنے والا کون ہے بلکہ یہ عرض ہے کہ سب سے زیادہ صحیح عمل کس کے اترتے ہیں اور اعمال کا صحیح ہونا خدا کے خوف اور نیت کی سچائی پر موقوف ہے پھر فرمایا کہ اسکا مطلب ہے برابر عمل کیے جانا یہاں تک کہ عمل خالص ہو جائے اور سب سے زیادہ سخت عمل ہے اور خالص عمل سے مراد وہ عمل ہے جس کی نیت تمہارے ارادے میں یہ نہ ہو کہ اس عمل پر سوائے خدا کے کوئی بھی تمہاری تعریف کرے اور نیت عمل سے افضل ہے۔ خبر دار ہو کہ نیت ہی عمل سے افضل ہے پھر حضرت نے یہ تلاوت آیت تلاوت فرمائی۔

سورة الملك (۴۱-۴۲)

امن یمسی سویا علی صراط مستقیم

ترجمہ: یاوہ جو کھڑا کھڑا صراط مستقیم پر چل رہا ہوں

کافی اور المانے میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ دل چار طرح کے ہوتے ہیں

ایک دل وہ ہے جو روشن و منور ہو۔ وہ مومن کا دل ہے کہ جب خداوند تعالیٰ نے کوئی چیز عطا فرماتا ہے وہ شکر کرتا ہے اور اگر اسے بلا میں مبتلا کرتا ہے تو صبر کرتا ہے۔ ایک وہ دل جس میں مہر لگی ہوئی ہے۔ وہ منافق کا دل ہے۔ ایک وہ دل جو الٹا ہوا ہو۔ وہ مشرک کا دل ہے۔ ایک وہ دل جس میں نفاق بھی ہو اور ایمان بھی۔ وہ ایسے لوگ ہیں جسے کے طائف میں تھے اگر ان میں سے کسی کو موت نے ایسے وقت میں آیا کہ وہ حالت نفاق میں سے تب تو غارت ہوا اور اگر موت نے ایسے وقت میں آیا کہ حالت ایمان میں تھا تو نجات پا گیا۔

کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مثل جو علی مرتضیٰ علیہ السلام کی ولایت سے پھر گیا بیان کی ہے جو اپنے منہ کے بل چلتا ہو اور اپنے معاملے میں کوئی راہ پاتا ہو۔

اور اس شخص کی مثال جو علی مرتضیٰ علیہ السلام کے پیرو ہو اس کی سی بیان کی جو صراط مستقیم یا راہ راست پر سیدھا چلتا ہو

صراط مستقیم سے مراد جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں

سورة القلم (۱)

ن القلم وما یسطرون ---

ن قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں

المعالی میں روایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ن، نون جنت کی ایک ندی ہے خدا تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ جم جا وہ جم گئی اور روشنائی بن گئی پھر خدا تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کہ لکھ پس قلم نے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا وہ سب کچھ لوح محفوظ میں لکھ دیا پس وہ روشنائی بھی نور کی روشنائی ہے اور وہ قلم بھی نور کا قلم ہے اور وہ لوح بھی نور کی لوح ہے۔

سورة القلم (۵ سے ۱۳)

فَسْتَبْصِرُ وَتُبْصِرُونَ (۵) بِأَيِّكُمْ الْمَفْتُونُ (۶) إِنَّ رَبَّكَ بِوَأَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (۷)  
فَلَا تُطِيعُ الْمُكْذِبِينَ (۸) وَدُوا لَوْ تُدْبِنُ فَيُدْبِنُونَ (۹) وَلَا تُطِيعُ كُلَّ خَلَافٍ مَّهِينٍ (۱۰) بَمَازٍ مَّشَاءٍ بِنَمِيمٍ (۱۱) مَنَاعٍ  
لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَتِيمٍ

ترجمہ: سو عنقریب تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گئے کہ تم میں سے دیوانہ کونسا ہے؟؟؟  
بالتحقیق تمہارا پروردگار اس شخص کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور ان لوگو کو بھی جانتا ہے جو ہدایت یافتہ ہیں بس تم جھٹلانے والوں کی بات نہ ماننا۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ اگر تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم ہو جائیں۔ اور تم کسی ایسے شخص کی بات میں نہ آنا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل خیال عیب جو چغل خور نیکی سے روکنے والا حد سے گزرنے والا گنہگار منہ پھٹ اور اس پر حرامی بھی ہو۔

المحاسن اور الجوامع میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدانے یہ فرمایا کہ کوئی مومن ایسا نہیں ہے جسکے دل میں میری خالص محبت نہ ہو اور کسی دل میں میری خالص محبت نہیں ہو سکتی جب تک کہ علی علیہ السلام کی خالص محبت اس کے دل میں نہ ہو۔ یا علی وہ جھوٹا ہے جو گمان کرے کہ مجھ سے محبت رکھتا ہے جس حال میں تم سے بغض رکھتا ہو

امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (جناب رسول خدا سے یہ سن کر) منافقوں میں سے دوشخصوں (اول و ثانی ابو بکر و عمر) نے کہا کہ رسول خدا تو اس لڑکے (علی مرتضیٰ علیہ السلام) کی محبت میں دیوانے ہو

گئے ہیں (نعوذ باللہ) اور اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے آگے کی آیت انہی دونوں (اول و ثانی) کے بارے میں نازل ہوئی

حلاف مہین۔ تفسیر قمی میں ہے کہ حلاف سے مراد ہے (ثانی عمر) جس نے رسول خدا کے سامنے حلف اٹھا کر یہ کہا کہ میں عہد نہ توڑوں گا

کہ جناب رسول خدا کی چل خوری کرتا تھا اور اصحاب میں سے ایک دوسرے کی عیب جوئی  
مناع للخیر ---

چونکہ الخیر سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہے اور یہ (ثانی) ان حضرت کے ماننے والوں کو سب سے بڑا روکنے والا تھا  
معتمد اثیم ---

اس کا یہ مطلب ہے کہ اس نے ان حضرت پر بڑا ظلم کیا اور وہ ان سب باتوں کا مجرم ہے  
عتل بعد ذلک زنیم -- عتل معنی ہیں بہت ہی بڑا کفر کرنے والا -- پیکا کافر --

زنیم -- اور زنیم کے معنی ہیں حرامی جس کا کفر اور حرام پنہ طشت ازبام ہو جس کی اصل و نسل کا پتہ ہی نہ ہو --

سورہ القلم ۱۶-۳۱

إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ (۱۷) وَلَا يَسْتَنْتُونَ (۱۸) فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ  
مِّن رَّبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ (۱۹) فَأَصْبَحَت كَالصَّرِيمِ (۲۰) فَتَنَادُوا مُصْبِحِينَ (۲۱) أَنْ ائِدُوا عَلٰى حَرَثِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ  
صَارِمِينَ (۲۲) فَانطَلَفُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ (۲۳) أَنْ لَا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ (۲۴) وَغَدُوا عَلٰى حَرَدٍ قَادِرِينَ  
(۲۵) فَلَمَّا رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُونَ (۲۶) بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ (۲۷) قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ (۲۸)  
قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ (۲۹) فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَتَلَوْمُونَ (۳۰) قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا طَاغِينَ

ترجمہ: بیشک ہم نے انکی اس طرح آزمائش کی ہے جیسے کہ ہم نے ایک باغ والے کی آزمائش کی تھی جب کہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ کل صبح ہم اس باغ کے پھل ضرور توڑ لیں گے اور انشا اللہ نہ کہا تھا بس اس باغ پر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بلا پھر گئی اور وہ سوتے ہی رہے اور بس ایسا ہو گیا کہ اس میں ایک پھل بھی باقی نہ رہا

تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس سے دریافت کیا گیا کہ اس کی امت میں سے ایک گروہ یہ تقیہ رکھتا ہے کہ جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے ذریعہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے سوائے کوئی مبعود نہیں یہ امر تو خدا کی کتاب میں سورج کی روشنی سے بھی زیادہ روشن اور واضح ہے

چنانچہ خدا وند تعالیٰ نے سورۃ ص والقلم میں فرمایا

ایک مرد ضعیف ایک باغ کا مالک تھا اور وہ اس کی پیداوار سے اپنے گھر میں اس وقت تک کچھ نہ آنے دیتا تھا جب تک کہ ہر حق دار کو اس کا حق نہ پہنچادے۔ جب اس بوڑھے کا انتقال ہو گیا تو اس کے بیٹے اس کے وارث ہوئے۔ وہ تعداد میں پانچ تھے۔ اس سال ان کے باغ میں اتنا پھل آیا کہ ان کے باپ کی زندگی میں ایسا پھل کبھی نہ لگا تھا ایک دن نماز عصر کے بعد یہ نوجوان اپنے باغ میں گئے اور اس کے پھلوں کی کثرت دیکھ کر آپے سے باہر ہو گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ ہمارا بڑھا باپ بیوقوف تھا اس کی عقل ماری گئی تھی اور ہم سب آپس میں مل کر عہد کر لیں کہ محتاج مسلمانوں میں سے کسی کو اس مال میں سے کچھ نہ دیں تاکہ ہم دولت مند ہو جائیں اور ہمارا مال بڑھ جائے اور آئندہ سال جو کچھ ہمارا جی چاہے کریں

چار تو اس پر راضی ہو گئے مگر پانچوں ناراض رہا یہ اسی کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قال او سطهم۔۔ اس پر کسی نے دریافت کیا یا ابن عباس آیا وہ بروے سن کے ان میں سے وسط میں تھا فرمایا نہیں بلکہ سن میں تو وہ سب سے چھوٹا تھا اور عقل میں سب سے بڑا۔

اوسط کے معنی ہیں کہ سب سے بہتر تھا لہذا یہ مطلب ہے کہ نہ ان میں سے جو بہتر تھا اس نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنے باپ کے طریقہ پر چلو اور اس سے سلامت بھی رہو گئے اور نفع بھی اٹھاؤ گے یہ سن کر سب اس پر بل پڑے اور اسے خوب مارا جب اس نے دیکھا کہ یہ مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہیں تو چاہ وناچاہ وہ بھی ان میں شریک ہو گیا گو دل میں وہ انکے فعل سے متنفر تھا اب یہ سب اپنے اپنے گھر چلے گئے اور اسی بات کی قسم کھائی کہ صبح میں اس باغ کا میوہ توڑ ینگے (اور انشاء اللہ نہ کہا) پس خدا وند تعالیٰ نے ان کو اسی گناہ میں گرفتار کر لیا اور جس رزق کو وہ دیکھ آئے تھے اس کے مابین ایک بلا حائل کر دی

سورة القلم (۵۰)

وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ

ترجمہ: قریب ہے کہ جس وقت کافر قرآن مجید کو سنیں تو اپنے نظروں کے ذریعہ سے تمہیں پھسلا دیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے (جناب رسول خدا) حالاً نکہ وہ قرآن ناطق (علی مرتضیٰ علیہ السلام) تمام عالموں کے لیے نعمت ہے۔

کافی اور الفقیہ میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام مسجد غدیر کے پاس سے گزرے تو مسجد کی بائیں طرف نظر کی اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں جناب رسول خدا نے کھڑے ہو کر فرمایا تھا۔

من کنت مولافہذا علی مولاہ

پھر دوسری طرف نظر کی ارشاد فرمایا کہ یہ وہ جگہ ہے ابوبکر۔ عمر۔ وسالم مولائے ابو حذیفہ اور ابو عبدہ ابن الجراح کے خیمہ کی ہے

جس وقت ان لوگوں نے دیکھا کہ جناب رسول خدا نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑ کر بلند کیا آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس وقت اس شخص (یعنی رسول خدا) کی آنکھوں کی

طرف دیکھو وہ ایسے گردش کر رہی ہیں جیسے دیوانے کی آنکھیں ہوتی ہے پس جبرئیل اس وقت یہ آیت لے کر نازل ہوئے

تفسیر قمی میں لما سمعو الذکر کے یہ معنی ہیں کہ جناب رسول خدا نے ان کو فضیلت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی اطلاع دی

اور وما هو الا ذکر للعلمین میں (ہو) سے جناب امیر المومنین علیہ السلام مراد ہیں اس پوری آیت کہ ایک معنی یہ بھی لئے گئے ہیں کہ اے رسول خدا وہ تم کو چشم زخم پہنچانے چاہتے ہیں کیونکہ روایت میں وارد ہے کہ قبیلہ بن اسد میں بعض بڑے نظر والے تھے اور ان میں سے کسی نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ آنحضرت کو چشم زخم پہنچائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی

قول مترجم ... نظر لگنا برحق ہے کہ حدیث میں وارد ہو اکہ نظر آدمی کو قبر اور اونٹ کو دیگ میں پہنچادیا کرتی ہے

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک حدیث میں آیا کہ اسماء بنت عمیس نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے بھائی جعفر کی اولاد کو نظر لگ جاتی ہے تو آنحضرت نے ان کے لیے تعویذ لکھ دیا اور یہ فرمایا کہ ہاں اگر کوئی چیز قضا و قدر سے بڑھ سکتی ہے تو وہ نظر ہے

سورة الحاقہ ۹

وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ (۹) فَعَصَا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذْنَا مِنْهُمُ

ترجمہ: اور فرعون اور جو لوگ اس سے پہلے تھے اور الٹی ہوئی بستیوں والے گناہ کے مرتکب ہوئے پس انہوں نے اپنے پروردگار کے رسول کی نافرمانی کی تو اس نے بھی ان کو سخت گرفت کی

تفسیر قمی میں ہے کہ قو لفکت سے مراد (الٹی ہوئی بستیوں والے)، بصرہ ہے اور خاطئہ سے مراد فلانہ (یعنی عائشہ) جس نے خدا کے رسول کی نافرمانی کی۔

سورة الحاقہ ۱۱

وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ

ترجمہ: اور ایک یاد رکھنے کان اس کو یاد رکھے

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا نے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اپنے پاس رکھوں اور اپنے سے دور نہ کروں میں تمہیں سکھاتا جاؤں گا اور تم اس کو یاد رکھتے جانا اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے کہ تمہیں یاد رہے گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

نیز کتاب مذکور۔ العیون اور الجوامع میں آنحضرت سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا۔ اے علی میں نے خدا وند تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ تمہارے کان کو یاد رکھنا والا کان قرار دے اور ایک روایت

میں یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا اللہم اجعلها اذن علی (یا اللہ اسے علی کا کان قرار دے) جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس دن سے میں نے جو بات جناب رسول خدا سے سنی اسے کبھی نہیں بھولا

سورة الحاقہ - ۱۶

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ تَمَانِيَةً

ترجمہ: اور تمہارے پروردگار کے عرش کو اس دن اٹھ اپنے اوپر لئے ہوئے ہونگے۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عرش سے مراد علم اور حاملان عرش اٹھ ہیں مجملہ چار تو انکے ہم سے ہونگے اور چار ان میں سے جن میں اللہ کو منظور ہو گا۔

تفسیر قمی میں ہے ایک حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ حاملان عرش اٹھ ہیں چار پچھلوں میں سے اور چار پہلوں میں سے پہلوں میں سے تو نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہ السلام پچھلوں میں سے چار پہلوں میں سے تو نوح ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ پچھلوں جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام ہیں۔

سورة الحاقہ ۳۱

ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ

ترجمہ پھر ایک ایسی زنجیر میں جسکا طول ستر (۷۰) ہاتھ کا ہو اسے جکڑ دو تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر اس زنجیر کی جسکا طول (۷۰) ہاتھ کا ہے کیایک کڑی دنیا پر رکھی جائے تو ساری دنیا اس کی حرارت سے پگھل جائے۔

کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جس زنجیر کا خداوند تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے وہ معاویہ کے لیے ہو گی اور یہ کہ وہ اس امت کا فرعون تھا۔

البصائر میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں اپنے والد ماجد کے پس پشت تھا اور وہ حضرت ایک خچر پر سوار تھے یکایک خچر بھڑکا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک بوڑھا آدمی جسکے گلے میں ایک زنجیر پڑی ہوئی ہے اور ایک شخص اس کے پیچھے پیچھے چلا آ رہا ہے یہ بوڑھا تو یہ کہتا ہے کہ یا علی ابن الحسین مجھے پانی پلا دیجئے۔

اور وہ شخص یہ کہتا جاتا ہے کہ اسکو پانی نہ پلائیے اللہ اس کو کبھی سیراب نہیں کریگا پھر فرمایا وہ بوڑھا شخص معاویہ تھا نیز انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ وادی صبخان میں اترے ہوئے تھے تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا لا غفر الله لك (خدا تجھے کبھی نہ بخشے) پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم سمجھے کہ میں نے جو کچھ کہا کیوں کہا؟؟؟ انہوں نے عرض کی کہ ہم آپ پر تصدق ہو جائیں آپ ہی فرمائیے کہ کیوں ارشاد فرمایا۔ لا غفر الله لك (خدا تجھے کبھی نہ بخشے)۔ فرمایا اس وقت معاویہ ابن ابی سفیان اپنے زنجیر کھینچتا ہوا میرے پاس سے گزرا تھا زبان اس کی باہر

لٹکی ہوئی تھی اور مجھ سے درخواست کرتا تھا کہ میں اس کے لیے استغفار کروں اس کے جواب میں نے یہ کہا تھا اور یہ وادی صبخان جہنم کی وادیوں میں سے ایک ہے

سورة الحاقہ ۵۲-۴۳

تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ (۴۳) وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ (۴۴) لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ (۴۵) ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ (۴۶) فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ (۴۷) وَإِنَّهُ لَتَذَكَّرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ (۴۸) وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِينَ (۴۹) وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ (۵۰) وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ (۵۱) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (۵۲)

ترجمہ: یہ (قرآن) تو تمام عالموں کے پروردگار کی طرف سے اتارا ہوا ہے اور اگر رسول ہمارے برخلاف کچھ باتیں بنا لیتے ہیں تو ہم اپنے قدرت سے ان کو گرفتار کرتے اور پھر ہم ان کی شہ رگ کاٹ دیتے تو تم میں سے کوئی انکی طرف سے دفع کرنیوالا نہ ہوتا۔ اور پرہیز گاروں کے لیے ضرور نصیحت ہے اور یہ بھی ہم جانتے ہیں کہ تم سے کچھ جھٹلانے والے بھی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ کافروں کے لیے حسرت ہے اور یہ قطعاً سچ ہے۔ پس اے رسول تم اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھے جاؤ۔

کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ نے جو فرمایا انہ رسول کریم اسکا مطلب یہ ہے کہ ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام کاحکم عزت والے رسول یعنی جبریل امین نے خدا کی طرف سے پہنچا یا۔ کیوں کہ لوگوں نے یہ کہہ دیا تھا کہ محمد نے اپنے پروردگار کے خلاف جھوٹ بول دیا ہے اللہ نے انکے یہ حکم نہیں دیا ہے خدا وند تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن مجید قرآن نازل کیا اور فرمایا۔

ان ولدیة علی تنزیل من رب العلیمن ولو تقول علینا محمد بعض الاقاول

پھر اس پر عطف فرمایا اور ارشاد فرمایا۔

ان ولایة علی لتذکرۃ للمتقین وان علیا لحسرة علی لکفرین وان ولایة الحق الیقین۔ فسبع یا محمد باسم ربک العظیم ولو تقول علینا بعض الاتاویل

تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب جناب رسول خدا نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر مقام خم غدیر میں انکی ولایت کا اظہار کیا تو اس وقت ان دو صاحبوں (اول ودوئم) نے ایک زبان ہو کر کہا کہ واللہ یہ خدا کی طرف سے نہیں ہے اور یہ کوئی چیز بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ رسول اللہ چاہتے ہیں کہ اپنے چچرے بھائی کو اس کے ذریعہ سے بزرگ بنا دیں۔ اس پر خدا وند تعالیٰ نے ولو علینا سے لیکر آخر سورہ تک یہ سب آیتیں نازل کیں۔

اوراز جملہ یہ جو فرمایا۔ ان منکم مکتوبین اس سے فلاں فلاں (اول ودوئم) مراد ہیں اور جو یہ فرمایا وانہ الحسرة علی الکفرین۔ اس میں اسم ضمیر سے مراد علی مرتضیٰ علیہ السلام ہیں۔

سورة معارج (شروع)

سال سائل بعدب واقع للکفرین (بولایة علی)

ترجمہ: ایک سوال کرنے والے نے بڑے درجوں والے خدا سے ایسے عذاب کا سوال کیا جو کافروں کے لیے واقع ہوتا رہتا ہے۔ اور اس کا دفع کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتا لیس لہ دافع (کافی میں ہے کہ یوں ناز ل ہوئی تھی) (بولایۃ علی) کاٹ دی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت ہے اپنے آباو اجداد کے منقول ہے کہ بروز خم غدیر جناب رسول خدا نے جب علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور فرمایا من کنت مولاه علی مولاه

اور یہ امر جگہ جگہ مشہور ہو تو نعمان ابن حارث فہری آنحضرت کے پاس آیا اور کہا کہ اپنے ہم کو اللہ کی طرف سے حکم دیا کہ ہم خدا یکتا کی شہادت دیں۔ اور آپکی رسالت کی شہادت دیں۔

ہم نے قبول کیا پھر آپ نے ہم کو جہاد کا حج کا نماز کا اور زکوٰۃ کا حکم دیا اسے یہی ہم نے قبول کیا اس پر بھی آپ نے بس نہ کی کہ یہاں تک کہ آپ نے اس لڑکے کو اپنا قائم مقام اور ہمارا حاکم مقرر کر دیا اور فرمایا من کنت مولاً و علی مولاً وہ۔ آیا یہ بات آپکی طرف سے یا حکم خدا سے ہے۔؟؟ آنحضرت نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ نعمان ابن حارث یہ سن کر پیٹھ پھرا کر چلا اور یہ کہتا جاتا تھا۔

اللهم ان كان هذا هو الحق من عندك فاطر علينا حجارة من السماء

آیت سورہ الانفال صفحہ ۳۵۸

ترجمہ: پس خدا وند تعالیٰ کی طرف سے اس کے سر یہ ایک پتھر آکر لگا جس نے اسے ڈھیر کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

کافی میں ہے کہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔

سال سائل بعذاب واقع للكافرين (بولایۃ علی)

(بعد میں نکال دی گئی)

اور اس طرح صحف فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا میں درج ہے۔

سورۃ المعارج ۲۲-۲۳

الذین ہم علی صلاتم دائمون والذین فی اموالهم حق معلوم للسائل والمحروم

ہاں وہ نماز پڑھنے والے اس سے مشتتے ہیں جو اپنے نمازوں پر قائم رہنے والے ہیں اور وہ لوگ جنکے مالوں میں مانگے والوں اور نہ مانگنے والوں کا ایک مقررہ حق ہے۔

تفسیر صافی میں ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ذات پر جو نمازیں نافلہ وغیرہ لازم کر لی ہیں وہ ان کو پابندی کے ساتھ نبائے جاتے ہیں۔

حسنہ الخصال میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو رات کی قضا کو دن میں اور دن کی قضا کو رات میں پورا کر دیتے ہیں اس سے مراد ہمارے وہ شیعہ ہیں جو ۵۰ پچاس رکعت نماز روزانہ پڑھتے ہیں۔

کافی میں جناب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق معلوم سے وہ مقدار مراد ہیں جس کو کوئی شخص اپنے مال سے نکالے۔

اور وہ زکوٰۃ واجب ہے یا صدقہ واجب نہ ہو اور چونکہ یہ اپنے خوشی سے نکالتا ہے اس میں اسے اختیار ہے کہ زیادہ نکالے یا کم اور جہاں تک اختیار ہو اپنے کسی عزیز کے ساتھ سلوک کرے اور کس کمزور کو قوت پہنچائے اور کس درماندہ کو اس کے ذریعہ سے سوار کر دے یا اپنے دینی بھائی کو مدد پہنچائے یا کسی مصیبت میں جو اس پر آ پڑے اس کا ساتھ دے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ المحروم سے وہ پیشہ ور مراد ہے جس کا ہاتھ خرید و فروخت سے بند ہو گیا ہو اور اس طرح وہ اپنے مزوری نہ کما سکتا ہے اور ایک روایت کے مطابق المحروم وہ شخص ہے جس کی عقل میں کوئی فتور نہ ہو وہ پیشہ ور بھی ہو مگر کافی رزق اسکو میسر نہ آتا ہو۔

#### سورة المعارج - ۲۸

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَعْتَابِهِمْ حَافِظُونَ (۲۹) إِلَّا عَلَىٰ أَرْوَاحِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ (۳۰) فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ (۳۱) وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ (۳۲) وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ (۳۳) وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ (۳۴) أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ

ترجمہ : اور وہ لوگ جو اپنے شرمگاہوں کو اپنی بیویوں یا اپنی لونڈیوں کے سوا اور وں سے محفوظ رکھنے والے ہیں کہ اس صورت میں ان کو کوئی ملامت نہیں کی جاسکتی پس جو اس کے سوا کا خواستگار ہو تو ایسے ہی لوگ تو حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے امانتوں کی اور اپنے عہد کی رعایت کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو اپنے گواہیوں پر قائم ہیں اور وہ لوگ جو اپنے نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں ایسے ہی لوگ تو جننوں میں عزت پائیں گے۔

والذین ہم صلاتہم یحافظون۔ کافی اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد نماز واجب کی حفاظت کرنا۔

فما الذین۔۔۔ تاعزین۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس مال وہ حضرت منافقوں کا ذکر فرما رہے تھے یہ ارشاد کیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کی تالیف قلوب کیا کرتے تھے اور ان کو تقرب بخشنے تھے اور ان کو دائیں بائیں اپنے پاس بٹھاتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان منافقوں کو دور کر دیں۔ چنانچہ فرمایا و ہجر ہم حجر اجملا انکو خوبی کے ساتھ چھوڑ بیٹھو۔

الیطمع تا لیحیم۔۔

صافی میں ہے کہ یہ استفہام انکاری ہے مطلب یہ ہے کہ بغیر ایمان کے کوئی جنت میں داخل ہو ہی نہ سکے گا کیونکہ اگر ایسا ہو جائے تو منافق مومنوں سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم تم سے کہیں بڑھے رہے کہ تم ایمان لاکر اور مصیبتیں اٹھا کر یہاں تک پہنچے اور ہم بغیر ایمان یہاں آد ہمکے۔

## سورة الجن (۱۳)

وانا منا المسلمون ومنا القاسطون همن اسلم فاوليك تحر و ارشد افاولئك تحر وارشد --

ترجمہ: اور ضرور ہم میں سے کچھ فرمانبردار ہیں (مسلمان) اور ہم میں سے کچھ نافرمان پس جو فرمانبردار ہو تو ایسے ہی لوگ تو سیدھے راستے پر چلے۔

تفسیر قمی جناب امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے ہماری ولایت کا اقرار کیا۔

## سورة الجن ۱۵-۱۶

وَأَلَوْ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَاءً غَدَقًا (۱۶) لِنَفْسِنَهُمْ فِيهِ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا

ترجمہ: اور جو یہ سیدھے راستے پر قائم رہتے تو ہم ان کو بکثرت پانے سے سیراب کرتے

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ لوگ امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت اور ان کے اولیاء کی ولایت پر جوان حضرات کی اولاد ہیں قائم رہتے اور امر ونہی میں ان کی اطاعت کرتے تو ہم ان کے دلوں کو ایمان سے سیراب کر دیتے۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کو بہت سے علم کا فائدہ پہنچاتے جس کو وہ آئمہ علیہ السلام سے سیکھ لیتے تاکہ ہم اس میں انکی آزمائش کریں اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے (یاد) سے روگردان ہوگا اسکو سخت عذاب میں داخل کر یگا۔

تفسیر قمی میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ اس سے پروردگار عالم کا ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ذکر کرنا مراد ہے

## سورة الجن (۲۰)

قُلْ إِنِّي لَأَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا

ترجمہ: تم کہدو کہ نہ میں تمہارے لئے کس ضرر کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کس نفع کا

کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے لوگوں کو ولایت جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی دعوت دی تو قریش آنحضرت کے پاس جمع ہو کر آئے اور یہ کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس سے ہمیں معاف رکھیں آنحضرت نے فرمایا اس سے معافی دنیا میرا منصب نہیں ہے یہ اللہ کا کام ہے اور اس پر ان لوگوں نے آنحضرت پر اہتمام لگایا۔

(اور یہ گمان کیا کہ یہ حکم انہوں نے اپنے طرف سے دے دیا ہے) اور آنحضرت کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی

## سورة الجن (۲۲)

إِلَّا بَلَاغًا مِنْ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا (۲۳) حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ فَيَسْئَلُونَ مَنْ أَضَعُ نَاصِرًا وَقَلَّ عَدَدًا (۲۴) قُلْ إِنْ أَدْرَىٰ أَقْرَبُ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا (۲۵) عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا (۲۶) إِلَّا مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمَنْ خَلْفَهُ رِصْدًا (۲۷) لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رَسُولَاتِ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا (۲۸)

ترجمہ: سوائے اس کے کہ میں خدا کی طرف سے پہنچا دوں اور اس کے پیغاموں کو ادا کر دوں

۱ (کہ میرے لئے پناہ اسی میں ہے) اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا تو اس کے لئے آتش جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل تنزیل یوں ہوئی تھی یہ اللہ کی جانب سے پہنچا دوں اور علی علیہ السلام کے بارے میں پیغام کو ادا کر دوں

ومن يعص الله ورسوله ---

کافی میں ہے کہ حضرت امام موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ جو شخص ولایت امیرالمومنین علیہ السلام کے بارے میں اللہ اور اللہ کے رسول کے حکم کی نافرمانی کرے وہ قرآن مجید کی اس آیت کی روسے آتش جہنم کا مزہ چکھے گا

سورة المزمل

وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کو ایسا صاف پڑھو کہ الفاظ اور معنی صاف سمجھ میں آجائیں نہ اس سے پڑھنے سے گھاس سی کاٹو جیسے عرب کے لوگ شعر پڑھتے ہیں اور نہ اس کے الفاظ کو رپر اگندہ کرو جیسے ریت کے زرے پراگندہ ہوتے ہیں بلکہ اپنی سنگدلی کو اس کے ذریعہ سے نرم دلی میں بدلو اور تم میں سے کسی کی کوشش یہ نہ ہو کہ سورت کو جلد از جلد ختم کر دوں

الفقیہ اود التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا اس کا مطلب ہے کہ کسی شخص کا اپنے اپنے فرشے خواب سے اٹھ کر عبادت کرنا جس سے محض خدا کی خوشنودی مراد ہو اور کسی اور کی رضا مراد نہ ہو

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس موقع پر تبتل کے معنی ہیں نماز میں دونوں ہاتھوں کو بلند کرنا اور ایک روایت سے بموجب کہ خدا کی حضور میں ہاتھوں کو اٹھانا اور گڑ گڑانا۔

وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا

کافی میں میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ لوگ جو کچھ تمہارے بارے میں کہتے ہیں صبر کرو۔ اور ان کو خوبی کے ساتھ چھوڑ بیٹھو۔

احجاج طبر سی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منافقوں کے ذکر میں منقول ہے۔ ازا جملہ یہ بھی ہے کہ آنحضرت برابر انکی تا لیف وقلوب فرمائے تھے انکو اپنے قریب جگہ دیتے تھے اپ کو دائیں بائیں بیٹھاتے تھے یہاں تک کہ خدا وند تعالیٰ نے یہ حکم بھیج دیا

وَدَّرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولَى النَّعْمَةِ وَمَهَلْهُمْ قَلِيلًا

ترجمہ: اور مجھے ان جھٹلانے والے صاحبان نعمت سے بدلہ لینے کے لئے چھوڑ دو (اور انہیں تھوڑی سی مہلت دے دو)

کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصل میں یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی۔

(ولمكذنين بو حيك يعنى تمہارے وحی کو جھٹلانے والے)

ترجمہ: بیشک ہمارے پاس بھاری بھاری بیڑیاں بھی ہے اور جلانے والی آگ بھی اور گلے میں پھنسنے والا کھانا اور درد ناک عذاب۔

سورة المزمّل (۳۰)

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَفْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

ترجمہ: اور باقاعدہ نماز پڑھا کرو اور زاکوۃ دیا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہو

تفسیر قمی میں ہے کہ زاکوۃ کے سوا اور جو کچھ بھی راہ خدا میں صرف کیا جائے وہ سب اس مد میں داخل ہے

سورة المدثر۔ ۷۳۔

وَتِيَابِكَ فَطَهَّرْ

ترجمہ: اور اپنے کپڑوں کو پاک کر ڈالو۔

تفسیر صافی میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ کپڑے تو آنحضرت کے پاک ہی رہتے تھے یہاں اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ دامنوں کو اٹھا لیا کرو۔ کہ چلتے وقت وہ چھپے نہ رہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے یہ معنی منقول ہیں کہ تم اپنے کپڑوں کے دامن کم کر دو۔ نیز ان حضرت سے روایت ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کپڑوں کو دھونا ہم اور غم کو بر طرف کر دیتا ہے اور وہ نماز کیلئے طہور (بہت ہی پاک کر نیوالی خیر) کا حکم رکھتا ہے چنانچہ خدا وند تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيَبَاكَ فَطَهَّرُ

ترجمہ: یعنی اپنے کپڑوں کے دامن اٹھالو۔

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ (۶) وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ

ترجمہ: اور نیکی اس لئے نہ کیا کرو کہ اس سے زیادہ کی خواہش رکھو اور اپنے پروردگار کیلئے صبر کرو۔

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کوئی عطیہ اس نیت سے نہ دو کہ تم اس سے زیادہ لینے کی خواستگار رہو۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو نیکی بھی خدا کے واسطے کرو۔ اسکو زائد نہ سمجھو۔

سورة المدثر - ۱۰

ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ---

ترجمہ: مجھے اس سے بھگت لینے دو جسے میں نے وحید (اکیلا) پیدا کیا اور اسے بہت سامال دیا۔ اور انکھوں کے سامنے رہنے والے بیٹے دئے اور اس کے لیے بہت کچھ ساز و سامان بہم پہنچا دیا۔ پھر بھی وہ طمع رکھتا ہے کہ میں اور بڑھا دوں ہر گز ایسا نہ ہو گا وہ تو ہماری نشانیوں کا دشمن ہے۔ عنقریب میں اسے بلندی پر لے جاؤں گا۔

تفسیر صافی میں ایک قول کے بموجب یہ آیت ابو جہل کے چچا ولید ابن صغیرا مخرومی کے باپ میں نازل ہوئی اس لئے کہ وہ وحید کے لقب سے ملقب تھا خداوند تعالیٰ نے بھی بطور سزا اسکو اسی نام سے پکارا۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ،، وحید اس شخص کو کہتے ہیں جس کے باپ کا پتہ معلوم نہ ہو ظاہر ہے اس کے باپ نام لیا گیا ہے مگر یہ شاہد یہ بات ایسے ہو کہ جیسے عمرو ابن العاص کا بیٹا مشہو رہو گیا حالانکہ عمرہ کی ولادت کے وقت پانچ شخص مدعی تھے ہر شخص کہتا تھا کہ یہ میرے نطفہ سے ہے بالآخر اسکی ماں کو حکم بنایا گیا تو اس نے عاص قصائی کے حق میں ڈگری دیدی۔ اس ڈگری کی وجہ سے عمرہ ابن العاص بن گیا۔

سورة المدثر (۲۳ سے ۲۸ تک)

فَقَالَ إِنْ بَدَأَ إِلَّا سِحْرٌ يُؤَنَّبُ (۲۴) إِنْ بَدَأَ إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (۲۵) سَأُضْلِيهِ سَقَرٌ (۲۶) وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرٌ (۲۷) لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ (۲۸) لَوْ آخَذَهُ لِلْبَشَرِ

ترجمہ: پھر یہ کہا کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے مگر جادو جو پہلے سے چلا آیا ہے یہ کچھ بھی نہیں ہے مگر آدمی کا قول عنقریب ہی اسے بھڑکتی ہوئی آگ میں بھیجوں گا اور تم کو کیا خبر کہ بھڑکتی ہوئی آگ کیا ہے؟؟؟ وہ نہ تو کوئی چیز باقی رکھتی ہے نہ چھوڑتی ہے آدمی کو جہلس کر سیاہ کر دینے والی ہے

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت ولید ابن صغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی یہ شخص بڑا بوڑھا تجربہ کار عرب کے عقلا میں شمار ہوتا تھا اور جناب رسول خدا کی ہنسی اڑانے والوں میں سے تھا جناب رسول خدا ایک حجرے میں بیٹھ کر قرآن شریف پڑھا کرتے تھے پس قریش ولید ابن صغیرہ کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور کہنے لگے اے ابو عبدالشمس محمد جو کچھ کہتے ہے یہ کیا ہے آیا شعر ہے یا کہاوت یا خطبہ؟ اس نے کہا ٹھہرو مجھے بھی ان کا کلام سننے دو پس آنحضرت کے پاس آیا اور کہنے لگایا محمد اپنے کچھ شعر مجھے سنا آنحضرت نے فرمایا وہ شعر نہیں ہیں بلکہ وہ کا کلام ہے جسے اس کے فرشتوں نے بھی پسند کیا ہے اور نبیوں نے بھی اور رسولوں نے بھی کہنے لگا اچھا اس میں سے کچھ سنائیے پس رسول خدا نے اسے سورۃ حم سجدہ پڑھ کر سنائی اور جس وقت اس آیت پر پہنچے فان اعرضو (صغفہ ۹۵۱ سطر) سننے ہی ولید کو لرزہ چڑھ آیا اور اس کے سر اور داڑھی کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو گیا اور وہ اپنے گھر کو چلا گیا اور قریش کے پاس پلٹ کر نہ آیا وہ سب ابو جہل کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے ابو الحکم ابو عبد اللہ شمس تو اپنے دین کو چھوڑ کر دین محمد میں چلا گیا تو نے خیال نہیں کیا کہ وہ ہمارے پاس پلٹ کر نہیں آیا۔

اگلے دن صبح ہی ابو جہل ولید کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ چچا جان آپ نے تو ہمارا سر جھکا دیا اور ہمیں رسوا کر دیا ہمارے دشمنوں کو ہم پر ہنسیا کہ آپ اپنے دین کو چھوڑ کر دین محمد میں چلے گئے۔ ولید نے کہا نہیں تو میں انکے دین کی طرف نہیں گیا لیکن میں نے کلام ایسا سخت سنا کہ جس سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہے۔

ابو جہل نے کہا آیا وہ خطبہ ہے؟ کہا نہیں خطبہ تو مسلسل کلام ہوتا ہے اور یہ شان کلام ہے جسکی ایک آیت دوسری آیت سے مشابہت نہیں رکھتی ابو جہل نے کہا پھر یہ شعر ہیں کہا نہیں؟ میں نے عرب کے شعر بہت سے سنے ہیں ہر کسی کے سننے میں بسیطمدید رمل رجز یہ شعر نہیں ہے۔

ابو جہل نے کہا آخر پھر یہ کیا ہے کہا آج تو مجھے چھوڑ دو سوچ لینے دو جب دوسرا دن ہوا قریش نے کہا اے ابو عبد اللہ شمس تم اس کے بارے میں جو تم نے دریافت کر چکے ہیں کیا کہتے ہیں اس نے کہا بھائیو اس کے لیے یہ کہو کہ جادو ہے کیوں کہ آدمیوں کے دلوں کو موہ لیتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں اپنے رسول کو آیتیں نازل فرمائیں وحید اسے اس لئے کہا گیا تھا کہ اس نے قوم قریش سے پکار کر کہہ دیا تھا کہ ایک سال کعبہ کی پوشش کا خرچ تنہا میرے ذمہ اور ایک سال قریش کے کل گروہ کے ذمہ کیوں کہ اس شخص کے پاس مال بھی بہت تھا باغات بھی تھے اور دس بیٹے اس کے مکہ معظمہ میں تھے اور دس غلام تھے جس میں سے ہر ایک تجارت کرنے کے لئے ہزار ہزار اشرفیاں دے رکھی تھیں۔

تفسیر قمی میں ایک اور روایت میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ سب آیتیں ،، عمر (ثانی) کے بارے میں نازل ہوئی بوجہ اس کے کہ وہ ولایت کا منکر اور اسکو خداوند تعالیٰ نے ،، وحید کہا کیونکہ وہ ولدالزہ تھا پھر آنحضرت نے سب آیتوں کی تاویل اس کے بارے میں بیان فرمائی۔

سورۃ المدثر ۳۰

--- وَمَا بِي إِلَّا ذِكْرِي لِلْبَشَرِ ---

ترجمہ: اور ہر آدمی کے لئے صرف ایک (ذکر) نصیحت ہے۔

کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں (ہی) سے مراد ولایت جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

سورة المدثر - ۴۳

إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ

ترجمہ: سوائے دائیں طرف والوں کے

تفسیر قمی میں ہے کہ المہین خود جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور اصحاب المہین ان حضرت کے شیعہ ہیں۔

سورة المدثر (۴۳)

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ

ترجمہ: وہ کہیں گے کہ ہم نہ تو نمازیوں میں سے تھے

نیج البلاغہ میں ہے کہ نماز کے معاملے میں بڑی تاکید رکھو اور نماز کی بڑی محافظت کرو اور اس کو بکثرت بجا لاؤ اور نماز کے ذریعہ سے تقرب خدا حاصل کرنیکی کوشش کرو اس لئے کہ نماز کو ٹھیک ٹھیک وقت پر بجا لانا مومنوں کے ذمے واجب ہے۔ کیا تم جہنمیوں کا جواب نہیں سنتے کہ جس وقت ان سے پوچھا جائے گا مَا سَلَكَكُمْ فِي سَفَرٍ

دوسری روایت میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اس کا مطلب ہے کہ ہم ائمہ علیہ السلام کے پیروں میں سے نہ تھے اس گھوڑے کو جو گھوڑ دوڑ میں سب سے دوسرے نمبر پر رہتا ہے مصلیٰ کہتے ہیں پس جب وہ لوگ یہ کہیں گے تو اس کے معنی میں کہیں گے کہ ہم سابقین کے پیرو نہ تھے۔ جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تیسرے معنی یہ بھی منقول ہیں کہ وہ لوگ کہیں گے کہ ہم وصی محمد مصطفیٰ صلی علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد او حیا کے دوست دار نہ تھے اور ان پر دردود نہ بھیجا کرتے تھے۔

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ

تفسیر قمی میں اس کا مطلب یہ ہے کہ آل محمد کے جو حقوق خمس وغیرہ میں سے ہیں وہ رسول خدا کے ذری القربی ویتامی و مساکین کو نہیں دیا کرتے تھے۔

سورة المدثر (۲۸- ۲۹)

كَانَهُمْ حَمْرٌ مُسْتَفْرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكَرَةِ مُعْرِضِينَ

ترجمہ: گویا وہ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگتے ہیں اب انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ نعمت سے روگردانی کرنے والے ہیں۔

کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں تذکرہ سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت مراد ہے

اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہر وہ چیز جو جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کو یاد دلائے وحشی گدھے سب منکر ولایت امیر المومنین علیہ السلام سب قسورہ گویا شیر سے مراد مولائے کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب مراد ہیں

سورة القيمة (۳۰ تا ۳۵)

فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّى (۳۱) وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى (۳۲) ثُمَّ ذَبَّ إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّى (۳۳) أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ (۳۴) ثُمَّ أَوْلَىٰ لَكَ فَأَوْلَىٰ

ترجمہ: پس اس نے تصدق کی اور نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور منہ موڑا۔ پھر اپنے اہل و عیال کی طرف اکڑتا ہوا گیا۔ افسوس ہے تیرے لئے افسوس ہے تیرے لئے افسوس ہے۔

تفسیر قمی میں خود اس آیت اور اس کے ماقبل و مابعد کی آیت کا سبب کا نزول یہ لکھا ہے کہ جناب رسول خدا نے بروز غدیر خم مولانا کائنات علی مرتضیٰ علیہ السلام کی بیعت کے لئے بلایا پس جب لوگوں نے پیغام سنا اور آنحضرت نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو خبر کو دینا چاہتے تھے وہ خبر ان کو پہنچا دی اور اب لوگوں وہاں سے واپس آئے تو معاویہ نے ضیغہ ابن شیعہ اور ابو موسیٰ اشعری دونوں کا سہارا لیا پھر اکڑتا ہوا اپنے اہل و عیال کی طرف گیا اور وہ یہ کہتا تھا کہ ہم کبھی علی مرتضیٰ کی ولایت کا اقرار نہیں کریں گے اور نہ محمد کے قول کو سچا جانیں گے۔ اس کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

فلا صدق

جناب رسول خدا ممبر پر تشریف لے گئے اور اس سے برات ظاہر کرینکے قصد فرماتے تھے کہ خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

لا تحرك به لسانك

ترجمہ: تم اس کے ساتھ اپنے زبان کو اس غرض سے حرکت نہ دو کہ اسے جلد ادا کر لو

لہذا جناب رسول خدا خاموش رہے اور اس کا نام نہ لیا۔

اولیٰ لک فاوولیٰ

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا نے ابوجہل کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اولیٰ لک فاوولیٰ ابو جہل نے جواب دیا کہ آپ مجھے دھمکاتے کا ہے سے ہیں نہ آپ میں قدرت ہے اور نہ آپ کے پروردگار میں کہ میرا کچھ بگاڑ سکے میں اس میدان کے رہنے والوں میں سب سے زیادہ عزت دار ہوں اس پر پروردگار عالم نے جو الفاظ جناب رسول خدا کی زبان سے نکلے تھے وہی اپنے کلام پاک میں نازل فرمائے۔

## سورة الدھر (۸-۶)

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا (۷) وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا (۸) إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لِأَتْرِيبَ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا

ترجمہ: منتوں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہو گئی اور مسکین اور یتیم اور قیدی کو باوجود اس کھانے کی خواہش کے کھانا کھلاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم کو تم کو محض خوشنودی خدا کیلئے کھانا کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔

## سورة الدھر (۱۷)

عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا

ترجمہ: ایسے چشمے کی جو اس بہشت میں موجود ہے جس کا نام سبیل رکھا گیا ہے۔

الخصال میں جناب رسول خدا سے روایت ہے کہ خداوند تعالیٰ نے پانچ چیزیں مجھے عطا کی ہیں اور پانچ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو مجھے کوثر عطا فرمایا ہے اور علی علیہ السلام کو سبیل۔

## سورة الدھر (۲۴)

وَأَذْكُرُ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (۲۵) وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا

ترجمہ: اور صبح و شام اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو اور راتوں کو سجدے کیا کرو اور بڑی رات تک اس کی تسبیح پڑھا کرو۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اس آیت میں تسبیح کا ذکر ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا نماز شب اور ایک قول کے مطابق بکرۃ سے مراد فجر۔ اصیلاے ظہرین اور من الیل فاسجد لہ سے نماز مغرب اور عشاء

اور سجدلیلا سے مراد نماز تہجد (نماز شب)

## سورة الدھر - ۲۸ - ۳۰

إِنَّ بِذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا (۲۹) وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا (۳۰) يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا

ترجمہ: بے شک یہ ایک نصیحت ہے جو چاہے اپنے رب کے حضور پہنچانے کے لئے یہ راستہ اختیار کریمگر جب تک خدا کی مرضی نہ ہوگئی تم ایسا چاہو گے بھی نہیں بیشک اللہ علم والا اور حکمت والا ہے جس کو چاہتا ہے اپنے رحمت میں نازل کر لیتا ہے اور جو نافرمان ہیں ان کے لئے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس میں تذکرہ سے مراد جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کی ولایت ہے۔

وماتشاء -----

الخرائج اور الجرائع میں میں جناب قائم آل محمد علیہ السلام سے فرقہ مفوضہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دل خداوند عالم کی معصیت کے ظرف میں ہیں پس جب وہ چاہتا ہے ہمارا بھی ارادہ ہوتا ہے پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی

(قول مترجم) مفوضہ وہ فرقہ ہے جس کا قول یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے امور عالم ائمہ علیہ السلام کو تفویق (یعنی سپرد) فرمادئے ہیں اور خود کچھ نہیں کرتا جو کچھ ان ائمہ کا جی چاہے کریں اس فرقے کو ائمہ نے جھوٹا اور کافر فرمایا ہے اور اس پر لعنت کی ہے۔

يَدْخُلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَةِ كَافِي

کافی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں رحمت خدا سے مراد ہم اہل بیت علیہ السلام کی ولایت مراد ہے۔

سورة النبا (۱) سے (۵) تک

عَمَّ يَسْأَلُونَ (۱) عَنِ النَّبِيِّ الْعَظِيمِ (۲) الَّذِي هُمْ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ (۳) كَلَّا سَيَعْلَمُونَ (۴) ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ

(لوگ) کس کی نسبت ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں اس خبر بزرگ کی نسبت جس کے بارے میں وہ اختلاف کر نیوالے ہیں (حق یہ ہے) کہ عنقریب وہ جان لیں پھر (حق یہ ہے) کہ عنقریب وہ جان لیں گے۔

کافی میں امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو ان حضرت نے فرمایا کہ یہ جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں ہے جناب امیر المومنین خود یہ فرماتے ہیں تھے کہ نہ خداوند تعالیٰ کی کوئی نشانی مجھے سے بڑھ کر ہے اور نہ اس کی کوئی چیز مجھے سے زیادہ عظیم ہے۔

العیون میں جناب امام علی رضا علیہ السلام سے روایت اپنے آباؤ اجداد کے خود جناب امام حسین علیہ السلام کر بلا سے منقول ہے کہ جناب رسالت مآب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی تم حجت خدا ہو تم دروازہ علوم خدا ہو تم خدا تک پہنچنے کا راستہ ہو تم خبر بزرگ ہو تم صراط مستقیم ہو تم مثل الاعلیٰ ہو۔

کافی میں خطبہ الو سیلہ میں خود جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انے البنا الحظیم (میں) ہوں خبر بزرگ (اور عنقریب جن جن چیزوں کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے تم جان لو گے۔

سورة النبا

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا

ترجمہ: جس دن صور پھونکا جائیگا پھر تم گروہ کے گروہ ہو کر آ جاؤ گے

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو حضرت نے فرمایا کہ میری امت کے دس گروہ الگ الگ محشور کئے جائیں گے اور انکو خدا وند تعالیٰ حقیقی مسلمانوں سے بالکل جدا کر دیگا اور ان کی صورت بدل دیگا کچھ تو ان میں سے بندروں کی صورت ہو جائیں گے اور کچھ سوروں کی صورت اور کچھ ایسے ہو نگے کہ ان کے پاؤں اوپر کی طرف اور منہ نیچے کی طرف اور اسی حالت میں گھیسٹے جائیں گے اور کچھ ان میں سے اندھے ہو جائے گے جو مارے مارے پھرتے ہو نگے اور کچھ ان میں بے بہرے ہو نگے جو کچھ نہ سمجھتے ہو نگے اور کچھ ان میں ایسے ہو نگے جو اپنے زبانیں خود چباتے ہونگے اور انکے منہ سے بجائے لعاب کے پیپ بہتی ہو گئی جس سے کل اہل محشر نفرت ظاہر کرتے ہو نگے اور کچھ ایسے ہوں گے جس کے ہا تھ پاؤں کٹے ہو نگے اور کچھ ایسے ہو گئے جو جہنمی درخت کی شاخوں پر سوئی دے گئے ہو نگے اور کچھ ایسے ہو نگے کہ انکی بدبو مر دار کی بدبو سے بھی زیادہ خراب ہوگی اور بعض ایسے ہو نگے کہ انکو قطران (تار کول) کے بکرے چغے پہنائے جائیں گے جو انکی جلد اور بدن سے چمٹے ہوئے ہو نگیں۔

۱۔ بس وہ لوگ جو بندروں کی صورت میں ہونگے وہ چغلخور ہو نگے۔

۲۔ جو سوروں کی صورت میں ہو نگے وہو نگے وہ مال حرام کھانے والے ہو نگے

۳۔ جن کے سر نیچے اور پاؤں اوپر ہو نگے و سودخور ہو نگے۔

۴۔ اور اندھے وہ ہونگے جو فیصلہ کرنے میں ظلم کرینگے۔

۵۔ اور بہرے اور گونگے وہ ہوں گے جو اپنے اعمال پر نازاں ہو نگے

۶۔ اور اپنی زبانوں کو چبانے والے علماء اور وہ فیصلہ کرنے والے ہوں گے جن کے اعمال ان کے اقوال کے مخالف ہوں۔

۷۔ اور ہاتھ اور پاؤں ان کے کئے ہو نگے جو اپنے پڑوسیوں کو ستاتے ہیں۔

۸۔ اور آگ کی لکڑیوں پر سولی ان کو دی جائیگی جو بادشاہ کے دربار میں لوگوں کی برائیوں کرتے ہوں۔

۹۔ اور بد بو میں مردار سے بدتر وہ لوگ ہو گئے جو بیچا خواہشوں اور لذتوں میں پڑے ہوں اور انکے مال میں جو خدا کا حق ہو اس کے روکتے ہوں۔

۱۰۔ اور قطران (تار کول) کے جبے وہ لوگ پہنے ہو نگے جو شیخی خورے اور بیجا فخر کرنے والے ہونگے۔

سورة النبا۔ ۳۵

جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا

ترجمہ: یہ تمہارے رب (پروردگار) کی طرف سے بدلہ ہو گا اور پورا پورا عطیہ

امالی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا خداوند تعالیٰ انکی خاطر سے ان کی نیکیوں کو شمار فرمائے گا ہر ایک نیکی کے بدلے دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک عطا فرمائے گا اسی کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے

جزا نھم ربک اور دوسری جگہ فرماتا ہے اولئک لھم جزا لضعف بما عملوا

سورة النبا (۳۷)

یوم لیقوم الروح والملئکة صفا

ترجمہ: (اس دن) جس دن روح (جو فرشتوں سے بڑھ کر ہے) اور ملائکہ صف صف کھڑے ہو نگے

لا یتعلمون الا من اذن له الرحمن وقال صواما

ترجمہ: مگر بات نہ کرتے ہو نگے سوائے اس کے جسے (خدا نے رحمن) نے اجازت دی ہو اور وہ بھی (ٹھیک ٹھیک) کہے گا۔

الروح تفسیر قمی میں ہے کہ روح یک فرشتہ ہے جو عظمت میں جبرئیل ومیکائیل سے بھی بڑا ہے وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہتا تھا اور بعدآنحضرت کے ائمہ علیہ السلام کے ساتھ رہتا ہے

من اذن الرحمن وقال صوبا۔

کافی میں جناب امام کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ وہ ہم میں جن کو قیامت کے دن بولنے کا اذن دیا جائیگا۔ اور ہم ہی وہ ہیں جو ٹھیک ٹھیک بولیں گے کس نے عرض کی کہ آپ حضرات کیا کلام کریں گے تو کیا فرمائینگے فرمایا پہلے اپنے پروردگار کی تعریف بیان کریں گے پھر اپنے نبی پر درود بھیجے گی اور اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے اور خداوند تعالیٰ ہماری شفاعت کو رد نہیں فرمائے گا۔

سورة النبا (۳۹)

وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا

ترجمہ: اور کافر یہ کہہ گا کہ کاش میں (آج) یوم قیامت مٹی ہوتا۔

علل الشریع میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کی کنیت ابو تراب، کیوں قرار دی؟؟؟ فرمایا اس لئے کہ وہ زمین کا مالک ہیں اور اہل زمین پر بعد جناب رسول خدا کے خدا کی حجت ہیں انہی ہی کی وجہ سے زمین کی بقا ہے اور انہی کی وجہ سے اسکو سکون ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ میں نے جناب رسالت مآب سے سنا ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا اور

خدا وند تعالیٰ شیعان علی کے واسطے قیامت کے دن جو جو کچھ اجر و ثواب اور اور قرب و کرامت کے سامان تیار کئے ہیں کافران کو دیکھے گا تو حسرت و افسوس کے یوں کہے گا کہ کاش میں تراب ہو تا جس کا مطلب یہ ہے ہ کاش میں بھی شیطان علی سے ہوتا اور یہ خدا وند تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے سورۃ النبا (۳۹) ذَلِكَ الْيَوْمِ الْحَقُّ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا

سورۃ عبس - ۱۱۱

عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ (۱) أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ (۲) وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهٗ يَزْكَىٰ (۳) أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرَىٰ (۴) أَمَّا مَنْ اسْتَعْزَىٰ (۵) فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّىٰ (۶) وَمَا عَلَيْكَ إِلَّا يَزْكَىٰ (۷) أَمَّا مَنْ جَاءَكَ يَسْعَىٰ (۸) وَهُوَ يَخْشَىٰ (۹) فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهَّىٰ (۱۰) كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ (۱۱)

ترجمہ: ایک شخص نے اس سے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا کہ نبی کے پاس ایک نابینا آگیا اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ شاید کہ وہ پاکیزہ ہو جائے یا نصیحت حاصل کرے تو وہ نصیحت اسکو نفع پہنچائے لیکن جو مال دار ہے اس کے لئے تو تو آمادہ رہتا ہے حالانکہ تجھ کو اسکی کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہیے کہ وہ پاکیزہ نہیں ہوتا اور جو تیرے پاس نیکی کی غرض سے آتا ہے اور وہ خدا سے بھی ڈرتا ہے تو اس سے تو اعراض کرتا ہے حق یہ ہے کہ قرآن کا سورۃ تو ایک نصیحت ہے بس جو چاہیے اسے یاد رکھے۔

تفسیر صافی میں ہے کہ یہ آیت عثمان اور ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ ابن ام مکتوم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے موذن تھے اور نابینا تھے یہ آنحضرت کی خدمت میں ایسے وقت آئے کہ بہت سے اصحاب موجود تھے ازجملہ عثمان بن عفان بھی تھا آنحضرت نے ان کو ( ابن ام کلثوم) کو عثمان سے مقدم اور بالا تر رتبہ پر بٹھا یا۔ عثمان نے برا منہ بنا یا اور روگردانی کی اس پر خدا وند تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

سورۃ عبس - ۳۰

وَفَاكِهَةً وَأَبًّا

ترجمہ: اور میوے اور گھاس خود تمہارے نفع کے لئے۔

شیخ فیصد علیہ الرحمۃ سے روایت کی گئی ہے کہ ابو بکر (خلیفہ اول) سے خدا وند تعالیٰ کے اس قول فاکہۃ وَاَبًا کے معنی پوچھے گئے اور بیچارہ قرآن مجید میں لفظ ابا آیا ہے اس کے معنی بھی نہ جانتا تھا کہنے لگا کہ جو کچھ میں نہیں جانتا اگر اپنی طرف سے کتاب خدا میں کہہ دوں تو کونسا آسمان مجھ پر سایہ ڈالے گا یا کو نسی زمین مجھے اٹھا لے گئی یا میں اس کاکیا چارہ کرونگا۔

بھائی فاکہہ کو تو ہم جانتے ہیں کہ میوہ ہے اب رہا لفظ ابا اسے اللہ ہی جانے اسکا یہ قول امیر المومنین علیہ السلام کو پہنچا تو حضرت نے فرمایا سبحان اللہ خلیفہ تو بن بیٹھا مگر اتنا بھی نہیں جانتا کہ اب سے مراد چوپاؤں کی خوراک اور ان کا چارہ ہے اور خدا وند تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے

فاکہۃ وَاَبًا یہ اپنے اس احسانات کا شمار فرمایا جو اس نے اپنے مخلوق پر فرمائی ہے یعنی جس طرح سے انکو اور انکے چوپالو نکو غذا پہنچائی ہے جس نے انکے نفوس زندہ اور انکے جسم قائم ہیں۔

## سورة الا نبطار

كَلَّا بَلْ تُكذِّبُونَ بِالذِّينِ

ترجمہ: بیوں نہیں بات یہ ہے کہ تم دین (جزا و سزا) کو جھٹلاتے ہو۔

تفسیر صافی میں ہے کہ دین کے معنی ہیں جزا سزا اور اسلام مزید تفسیر قمی میں ہے کہ دین کا مطلب جناب رسول خدا اور جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

## سورة المطفین- ۱

وَيَلِّ لِلْمُطَفِّينَ

ان کمی کرنیواکوں پر ویل ہے

ترجمہ: ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو مطفان کہتے ہیں

## سورة المطفین- ۹-۱۰

وَيَلِّ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكذِّبِينَ (۱۰) الذِّينَ يُكذِّبُونَ يَوْمَ الذِّينِ (۱۱)

ترجمہ: جو فیصلے کے دن کو جھٹلاتے ہیں ویل ہے۔ اس دن ان جھٹلا نیوالوں کے لئے

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ جھٹلانے والے اول (ابو بکر) و ثانی (عمر) ہیں

## سورة المطفین- ۲۸-۲۹

إِنَّ الذِّينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الذِّينِ آمَنُوا يَضْحَكُونَ (۲۹) وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ

ترجمہ: بیشک جو لوگ گنہگار تھے وہ ایمان لانے والوں سے ہنسی کیا کرتے تھے۔ اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو چشم زنی (آنکھوں سے اشارے کرنا شرارتی پہلو سے) کیا کرتے تھے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ یہ آیت مولا کائنات علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی وجہ اسکی یہ ہے کہ فر ما برداروں کا ایک گروہ جناب رسول خدا کی خدمت میں آتا تھا راستے میں منافقوں نے ان کا ٹھٹھا اڑیا اور ہنسی سے اشارے گئے پھر اپنے یاروں کے پاس آکر یہ کہا کہ آج ہم نے۔ اصلع کو دیکھا تھا اور ہم خوب ان سے ہنسی مگر قبل اس کے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے ساتھی جناب رسول خدا تک پہنچے خدا وند تعالیٰ نے کل آیتیں نازل فرمائیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ ان الذین اجرمو سے مراد اول (ابوبکر) و ثانی (عمر) اور جنتے ان کے پیرو اور مرید ہیں اور از امر تینفامزون سے مراد یہ ہے۔ کہ وہ جناب رسول خدا کی طرف آپس میں آنکھوں سے اشارہ کرتے تھے۔ اصلع اس شخص کو کہتے ہے جسکی پیشانی بلند اور نورانی اور آگے کے سر کے بال اڑے ہوئے ہوں۔

فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ

ترجمہ: تو آج کے دن وہ لوگ جو ایمان لائے کافروں سے ہنسنے لگے۔

تفسیر صافی میں ہے کہ جب یہ منافقین جہنم میں ہو ننگے تو ان کے لئے ایک دروازہ جنت کی طرف کھولا جائیگا اور ان سے کہا جائے گا کہ بھاگو دوڑو اس میں سے نکل کر جنت میں جاؤ جیسے ہی وہ دروازہ کے پاس پہنچے گے دروازہ انکے سامنے بند کر دیا جائیگا اور حیرت و حسرت میں کھڑے کھڑے رہ جائیں گے اور مومنین خوب ٹھٹھا مار مار کر ہنسیں گے۔

سورة البروج-۲۰۱

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ

ترجمہ: قسم ہے بروجوں والے آسمان کی اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور گواہی دینے والے کی اور جس کی گواہی دی گئی

وشاہد و مشہود۔ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا شاید سے مراد روز عرفہ اور مشہود سے مراد قیامت کافی اور معنی الاخبار میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے شاید و مشہود کا مطلب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ شاید سے مراد ہیں جناب رسول خدا اور مشہود سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔

سورة البروج-۹۱۰

ان الذين فتنوا المومنين والمومنات ثم لم يتوبوا فلهم عذاب جهنم ولهم عذاب الحريق

ترجمہ: بیشک جن لوگوں نے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو تکلیف دی پھر توبہ نہ کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب اور انہی کے لیے جلنے کا عذاب بھی۔

ان الذين امنوا وعملوا الصلحت لهم جنت تجري من تحتها الانهر ذلك الفوز الكبير۔

ترجمہ: یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے ایسے باغات ہیں جن کے نیچے ندیاں بہتی ہیں یہ تو بڑی کامیابی ہے۔

سورة الطارق (۲)

النجم الثاقب

ترجمہ: وہ جگر جگر کرتا تار ہے۔

الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص یمنی سے فرمایا کہ تمہارے نزدیک نجوم میں زحل ستارہ کیسا ہے یمنی نے عرض کی وہ تو منحوس ہے حضرت نے فرمایا کہ خبردار ایسا

کبھی نہ کہنا وہ حضرت امیرا لمومنین علی ابن ابی طالب کا ستارہ ہے اور وہ تمام اوحیاء کا ستارہ ہے اور وہی نجم الثاقب ہے جسکی نسبت خدا وند تعالیٰ نے فرمایا . . . . . النجم الشاقب ..... یعنی نے دریافت کیا یا ابن رسول اللہ ثاقب کے کیا معنی ہے فرمایا اس کی طلوع ہونے کی جگہ تو ساتوناً سمان ہے مگر اسکی روشنی سب آسمانوں سے پار ہو کر آسمان دنیا پر چمکتی ہے پروردگار نے اس کو النجم الثاقب فرمایا ہے

سورة الاعلیٰ- ۱۳

قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی

ترجمہ : اس نے یقیناً فلاح پائی جو پاک رہا اور اپنے پروردگار کے نام کو یاد کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس قول کا مطلب دریافت کیا گیا فرمایا جس شخص نے عید کے دن فطرہ نکالا (قد فلع من تزکے ) پھر وہ ذکر اسم ربہ مصلیٰ کے بارے میں دریافت کیا گیا فرمایا اس سے یہ مطلب ہے کہ صحرا کی طرف نکل جائے اور نماز عید یں پڑھے ۔

کافی میں جناب امام رضا علیہ السلام نے ایک شخص سے دریافت کیا تھا کہ خداوند تعالیٰ کے اس قول ۔ و ذکر اسم ربہ مصلیٰ کے کیا معنی ہے اس شخص نے عرض کی یہ کہ سب اپنے پروردگار کا نام یاد کر کے کھڑا ہو کر نماز پڑھے فرمایا تو خدا وند تعالیٰ نے اسے اندازہ تکلیف دی ۔ اس شخص نے پوچھا کہ پھر اور کیا مطلب ہے فرمایا ۔

جب اپنے پروردگار کو یاد کرو تو محمد وآل محمد پر دورد بھیجو۔

سورة الخاشیہ۔ ۲۴

ان الینا ایابہم ثم ان علینا حسا بہم

ترجمہ : یقیناً ہماری ہی طرف ان سب کو آنا ہے پھر ہمارے ذمے ان سب کا حساب لینا ہے۔

کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کادن آئیگا

اور خدا وند تعالیٰ اولین اور آخرین کو آخری فیصلے کے لیے جمع فرمائے گا تو جناب رسول خدا بھی بلائے جائیں گے اور جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام بھی رسول خدا کو ایک سبز حلہ پہنچایا جائے گا جس کی روشنی مشرق سے مغرب تک کو منور کر دے گی پھر ویسا ہی حلہ امیر المومنین علیہ ابن ابی طالب علیہ السلام کو پہنایا جائے گا اس کے بعد جناب رسول خدا کو گلابی رنگ کا حلہ پہنایا جائے گا جس کی روشنی مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گی اور پھر علی مرتضیٰ علیہ السلام کو بھی ویسا ہی حلہ پہنایا جائے گا۔

پھر ان دونوں بزرگوں کو ایک بلند مقام پر بٹھادیا جائے گا پھر ہم کو بلایا جائے گا اور لوگوں کے حساب ہمارے سپرد کر دے جائیں گے پس واللہ اہل جنت کو ہم جنت میں داخل کریں گے اور اہل جہنم کو ہم جہنم میں پہنچادیں گے۔

جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہماری طرف کل مخلوق کی رجوع ہوگی پھر ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہوگا جو گناہ خدا اور مخلوق کے مابین ہو گا اس کی نسبت تو ہم سے خدا وند تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ اس کا فیصلہ ہم پر چھوڑ دیگا اور جو کچھ انکی اور آدمیوں کے درمیان ہو گا اسکی نسبت ہم ان سے بخشوالیں گے اور وہ لوگ قبول بھی کریں گے اور خدا تعالیٰ انکو معاوضہ عطا فرمائے گا۔

امالی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ خداوند تعالیٰ ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے سپرد فرمادے گا پس جو حق خدا تعالیٰ کا ان کے ذمے ہوگا تو ہم اسکی نسبت تو خدا وند تعالیٰ سے عرض کرینگے کہ وہ ہمیں عطا فرمادے چنانچہ ایسا ہی ہوگا اور وہ معاف کر دے جائیں گے اور جو ہمارا حق ان شیعوں کے ذمہ ہو گا وہ ہم خود ان کو بخش دیں گے۔

سورة الفجر (۱)

وَالْفَجْرِ (۱) وَلَيَالٍ عَشْرٍ (۲) وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ (۳) وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ

ترجمہ : قسم ہے صبح کی اور دس راتوں کی اور جفت کی اور طاق کی اور رات کی جبکہ وہ قریب ختم ہو۔

تفسیر قمی میں ہے کہ ولایال عشرے سے مراد ذی الحج کی دس راتیں الشفع سے مراد نماز نماز شفع اور جو دو رکعت ہوتی ہے اور وتر سے مراد ہے نماز وتر جو ایک رکعت ہوتی ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا الشفع سے مراد جناب امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام اور وتر سے مراد ہیں جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الشفع سے مراد حاجیوں کو پانی پلانے کا دن یعنی آٹھ ذی الحج اور الوتر سے مراد ہے روز عرفہ یعنی حج کا دن یا ذی الحج کی نویں (۹) والیل ادیسر سے مراد ہے شب جمعہ

سورة الفجر (۱۴) سے (۱۹) تک

فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِي (۱۵) وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِي (۱۶) كَلَّا بَلْ لَأَتُكْرَمُونَ الْبَيْتِمْ (۱۷) وَلَا تَحَاضُونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمَسْكِينِ (۱۸) وَتَأْكُلُونَ التَّرَاثِ أَكْلًا لَمًّا (۱۹) وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا

ترجمہ : اب رہا انسان جب اسکا پروردگار اس کو اس طرح آزماتا ہے کہ اسکی عزت کرتا ہے اور نعمت دیتا ہے تب تو یہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری عزت کی اور جب وہ اس طرح سے آزماتا ہے کہ اس کا رزق تنگ اس کے لئے کر دیتا ہے تب وہ کہتا ہے میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کر دیا یہ ہرگز نہیں ہے بات یہ ہے کہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی تر غیب نہیں دیتے اور میراث کا مال (حلال و حرام) ملا کر نگلے چلے جاتے ہو اور مال جمع کرنے کے بڑے حریض ہو۔

تفسیر صافی میں ہے کہ انسان ان دونوں باتوں کے کہنے پر خدا وند تعالیٰ نے اس کی مذمت کی ہے اس لئے کہ وہ بغیر غور فکر کے ایسا کہہ بیٹھتا ہے ورنہ غور فکر سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کبھی کبھی

رزق کی تنگی دونوں جہانوں کی خوبیاں پہنچا دیتی ہے اور رزق کا بکثرت ہونا دشمنوں کا نشانہ بنا دیتا ہے اور دنیا کی محبت میں ڈبو دیتا ہے۔

سورة الفجر ۲۶- ۲۹

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ (۲۷) ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (۲۸) فَادْخُلِي فِي عِبَادِي (۲۹) وَادْخُلِي جَنَّتِي (۳۰)

ترجمہ: اے اطمینان والے نفس تو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر اس حال میں کہ تو اس سے راضی بھی ہے اور اس کا پسندیدہ بھی بس تو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلا آ۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آیا مومن کو اپنی روح قبض ہونا بھی ناگوار گزرتا ہے فرمایا واللہ نہیں جس وقت (جب) اس کے پاس ملک الموت اس غرض سے آتا ہے کہ اسکی روح قبض کرے تو مومن اس وقت پریشان ہوتا ہے ملک الموت اس سے کہتا ہے کہ اے ولی خدا پریشان نہ ہو۔ اسی کی قسم میں نے جناب رسول خدا کو مبعوث کیا اگر میرا رحم دل باپ بھی اس وقت موجود ہوتا تو جنتی وہ تجھ پر مہربانیاں اور شفقت کرتا اس سے زیادہ مہربان اور شفیق ہوں اپنے آنکھوں کو کھول اور دیکھ۔

حضرت فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا جناب امیر المومنین علیہ السلام جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام جناب حسین علیہ السلام شہید کربلا وسید الشہدا اور ائمہ اہل بیت علیہ السلام جو ان بزرگوں کی اولاد ہیں ان سب کی صورتیں اپنے سامنے دیکھے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ جناب رسول خدا ہیں یہ جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں یہ جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہے اور یہ جناب حسین علیہ السلام شہید کربلا وسید الشہدا ہے سب تیرے رفیق ہیں پس وہ آنکھیں کھول کر دیکھے گا۔

پھر ایک منادی منجانب پروردگار عالم اس روح کو ندا دے کر کہے گا۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ

ترجمہ: اہل بیت کے سبب مطمئن ہو چکا ہے

ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ

اے نفس جو محمد ال محمد اور انکی تو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر اس حال میں کہ تو اس سے راضی اور جس حال میں یہ کہ ثواب کیلئے پسند کر لیا گیا ہے فادعل فی عبادی میرے بندوں میں یعنی محمد و اہل بیت علیہ السلام میں تو بھی داخل ہو اور داخلی جنتی اور میری جنت میں چلا آ پس اسے اس سے زیادہ پیاری کوئی چیز معلوم نہ ہو گی کہ اس کی روح کھینچے اور اس ندا دینے والی سے جا ملے۔

سورة البلد- ۱، ۲، ۳

لَأَقْسِمُ بِبَدَا الْبَلَدِ (۱) وَأَنْتَ جِلٌّ بِبَدَا الْبَلَدِ (۲) وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدٌ، (۳) لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ

ترجمہ: مجھے اس شہر مکہ کی قسم در آنحالیگر تم اس شہر میں اترے ہوئے ہو۔ اور باپ آدم کی اور انکی اولاد کی قسم بیشک ہم نے انسان کو سختی میں پیدا کیا۔

تفسیر صافی میں ہے کہ مکہ مکرمہ کی عظمت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی کی وجہ سے ہے جس کی اللہ تعالیٰ قسم کھا رہا ہے کافی میں ہے کہ والد سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام میں ما ولد مراد ائمہ معصومین علیہ السلام ہیں جو انکی اولاد میں ہو گئے۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ

تفسیر صافی میں ہے کہ ایک مطلب اس کا یہ بھی ہے کہ انسان لقب اور مشقت کیلئے پیدا کیا گیا یعنی دنیا کی مصیبتیں بھی جھیلتا ہے اور آخرت کی سختیاں بھی اٹھائے گا۔

سورة البلد

أَوْ مُسْكِينًا دَا مُتْرَبَةً

ترجمہ: مسکین کو کھانا کھلا دینا۔

کافی میں جناب امیر اور جناب علی رضا علیہ السلام کھانا کھانے بیٹھے تو ایک خالی رکابی حضرت کے دسترخوان کے نزدیک لاکر رکھی جاتی تو جتنے کھانے اچھے اچھے ہوتے اس سب میں سے حضرت تھوڑا تھوڑا نکال کر رکھتے پھر حکم دیتے کہ یہ مساکین کو کھلایا جائے پھر یہ آیتیں تلاوت فرماتے پھر ارشاد فرماتے کہ خدا وند تعالیٰ جانتا تھا کہ ہر شخص اس بات پر قادر نہیں ہے کہ غلام آزاد کر سکے لہذا اس کے لئے جنت کا راستہ مساکین کو کھانا کھلانے ہی میں مقرر کر دیا۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ایک مومن کو پیٹ بھر کر کر کھانا کھلا دے تو مخلوق خدا میں سے کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے آخرت میں کس قدر اجر و ثواب عطا فرمائے گا نہ کوئی مقرب فرشتہ اسے جانتا ہے اور نہ کوئی مرسل نبی صرف پروردگار عالم ہی کو اس کا علم ہے پھر فرمایا کہ مغفرت کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلا دینا اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی

سورة البلد (۱۷-۱۹)

أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ (۱۸) وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ (۱۹) عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّوصَدَةٌ

ترجمہ: اور ایسے ہی لوگ تو نیک فال و مبارک ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر منکر اور بر شگون و منحوس ہیں جو طرفہ بند کی ہوئی آگ انہی پر ہوگی۔

اصحاب الميمنہ

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں جناب امیر المومنین علیہ السلام کے صحابی اور ان حضرت کے شیعہ تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد دولوگ ہیں جنہوں نے جناب امیر المومنین علیہ السلام اور ائمہ خدا کی مخالفت کی۔

اصحاب المشئمة

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہیں دشمنان اہل بیت

سورة الشمس ۱- ۴

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا (۱) وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَّابَا (۲) وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّابَا (۳) وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا

ترجمہ: قسم ہے سورج کی اور چڑھی ہوئی دھوپ کی قسم ہے چاند کی جو سورج کے پیچھے ظاہر ہو قسم ہے دن کی جبکہ (خدا) اس آفتاب کو روشن کر دے اور قسم ہے رات کی جبکہ وہ اس آفتاب کو ڈھانپ لے۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الشمس سے مراد ہے جناب رسول خدا جن کے ذریعہ سے پروردگار عالم نے لوگوں کے لئے اس کے دین کو واضح کر دیا۔

اور قمر جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں جو جناب رسول خدا کے بعد آئے اور ان کا سینہ جناب رسول خدا نے علم سے مملو کر دیا اور رات سے مراد ائمہ جو جنہوں نے ظلما و غصبا امیر خلافت کو آل رسول سے لے لیا اور اس مقام پر بیٹھ گئے جس کی مستحق آل رسول سب سے زیادہ تھی پس ان لوگوں نے دین خدا کو ظلم و جور سے اسی طرح ڈھا نپ لیا جس طرح سے رات کی اندھیری چھا جاتی ہے اور اللہ نے ان کے فعل کو اس طرح بیان فرمایا ہے والیل انلخثما اور دن سے مراد وہ امام ہیں جو اولاد فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہ سے ہو نگے کہ اگر ان سے دین خدا کی کوئی بات دریافت کی جائے تو وہ اس کو سائل کے لئے صاف صاف بیان کر دیں۔

سورة الشمس (۸،۹)

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (۹) وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا

ترجمہ: جس نے اسے پاک کر لیا وہ یقیناً کامیاب ہوا۔ اور جس نے اسے خفیہ گناہ سے دبا دیا وہ یقیناً ناکام رہا۔

من زکھا۔

سے مراد مولا کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں۔

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد اول (ابوبکر) و ثانی (عمر) مراد ہیں کہ انہوں نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے بیعت کرنے میں اپنے ہاتھوں کو حضرت کی ہتھیلوں سے چھوا تھا۔

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ (۱) وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ (۲) وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ (۳)

قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے قسم ہے دن کی جب کہ وہ چمک اٹھے  
قسم ہے اسکی جس نے نرو مادہ کو پیدا کیا ہے -

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس موقعہ پر لیل سے مراد ثانی (عمر) ہے جو اپنے زمانے میں جبکہ اسکی چل رہی تھی ظاہر ا جناب امیر المومنین علیہ السلام پر ایسا ہی غالب آگیا تھا جیسے رات دن پر یا ظلمت نور پر چھا جایا کرتی ہے اور جناب امیر المومنین علیہ السلام ان لوگوں کی سلطنت کے زمانے میں جب تک کے وہ ختم نہ ہو گئی برابر صبر فرماتے رہے -

وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ النہار سے مراد ہم اہل بیت علیہ السلام میں سے قائم آل محمد ہیں کہ وہ جب اٹھ کھڑے ہو نگے تو مراد باطل پر غالب آجائیں گے پھر فرمایا کہ قرآن مجید میں خداوند تعالیٰ نے مثالیں بیان کی ہیں اور چونکہ انکے مخاطب خدا کے نبی ہیں اور ہم اہل بیت ہیں لہذا ہمارے سوا کسی غیر کو ان باتوں کا علم نہیں ہے -

مَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ

المناقب میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں الذکر سے مراد جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور الانثیٰ سے مراد جنابہ سیدہ نساء العالمین جناب فاطمہ زہرہ سلام اللہ علیہ مراد ہیں -

سورة الضحیٰ - ۳،۴

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ

ترجمہ: اے رسول تمہارا پروردگار تم سے نہ دست بردار ہو اور نہ ناراض ہوا

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ.....

اور آگے چل کر تمہارا پروردگار تم کو اس قدر عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا پھر جگہ دی اور تم کو بھٹکا ہوا پایا اور منزل مقصود تک پہنچایا۔ اور تم کو محتاج پایا پھر مال دار کر دیا پس اب یتیم پر ظلم نہ کرنا اور سوال کرنے والے کو نہ جھڑکنا -

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی شان نزول میں یہ منقول ہے کہ پہلی سورۃ جو جبرئیل میں نے جناب رسول خدا کو پہنچائی وہ اقرا باسم ربک الذی خلق تھی اس کے بعد کچھ عرصہ تک وحی نہیں آئی تو جناب خدیجہ الکبریٰ نے عرض کی کہ شاہد پر وردگار عالم نے آپ کو چھوڑ دیا ہے کہ پھر آپکے پاس وحی نہیں بھیجتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وَأَسْوَفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن جناب رسول خدا جناب فاطمہ زہرا علیہ السلام کے گھر آئے وہ اونٹ کے اون کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھیں اور اپنے ہاتھ سے چکی پیس رہی تھیں اور اپنے بچے کو دودھ بھی پلاتی جاتی تھیں جناب رسول خدا نے جب یہ حالت دیکھی تو آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا کہ بیٹی آخرت میں جو لطف ملنے والے ہیں انکے مقابلے میں دنیا کی سختی پر ضرور صبر کرو اس پر یہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

المناقب میں بھی ایسی ہی روایت موجود ہے اور آخر میں جناب سیدہ کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔

الحمد لله على نعمائه والشكر على الائه

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو کہ اس کی تمام نعمتوں کے ذریعہ اور واقعی شکر ان کل تمام نعمتوں کا ہونا چاہیے۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ میری جد امجد اس وقت راضی ہو گئی کہ کوئی موخد جہنم میں باقی نہ رہے۔ اور محمد حنفیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا اے اہل عراق تمہارا تو گمان ہے کہ کتاب خدا میں سب سے زیادہ امید دلا نیوالی آیت یہ ہے قل یضادی الذین اسر مو علی انفسم اور ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ کتاب خدا میں سب سے زیادہ امید دلا نیوالی آیت ہے

ولسوف ..... واللہ یہ ذکر شفاعت ہے جس کے ذریعہ سے ہمارے جد امجد لالہ الا اللہ کہنے والوں تک کو داخل جنت فرمائیں گے (بشر طیکہ وہ بعض اہل بیت نہ رکھتے ہوں) اور خداوند تعالیٰ قبول کرتا چلا جائے گا جب تک کہ وہ یہ نہ فرمادیں گے رب رضیت (اے میرے پروردگار اب میں راضی ہو گیا)

سورة الم نشرح

الم نشرح لک صدر ک ولار فعنا لک ذکر ک

ترجمہ: کیا ہم نے تمہاری خاطر سے تمہارا سینہ نہیں کھول دیا اور تمہاری خاطر سے تمہارے ذکر کو بلند نہیں کیا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ علی علیہ السلام کے ذریعہ سے جب ہم نے انکو تمہارا وصی قرار دیا اور فتح مکہ کے ذریعہ سے جبکہ قریش کے گروہ کے گروہ داخل اسلام ہو گئے تمہارے سینے کو کشادہ کیا۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب رسول خدا سے دریافت کیا گیا کہ کیا سینہ بھی کھل جاتا ہے؟؟؟ فرمایا ہاں عرض اس کی کوئی علامت بھی ہے جس سے پہچان لیا جائے فرمایا دار الخرا یعنی دنیا سے علیحدہ ہو بیٹھنا اور ہمیشہ کے رہنے والے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے آمادہ ہو جانا۔

ورفعنا لک ذکرک

تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول خدا جب میرا ذکر کیا جائے گا اور تمہارا بھی ذکر کیا جائے گا چنانچہ جب کوئی شخص اشد ان لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اشد ان محمد رسول اللہ بھی ادا کرتا ہے

سورة الم نشرح ۴،۵،۶،۷

فان العسر مع اليسر ان اليسر مع العسر فاذا فرغت فانصب -والی ربک فارغب

ترجمہ: تو بے شک تکلیف کے ساتھ راحت ہے اور یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے

پس جب تم فارغ ہو چلو تو اب اپنا نائب (قائم مقام) مقرر کر دو اور اپنے پروردگار کے حضور میں جانے کی خواہش کرو۔

تفسیر قمی میں ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنے نبوت کو پہنچانے سے فارغ ہو جاؤ تو امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو اپنا قائم مقام مقرر کر دو اور تم اس بارے میں اللہ سے (رجوع) کی طرف توجہ کرو۔

کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ فرمایا جب تم فارغ ہو جاؤ تو اپنا علم قائم کرو اور اپنے وسی کا اعلان کر دو اور انکی فضیلتیں علانیہ طور پر لوگو کو جتلا دو اسی لئے جناب رسول خدا نے خطبہ غدیر میں سب کو جتلانے کے بعد فرمایا

من کنت مولاه فهذا علی مولاه

جس کا میں حاکم ہوں علی بھی اس کا حاکم اور سردار ہیں

سورة تین- ۱- ۴

وَالزَّيْتُونَ (۱) وَطُورِ سِينِينَ (۲) وَبَدَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ (۳) لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ

ترجمہ: قسم ہے انجیر کی زیتون کی -اور طور سنیا کی اور اس امن والے شہر کی -بیشک ہم نے انسان بہت ہی اچھے کھنڈے (خوب سے خوب اندازہ پر بنایا۔)

تفسیر صافی میں ہے کہ قسم کے لئے دونوں میووں کو ع مخصوص کر نیکی وجہ یہ ہے کہ انجیر عمدہ میوہ ہے جس میں فضلہ کم ہوتا ہے اور غذا جلد ہضم ہو جانے والی ہے اور دوا ایسی ہے کہ جسکا کی نفع بہت بڑا ہے کہ وہ طبیعت کو ملائم کرتی ہے جو بلغم کو گھلا دیتی ہے گردوں کو صاف کرتا ہے ریگ

مثانہ کو دور کرتی ہے اور جگر طمالم کو سارے کھول دیتی ہے اور بدن کو موٹا کرتی ہے ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ انجیر بواسیر کو دور کرتا ہے اور درد نقرس کو نفع پہنچاتا ہے اب رہا زیتون وہ میوہ کا میوہ اور سالن کا سالن اور دوا کی دوا اور اس کا روغن بہت ہی لطیف ہوتا ہے اور اس کے منافع کی کوئی حد نہیں۔

### وَبَدَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ

الخصال اور المعانی میں جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے شہروں میں سے چار کو پسند فرمایا۔ پس ارشاد فرمایا۔۔۔

والتین سے مراد مدنیہ منورہ اور زیتون سے مراد بیت المقدس اور طور سینن سے مراد کوفہ اور ہذا لا مین سے مراد مکہ المکرّمہ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ التین سے مراد ہیں جناب رسول خدا۔ الزیتون سے مراد ہیں جناب امیر المومنین علیہ السلام اور طور سینن سے مراد ہیں جناب امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام اور ہذا البلدا الامین سے مراد ہیں ائمہ علیہ السلام۔

المناقب میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ والتین والزیتون سے مراد ہے جناب امام حسن اور امام حسین علیہ السلام اور طور سینن سے مراد جناب امام حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام اور ہذا لبلدا الامین سے مراد ہیں جناب رسول خدا محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ والہ وسلم

### سورة العلق۔ ۸۔

أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ (۹) عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ

ترجمہ: آیا تم نے اسے بھی دیکھا جو ایک بندے کو جبکہ وہ نماز پڑھتا ہے روکتا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ ولید ابن مغیرہ لوگوں کو نماز سے روکا کرتا تھا اور اس بات سے کہ اللہ اور اللہ کے رسول اطاعت کریں پس خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ابو جہل نے لوگوں سے دریافت کیا تمہارے سامے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم سجدہ میں پیشانی رکھ دیتے ہیں لوگوں نے کہا ہاں اس کی قسم جس کی قسم کھائی جاتی ہے اگر میں نے ان کو ایسا کرتے دیکھا تو میں ضرور ان کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا لوگوں نے کہا یہیں تو نماز پڑھ رہے ہیں پس وہ اس ارادہ سے جو کچھ کہہ چکاتھا آگے بڑھا اور تھوڑی دیر میں پیچھے ہٹا پچھلے پاؤں ہٹتا جاتا تھا اور ہاتھوں سے اپنے آپ کو بچاتا جاتالوگوں نے کہا کہ اے ابو الحکم یہ کیا ہوا اس نے کہا کہ ان کے اور میرے درمیان آگ بھری خندق ہے اور ایک ڈروانی چیز ہے اور کچھ پر دار بازو ہیں اور جناب رسول خدا نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے قبصہ قدرت میں میری جان ہے اگر ابو جہل میرے قریب پہنچ جاتا تو فرمایا فرشتے اس کے عضو عضو کو اڑا لے جاتے اس امر کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے اس آیت سے لے آخر سورۃ تک نازل فرمایا۔

### سورة العلق (۱۶۔۱۷۔۱۸)

فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ (۱۷) سَدَّعُ الزَّبَانِيَةَ (۱۸) كَلَّا لَا تَطْعُهُمْ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

ترجمہ: اس وقت چاہئے کہ وہ اپنی جمیت کو پکارے ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلالیں گے دیکھو اس کا کہنا نہ مانو اور سجدہ کرو اور قرب خدا حاصل کرو۔

روایت میں وارد ہے کہ ابو جہل ایک دن آنحضرت کے پاس سے گزرا۔ حضرت کو نماز پڑھتے دیکھا تو خفا ہو کر بولا میں نے آپ کو منع نہیں کیا آنحضرت نے بھی نہایت غصہ سے جواب دیا اور فرمایا تو مجھے دھمکاتا ہے۔ حالانکہ وادی مکہ میں سب سے زیادہ مجمع میرے ساتھ ہو گا اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جب حضرت ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو ابو جہل نے اور ولید عبدالفتنة نے لوگو کو پکار کر یہ کہا کہ او اب محمد صلے الله عليه واله وسلم کو قتل کر ڈالو کہ اب ان کا مدد گار جو تھا اب وہ نہیں ہے اس پر خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ

کافی اور العیون میں جناب علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے بندہ کو خداوند تعالیٰ کا جو قرب حاصل ہوتا ہے سجدہ کی حالت میں اسکی دلیل یہی آیت ہے

سورة البینہ - ۱

حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ

ترجمہ: جب تک ان کے پاس کوئی کھلی ہوئی دلیل نہ آجاتی۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بینہ سے مراد جناب رسول خدا ہیں جب کہ آگے کی آیت میں صاف ظاہر ہے اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ اس کے الفاظ کو مستقبل ہیں اور معنی ماضی۔

سورة البینہ - ۷

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کام کیے (عمل صالح) ساری مخلوق سے بہتر وہی لوگ ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی امالی میں حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول خدا کی خدمت میں تھے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام تشریف لائے اور آنحضرت ارشاد فرمایا کہ اب تمہارے پاس میرا بھائی آگیا ہے پھر کعبہ کی طرف توجہ فرمائی اور اس پر اپنا ہاتھ مار کر ارشاد فرمایا کہ اس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ (علی) اور اس کے شیعہ قیامت کے دن یقیناً کامیاب ہونے والے ہیں پھر فرمایا کہ مجھ پر سب سے پہلے ایمان لانے والا اور اللہ کے عہد کو سب سے زیادہ پورا کرنے والا اور خدا کے حکم کو سب سے

زیادہ مضبوطی سے بجا لانے والا رعیت میں سب سے زیادہ انصاف کرنے والا اور مال غنیمت کا سب سے زیادہ ٹھیک ٹھیک تقسیم کرنے والا اور خدا کے نزدیک فضیلت میں سب سے بڑھا ہو اعلیٰ ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں جس وقت آنحضرت نے یہ فرمایا اسی وقت خدا وند تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ نازل فرمائی۔

اصحاب رسول خدا کا اس وقت سے یہ معمول ہو گیا تھا کہ جب علی مرتضیٰ علیہ السلام کو آتے دیکھتے تو یہ کہا کرتے کہ خیر البریۃ وہ آئے۔ اور مزید جناب رسول خدا سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت نے علی مرتضیٰ علیہ السلام کی طرف توجہ کر کے فرمایا یا علی واللہ اسی آیت سے تم مراد لئے گئے ہو اور تمہارے شیعہ تمہاری اور انکی وعدہ گاہ حوض کوثر ہے تم کل اس شان سے آؤ گے کہ سروں پر تاج ہو نگے اور چہرے اور پیشانیوں نوارنی ہو نگی۔

تفسیر مجمع البیان میں بھی یہی مطلب درج ہے اور المحاسن میں جناب محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ہم اہل بیعت علیہ السلام کے شیعہ مراد ہیں۔

سورة البینہ-۸

جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ (۸)

ترجمہ: ان کا بدلہ اس کے پروردگار کے پاس ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچی ندیاں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہونگے اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے خوش ہونگے یہ اسی کیلئے ہے کہ اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا ہو۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے اپنے شیعوں میں ایک شخص سے فرمایا کہ وہ لوگ جن سے اللہ راضی ہو گیا تم ہو اور تم ہی خدا وند تعالیٰ کی قضاوقدر پر راضی ہو فرشتے امور خیر میں تمہارے بھائی ہیں جب تم کو شش کرتے ہو وہ دعا مانگتے ہیں اور جب تم غافل ہو جاتے ہو تو وہ خود تمہارے لئے کوشش کرتے ہیں خیر البریۃ (بہترین لوگ) تم ہو تمہارے گھر بھی تمہارے لئے جنت ہیں اور تمہاری قبریں بھی تمہارے لئے جنت ہو نکلیں جنت کے لئے تم پیدا کئے گئے ہو اور جنت ہی میں تمہارا کل سازو سامان ہے جنت ہی کی طرف تم چلے جا رہے ہو۔

سورة الزلزال-۴-۱

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا (۱) وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا (۲) وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا (۳) يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا (۴)  
بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا

ترجمہ: جب زمین بڑے زور سے ہلادی جائے۔ اور زمین اپنے دھینے نکال دے۔ اور ایک خاص (انسان) کہنے لگے کہ اسے ہو کیا گیا ہے اس دن زمین اپنی خبریں بیان کر دے گی کیوں کہ تمہارے پروردگار نے اسے حکم دیا ہو گا۔

علل الشرائع میں جناب سیدہ فاطمہ زہرہ اسلام اللہ علیہا سے منقول ہے کہ ابو بکر کے زمانے میں بونچھال آیا لوگ لوگ پریشان ہو کر ابو بکر اور عمر کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ دونوں گھبرائے ہوئے خود جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ہاں جارہے ہیں لوگ بھی پیچھے پیچھے ہوئے تا تا انکے دروازہ جناب امیر المومنین پر پہنچے حضرت اس شان سے برآمد ہوئے کہ انکو زلزلہ وغیرہ کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں تھی پھر ایک طرف کو چلے اور لوگ بھی پیچھے پیچھے چلے یہاں تک کہ ایک بلندی پر پہنچے حضرت امیر المومنین اس پر بیٹھ گئے اور لوگ بھی ادھر ادھر بیٹھ گئے اب مدنیہ منورہ کی دیوار میں کو دیکھ رہے تھے کہ وہ ہل رہی ہے کبھی آگے کو آتی ہے کبھی پیچھے کو جاتی ہیں حضرت نے فرمایا جو کچھ تم دیکھ رہے ہو معلوم ہوتا ہے کہ اس نے تمہیں بہت ہی ڈرایا ہوا ہے وہ کہنے لگے کہ بھلا ہم کیوں نہ ڈریں کہ جو کچھ ہم اس وقت دیکھ رہے ہیں ہم نے تو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ روای کا بیان ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے دونوں لب ہائے مبارک حرکت میں آئے پھر اپنا دست مبارک زمین پر مارا اور اس سے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے وہ فوراً (زمین) حکم خدا سے ٹھہر گئی لوگوں کا تعجب پہلے کے تعجب سے جبکہ حضرت برآمد ہوئے زیادہ ہوا حضرت نے فرمایا کہ تم کو میرے اس کام سے تعجب ہوا لوگوں نے عرض کی کہ جی ہاں ضرور ہوا فرمایا کہ میں وہی شخص ہوں جس کے بارے میں خداوند تعالیٰ نے فرمایا اِذَا زُلْزِلَتْ... وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا پس وہ انسان میں ہی ہوں جو زمین سے کہے گا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے میں وہی ہوں جس سے زمین اپنے چیزیں بیان کریگی۔

سورة الزلزال (۶-۷)

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (۷) وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (۸)

ترجمہ: پس جس شخص نے ذرا برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرا بھر بدی کی ہو گئی وہ اسے بھی دیکھ لے گا

تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ آیت قرآن مجید کی کل آیتیں میں سے سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والی ہے اور جناب رسول خدا اسکو جامعہ فرمایا کرتے تھے۔

تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کی تفسیر میں منقول ہے کہ اگر کوئی شخص اہل جہنم سے ہوا اور وہ شخص دنیا میں ذرہ بھر بھی نیکی کر چکا تھا تو وہ اسکو قیامت کے دن حسرت کے طور پر دیکھے گا کیونکہ وہ عمل خیر اس نے خدا کی خوشنودی کے لئے نہیں کیا تھا اور اگر کوئی شخص اہل جنت سے ہو اور اس نے کوئی بدی بھی کی ہو گی تو قیامت کے دن اس بدی کو دیکھے گا تو ضرور مگر وہ بدی اس کی بخش دی جائیں گی۔

سورة العديت. ۱-۱۱

وَالْعَادِيَاتِ ضَبْحًا (۱) فَالْمُورِيَاتِ قَدْحًا (۲) فَالْمُغِيرَاتِ صُبْحًا (۳) فَأَنْزَرْنَ بِهِ نَقْعًا (۴) فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا (۵) إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ (۶) وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَلِكٍ لَّشَهِيدٌ (۷) وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ (۸) أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ (۹) وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ (۱۰) إِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ (۱۱)

ترجمہ: قسم ہے سر پٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی جو فراٹے بھرتے جاتے ہیں پھر پتھر پر ٹاپ مار کر آگ نکالتے جاتے ہیں پھر صبح کے وقت چھاپا مارتے ہیں تو اس سے گرد غبار بلند کر دیتے ہیں پھر دشمنوں کے دل میں گھس جاتے ہیں بیشک انسان اپنے رب کے لئے بڑا ہی ناشکر ہے اور وہ اس بات پر خود بھی ضرور گواہ ہے اور وہ مال کی بہت محبت رکھتا ہے کیا وہ نہیں جانتا کہ جب مردے قبروں سے نکالے جائیں گے اور سینوں کے بھید کھول دے جائیں گے اس دن ان کا پروردگار اس سے ضرور واقف ہو گا۔

امالی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس سورۃ کے بارے میں دریافت کیا گیا فرمایا کہ جناب رسول خدا نے اس ایک سر پر جنگ میں عمر ابن الخطاب کو سردار کر کے بھیجا تھا وہ شکست کھا کر اس شان سے لوٹا کہ اپنے ساتھیوں کو بزدلی کا الزام دیتا تھا اور وہ لوگ خود اسے بزدل بتلاتے تھے جب یہ قضیہ جناب رسول خدا کی خدمت میں پہنچا تو آنحضرت نے علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ سردار قوم تم ہو اب اس سر یہ کی فتح کے لئے تم آمادہ ہو مہاجرین اور انصار کے سواروں میں سے جنہیں جنہیں مناسب سمجھو ہمارے لئے جاؤ حضرت نے تعمیل کی جناب رسول خدا نے انکو اس مہم پر روانہ کرتے وقت یہ ارشاد فرمایا کہ دن کو ہمیشہ کسی گوشے میں قیام کرنا اور رات کو چلا کرنا اور دشمن کے حالات پر نظر رکھنا۔ جناب امیر المومنین نے حکم جناب رسول خدا کی پوری پوری تعمیل کی وہاں پہنچ کر قریب صبح ان لوگوں پر چھاپا مارا اور یہاں خداوند تعالیٰ نے اپنے نبی پر سورۃ الحدیث نازل کی جس میں جناب مولا کائنات امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور انکے ساتھیوں کی تعریف فرمائی (

سورة التكاثر (آخری)

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ

ترجمہ: پھر تم سے ان دونوں نعمتوں کی بابت ضرور باز پرس کی جائے گی

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہم اہل بیت وہ نعمت ہے جن کی وجہ سے ان میں اتفاق پیدا کر دیا اور اس کے سخت اختلاف تھا اور ہماری ہی وجہ سے اللہ نے اپنے بندوں پر احسان فرمایا اور ہماری ہی وجہ سے ان کے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور ان کو بھائی بھائی بنادیا بعد اس کے وہ دشمن تھے اور ہماری وجہ سے اللہ نے ان کو اسلام کی ہدایت کی ہے یعنی نعمت خدا ایسی ہے جو منقطع نہ ہو گی اور اسی نعمت کے حقوق کی بابت خداوند تعالیٰ ان سے سوال کر یگا کیونکہ یہی نعمت ایسی ہے جسکے زریعہ سے اس نے ان پر احسان فرمایا ہے یہ نعمت (نعیم) نبی اور عترت نبی ہیں۔

سورة العصر (۱،۲)

وَالْعَصْرِ (۱) إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ (۲) إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالحَقِّ وَتَوَّصُوا بِالصَّبْرِ

ترجمہ: وقت عصر کی قسم۔ انسان ضرور گھٹائے (ٹوٹے) میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل (عمل صالح) نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق کی پیروی کی تاکید کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے۔

العصر۔ سے مراد قائم آل محمد کے خروج اور ظہور کا وقت ہے اور وقت شہادت

امام مظلوم کربلا سید الشہدا امام حسین علیہ السلام ہے ۔

الانسان ۔۔الا کمال میں جناب امام جعفر صادق علیہ اسلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہمارے دشمن ہیں

سورة الماعون ( ۳-۱ )

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالْإِيمَانِ (۱) فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتِيمَ (۲) وَلَا يَحْضُ عَلَىٰ طَعَامِ الْمَسْكِينِ

ترجمہ: کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ سورت ابو جہل اور کفار قریش کے بارے میں نازل ہوئی تفسیر قمی میں مزید ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یتیم کو اسکا حق نہیں دیتے ایک قول کے مطابق ابو جہل ایک یتیم کے مال کا سر پرست تھا ایک موقع پر وہ یتیم برہنہ حالت میں اس کے پاس آیا اور اپنے ذاتی مال میں سے اس سے کچھ طلب کیا ابو جہل نے اس کو ہٹادیا اور ابو سفیان نے ایک اونٹ ذبح کیا تھا اس سے اس یتیم نے گوشت مانگا تو ابو سفیان نے اسکو اپنے عصا سے مارا۔

سورة الماعون (۷-۴)

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ (۲) الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ (۵) الَّذِينَ هُمْ يُرَأُونَ (۶) وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ

ترجمہ: پس ویل ہے ان نماز پڑھنے والوں کے واسطے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں ۔ اور جو دکھاوالے کی نماز پڑھتے ہیں اور عاریت دینے کی چیزوں کو روکتے ہیں

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے تارک الصلوة لوگ مراد ہیں کیونکہ سہوتو نماز میں ہر انسان سے ہوتا ہے۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا کہ آیا یہ سہو وسوسہ شیطان ہے فرمایا نہیں؟ یہ تو ہر شخص کو پیش آتا ہے بلکہ یہاں سہو سے مراد غفلت کرنا اور نماز کا اول وقت سے بے عذر چھوڑ دینا ۔ الخصال میں امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ نماز سے بڑھ کر کوئی عمل خداوند تعالیٰ کو پسند نہیں ۔ پس دنیا کے کاموں میں سے کوئی کام تم کو اس بات سے باز نہ رکھے کہ اور نماز کو اسکی فضیلت کے وقت بجا لاؤ اس لئے کہ خداوند تعالیٰ اسی غفلت کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے الذین ہم عن صلاتہم ساهون

سورة الماعون

الَّذِينَ هُمْ يُرَأُونَ

تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے مراد وہ منافقین ہیں کہ جو نماز پڑھتے تھے اور اس سے ثواب کی امید نہ رکھتے تھے اور نہ پڑھتے تھے تو اس سے کسی

عذاب کا اندیشہ نہ کرتے تھے گویا پورے پورے غافل رہتے یہاں تک کہ اس کا وقت گزر جاتا اور وہ غافل ہی رہتے ہے۔ پس مومنین کے ساتھ ان کا نماز پڑھنا ریا تھا جیسا کہ خداوند اس آیت میں فرماتا ہے

وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ

ترجمہ: اور عاریت دینے والی چیزوں کو روکتے ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد چراغ آگ اور خمیر وغیرہ چیزیں ہیں جن کی لوگوں کو اکثر ضرورت ہو کرتی ہے اور ایک روایت کے بموجب مراد ہے خمس اور زکوٰۃ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہے زکوٰۃ واجب اور روہ چیزیں اور جولوگ آپس میں ایک دوسرے سے مستعار مانگ لیا کرتے ہیں جیسے ڈول وغیرہ اور ایسی چیزیں جو روکی ہی نہیں جاسکتی جیسے پانی اور نمک کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الماعون سے مراد وہ قرض بھی ہیں جو تم لوگوں کو دیتے رہے ہو اور وہ نیکی بھی جو اور جو اوروں کے ساتھ کرتے رہتے ہو اور اسباب خانہ داری بھی ہے جو مستعار دے دیا کرتے ہو اور زکوٰۃ بھی الماعون میں داخل ہے کسی نے عرض کی کہ ہمارے پڑوسی ایسے بے احتیاط ہیں کہ جب ہم ان کو برتنے کی چیزیں مستعار دیتے ہیں تو وہ ان کو توڑ پھوڑ دیتے ہیں پھاڑ چیر ڈالتے ہیں اور طرح طرح سے خراب کر دیتے ہیں اس صورت میں اگر ہم ان کو نہ دیں تو ہم پر کوئی الزام تو نہیں؟؟؟ فرمایا جب یہ حالت ہے تو ایسوں کو نہ میں تم پر کچھ بھی الزام نہیں۔

سورة الكوثر - ۲-۱

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ (۱) فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (۲) إِنَّ شَانِئَكَ بُو الْأَبْتَرُ (۳)

ترجمہ: یقیناً (اے رسول) ہم نے تم کو کوثر عطا کی ہے۔ اب تم اپنے پروردگار کے لئے نماز پڑھو اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک بلند کرو۔ یقیناً تمہارا دشمن جو ہے وہی ہے اولاد رہے گا۔

الکوثر خیر کثیر علم عمل نبوت و کتاب شرف دارین اور ذریت طیہ اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد شفاعت ہے۔

وانحر۔ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو چہرے کے برابر تک اٹھا نا اور ایک روایت میں ہے کہ خود بھی مولا نے ہاتھ اٹھا کر دکھائے جس طرح شروع نماز میں قبلہ کی طرف رخ کر کے اٹھا ئے جاتے ہیں (ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے نماز کی زینت یہی ہے کہ ہر تکبیر کے ساتھ ساتھ اٹھائے جائیں

الابتر۔ تفسیر قمی میں ہے کہ جناب رسول خدا مسجد الحرام میں تشریف لائے اس وقت اس جگہ عمرو ابن العاص اور حکم ابن العاص موجود تھے

عمرو نے یا الہا الابر کہہ کے خطاب کیا کیونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ ہی دستور تھا ابتر اس شخص کو کہتے تھے جس کی کوئی اولاد نہ رہی ہو۔

پھر عمر ہ نے یہ بھی کہا کہ مجھے محمد سے بغض ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ سورۃ نازل فرمائی گویا ان شائک ہو الا ابتر تجھ سے بغض رکھنے والا ہی ابتر ہے یعنی نہ اس کا کوئی دین ہے اور نہ اس کا کوئی نسب ۔

تفسیر صافی میں ہے کہ نہ اسکی نسل باقی رہیگی اور نہ اسکی یاد نیکی کے ساتھ رہے گی اب رہے تم (رسول خدا) سو تمہاری ذریت بھی قیامت تک رہے گی اور تمہاری شہرت بھی اور تمہاری شہرت کے آثار بھی

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

امالی میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے مروی کہ جب سورۃ کوثر نازل ہوئی تو جناب امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کوثر کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جس کی وجہ سے خداوند تعالیٰ نے مجھے بزرگی بخشی ہے ۔ عرض کی یا رسول اللہ اس نہر شریف کے اوصاف بیان کیجئے فرمایا کہ اے علی کوثر ایک نہر ہے جو عرش کے نیچے سے جاری ہوئی ہے اس کاپانی دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شریں مسکہ سے زیادہ نرم ہے سنگریزے اس کے زبر مدد یا قوت و مرجان ہیں گھاس اس کی زعفران ہے مٹی اسکی مشک اذمر ہے چشمے اس کے عرش خدا کے نیچے ہیں پھر میرے پہلو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے علی؟ وہ نہر میرے لئے اور تمہارے لئے اور تمہارے ان دوستوں کے لئے ہے جو میرے بعد بھی تم سے محبت رکھیں گے

وہ میرا حوض ہے قیامت کے دن میری تمام امت اس پر وارد ہو گی ستارہ ہائے آسمانی کے ہم عدد اس پر پیالے رکھے ہوئے ہوں گے میری امت کا بڑا گروہ اس کے کنارے سے ہٹا دیا جائے گا میں عرض کروں گا کہ اے میرے پروردگار یہ تو میری امت میں سے ہے ارشاد ہوگا کہ اے رسول تم کو خبر نہیں ہے کہ ان لوگوں نے تمہارے بعد کیسے کیسے حادثے برپا کئے ہیں

تم سب کو چاہیے کہ ہمارے ساتھ حوض کوثر پر ہونے کی خواہش کرو اس لئے کہ ہم اس کے کنارے سے اپنے دشمنوں کو ہٹا دیں گے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خداوند تعالیٰ نے پانچ چیزیں عطا فرمائی ہیں اور پانچ ہی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو عنایت کی ہیں خداوند تعالیٰ مجھ کو جوامع العلم (قرآن مجید) عطا کیا ہے اور علی کو جوامع العلم دیا ہے مجھے نبی مقرر کیا ہے علی کو میرا وصی مجھے کوثر مر حمت فرمایا تو علی کو سبیل مجھے وحی عطا فرمائی ہے اور علی کو الہام مجھے شب معراج آسمان پر بلایا تو علی کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے اور حجاب اٹھا دئے تاکہ میں ان کی جانب دیکھوں اور وہ میری طرف دیکھیں یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم رونے لگے میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور آپ پر نثار ہو جائیں اس وقت رونے کا سبب کیا ہوا؟ فرمایا اے ابن عباس (عرش بریں) پر سب سے پہلے مجھے یہ حکم ہوا کہ اپنے نیچے کی سمت نظر کرو جو نہی نظر کی تو دیکھا کہ پردے ہٹا دئے گئے ہیں اور آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام سر اٹھائے ہوئے دیکھ رہے ہیں پس علی نے مجھ سے بھی کلام کیا اور میرے پروردگار نے بھی مجھ سے کلام کیا ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ خداوند تعالیٰ نے آپ سے کیا فرمایا تھا؟ جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) میں نے علی کو تمہارا وصی اور وزیر تمہارے بعد خلیفہ قرار دے دیا یہ خوشخبری علی کو دے دو کہ وہ تمہاری باتیں سن رہے ہیں پس میں نے علی کو خبر دی حالانکہ

میں اپنے پروردگار کے حجاب قدرت کے پاس تھا علی نے جواب دیا کہ یارسول اللہ میں نے قبول کیا اور میں آپ کا فرمانبردار ہوں پس خدا وند تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ تم سب کے سب علی پر سلام کرو ان سب نے سلام دیا پھر میں نے دیکھا کہ فرشتے آپس میں بابت ایک دوسرے کو مبارک بشارت باد دے رہے ہیں اور جس بھی فرشتہ کی طرف سے میرا گزر ہوتا تھا وہی مجھے مبارک باد دیتا تھا اور وہ فرشتے کہتے تھے کہ یارسول اللہ قسم ہے خدا کی جس نے آپ کو معیوث رسالت کیا اس بات کا ہم گروہ ملائکہ کو بے حد خوشی ہے کہ آپ کے چچا زاد بھائی کو خدا نے تعالیٰ نے آپ کا خلیفہ قرار دیا ہے اور میں نے حاملان عرش کو دیکھا کہ وہ زمین کی طرف سر جھکائے ہوئے ہیں یہ حال دیکھ کر میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ اے جبرئیل حاملان عرش کے سر جھکانے کا سبب کیا ہے جبرئیل نے کہا یارسول اللہ کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہے جس نے خوش ہو کر چہرہ علی ابن ابی طالب کی طرف نظر نہ کی ہو مگر حاملان عرش نے ابھی ابھی خدا وند تعالیٰ سے اجازت حاصل کی ہے اب وہ علی ابن ابی طالب کی طرف نظر کر رہے ہیں ( اے ابن عباس ) جب میں زمین پر آیا تو میں ان واقعات کی اطلاع علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دیتا تھا اور وہ سب باتوں کی خبر مجھے سناتے تھے جب سے میں نے معلوم کر لیا کہ کوئی مقام ایسا نہیں رہا جہاں میں نے قدم رکھا ہو اور علی پر وہ نہ کھل گیا ہو یعنی انہوں نے اسے آنکھوں سے نہ دیکھا لیا ہو۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے؟؟؟ فرمایا کہ ابن عباس تم پر علی ابن ابی طالب کی مودت واجب ہے قسم ہے خدا کی جس نے مجھے برحق رسول بنا کر بھیجا ہے ہر شخص کی کوئی نیکی اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک کہ اس سے محبت علی ابن ابی طالب کا سوال نہ کر لیا جائیگا حالانکہ خدا وند تعالیٰ پر ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

پس اگر بندہ علی کی محبت ولایت لے کر آیا ہے تو اس کا عمل جیسا بھی ہوگا قبول ہو جائے گا اور اگر ان کی ولایت لیکر نہیں آیا تو کوئی اور عمل پوچھا ہی نہ جائے گا اور یہ حکم ہو جائے گا کہ اسے سیدھا جہنم پہنچا دو اے ابن عباس اس کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا دوزخ کی آگ نہ نسبت ان لوگوں کے کہ جو خدا کے لئے بیٹھا قرار دیتے ہیں ان لوگوں پر زیادہ غضب ناک جو علی سے دشمنی رکھتے ہوں گے۔

اے ابن عباس اگر تمام ملائکہ اور سارے انبیا (بفرج محال) علی کی عداوت پر متفق ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کو دوزخ کی آگ سے عذاب میں مبتلا کرے گا مگر وہ لوگ علی سے ہرگز دشمنی نہ کریں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ایسا بھی کوئی ہوگا جو علی سے عداوت رکھے گا؟ فرمایا ہاں اے ابن عباس بہت سے لوگ ہوں گے جو میری امت میں ہونے کا دعویٰ کریں گے مگر اسلام سے ان کو کچھ بھی تعلق نہ ہوگا۔

اے ابن عباس ان کی علامت ایک یہ بھی ہے کہ وہ علی پر ایسے شخص کو فضیلت دیں گے جو ان سے کہیں پست درجہ ہوگا اسی کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنا کر بھیجا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جو اس کی نظر میں مجھ سے زیادہ معزز ہو نہ کوئی وصی ایسا بھیجا جس کی عزت اس کے نزدیک میرے وصی سے زیادہ ہو۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہمیشہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت اور حکم کے بموجب علی ابن ابیطالب علیہ سے محبت کرتا رہا اور یہ کہ میرے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی عمل ہی نہ تھا۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ اس واقعہ کو مدتیں گذر گئیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت وفات قریب آگیا۔ ایک دن میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور کے قدموں پر فدا ہو جائیں آپ کی رحلت کا زمانہ بہت نزدیک رہ گیا ہے آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں فرمایا اے ابن عباس علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے مخالفوں کی تم مخالفت کرنا اور ہرگز علی کے مخالفوں کی مدد اور نصرت نہ کرنا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ لوگوں کو کیوں نہیں حکم دے دیتے کہ علی کی مخالفت نہ کریں یہ سنکر آنحضرت اتنا روئے کہ غش کر گئے۔

جب افاقہ ہوا تو فرمایا اے ابن عباس علم خدا میں یہ پہلے سے ہی گذر چکا ہے خدا کی قسم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا کوئی مخالف اور منکر دنیا سے نہ اٹھے گا مگر یہ کہ خدا وند تعالیٰ اس کی نعمتوں کو متغیر کر دے گا۔ اے ابن عباس اگر تم خدا سے ایسے حال ملاقات کرنا چاہتے ہو کہ تم سے راضی ہوں تم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی راہ پر چلتے رہنا اور جس طرف تم ان کا میلان دیکھو اسی طرف تم بھی مائل ہو جانا اور اپنی اولاد کی ان کو امامت کی وصیت کرتے جانا اور ان کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا اور ان کے دوستوں کو کے دوست بننا اے ابن عباس تم ہمیشہ اس بات سے ڈرنا کہ کہیں علی کی طرف سے تمہارے دل میں کوئی مخالف بات آجائے کیونکہ علی کے بارے میں شک کرنا خدا وند تعالیٰ کی جناب میں کفر کے برابر ہے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز صبح ادا کر کے بعد جناب امیر المومنین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یا علی یہ نور کیسا ہے جو تم پر چھا یا ہوا ہے عرض کی یا رسول اللہ آج شب کو مجھے جنابت عارض ہوئی پس میں اس جنگل میں پانے کی تلاش کو گیا مگر کہیں نہ ملا جب میں واپس آیا تو ایک منادی نے مجھے آواز دی یا امیر المومنین علیہ السلام اب جو میں نے پلٹ کر دیکھا تو ایک شخص کو پایا کہ ایک لوٹا اور ایک سونے کا طاس پانی سے بھرا ہوا لئے تھا اس سے میں نے غسل کیا جناب رسول خدا نے فرمایا وہ آواز دینے والا جبرئیل تھے۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکر و عمر نے فرمایا کہ تم دونوں علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں جاؤ تاکہ وہ سب کا واقعہ تم سے بیان کریں اور میں بھی پیچھے پیچھے تمہارے آتا ہوں پس وہ دونوں دو کستر ائے مرتقوی پر حاضر ہوئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی امیر المومنین علیہ السلام خود باہر آگئے اور فرمایا کہ کیا کوئی حادثہ برپا ہو گیا ہے ہم نے عرض کی نہیں بلکہ ہمیں رسول خدا نے حکم دیا ہے کہ علی علیہ السلام کے پاس جاؤ تاکہ وہ تم سے شب کا قصہ بیان کریں ہم لوگ یہ عرض کر رہی تھے کہ اتنے میں جناب رسول خدا بھی تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا کہ اے علی علیہ السلام رات کی سرگزشت ان دونوں کو سنا دو عرض کی یا رسول اللہ مجھے تو شرم آتی ہے فرمایا بیان کرو حق بیان کرنے سے خدا بھی نہیں شرماتا۔ اس وقت علی مرتضیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ شب گذشتہ میں نے طہارت اور غسل کے لیے پانی تلاش کیا مگر نہ ملا صبح نمودار ہو چکی تھی مجھے خوف ہوا کہ میری نماز قضا نہ ہو جائے پس میں نے حسین علیہ السلام کو اور دوسری طرف حسن علیہ السلام کو پانی کی تلاش میں روانہ کیا ان دونوں کی واپسی میں دیر ہوئی جس سے میرے دل کا رنج اور بڑھ گیا میں اس بے چینی میں تھا کہ یکایک مکان کی چھت شگافتہ ہو گئی اور ایک طاس رومال سے ڈھکا ہوا اترنا شروع ہوا جب وہ زمین پر آگیا میں نے اس سے رومال ہٹایا تو دیکھتا ہوں اس میں پانی ہے اس سے میں نے طہارت بھی کی اور غسل بھی کر لیا اور نماز صبح ادا کی پھر وہ طاس اور رومال اٹھ گیا اور چھت برابر ہو گئی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام سے اور ان دونوں (ابو بکر و عمر) سے فرمایا کہ وہ طاس جنت کا تھا وہ پانی کوثر

کا اور وہ رومال بہشتی اسبترق کا تھا اے علی ! تمہاری مانند کون ہے کہ اس شب میں جبرئیل نے تمہاری خدمت کی ۔

### سورة الكفرون

لا اعدو

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا کہ کوئی حکم بھی کیا بات کو اس طرح بار بار دہرایا کرتا ہے مولا نے جواب دیا کہ جب اس سورت کے نزول کا بار بار تکرار ہے اور یہ کہ قریش نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا تھا کہ ایک سال تو تم ہمارے خداؤں کی پرستش کر لیا کرو اور ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کر لیا کریں جس طرح جس انداز سے قریش نے درخواست کی تھی اس انداز سے خدا تعالیٰ نے جواب دیا تھا۔

### سورة النصر

اذا جاء نصر الله والفتح

ترجمہ: جب آئی اللہ کی مدد اور فتح (ہو گیا مکہ) اور دیکھا تم نے لوگوں کو کہ خدا کے دین میں گروہ (کہ گروہ) داخل ہو رہے ہیں تو اب تم اپنے رب کی حمد کی تسبیح پڑھو اور اس سے طلب مغفرت کرو بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے کافی اور العیون میں منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلی سورت اقرا باسم ربک الذی خلق اور سب سے پچھلی سورة اذا جاء نصر الله - تفسیر مجمع البیان میں ام سلمہ سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زندگی سبحن اللہ بحمدہ استغفر اللہ و اتوب الیہ کے آخری سال میں اٹھے بیٹھے آتے جاتے یہ فرماتے تھے۔

### سورة الہب

تبت یدابی لہب وتب

ترجمہ: ٹوٹ جائیں دونوں ہاتھ ابو لہب کے اور غارت ہو جائے وہ خود اور اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا اس کے کچھ کام نہ آئے گا عنقریب وہ بھی لپٹنے والی آگ میں جلایا جائے گا اور اسکی جو رو (بیوی) بھی جہنم کا ایندھن اٹھائے ہوئے چلی جائیگی جس کے گلے میں آگ کی رسی ہوگی

تفسیر صافی میں ہے کہ بتاب کے معنی ہیں ایسا نقصان جو ہلاکت تک پہنچا دے اور یداسے مراد ہے اس کا نفس یا ذات یادنی اور آخرت ۔

تفسیر مجمع البیان میں عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ جب آیت واند عشر تک الاقربین نازل ہوئی تو حضرت کو ہ صفا پر تشریف لے گئے اور ایک آواز دی جس سے قریش آپ کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے تمہیں کیا امر پیش آیا ہے آپ نے فرمایا کہ بھلا اگر میں تمہیں اطلاع دوں کہ دشمن اس پہاڑ کر پیچھے چھپا ہوا ہے اور صبح وشام تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے سب نے کہا ضرور ہم آپ کی تصدیق کریں گے فرمایا کہ میرے نبی کے بارے میں یہ فرمان تعالیٰ ہے ۔

ان هو الا نذیر لکم بین یگری عذاب شدید

ترجمہ: پھر غور کرو کہ تمہارا پاس اس رفیق پیغمبر کو جنون نہیں ہے یہ تو سخت عذاب آنے سے پہلے تمہارے لیے صرف ڈرانے والا ہے۔ اس پر ابو لہب نے کہاتبا لک (تیرا سیناناس) کیا تو نے اس بات کے لیے ہم سب کو بلایا ہے اس کے جواب میں خداوند تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

### سورة الاخلاص

قل هو الله .تفسیر قمی میں یہ ہے کہ اس سورت کی شان یہ ہے کہ یہودیوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کی تھی کہ آپ اپنے پروردگار کا نسب نامہ بیان کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

تفسیر توحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قل کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کا اظہار کر جو ہم نے تیری طرف وحی کی ہے اور جس طرح حرفوں کو جمع کر کے ہم نے تجھے اطلاع دی ہے اور تجھے ہم نے پڑھ کر سنا دیتے ہیں تاکہ ان کے ذریعہ سے ہر وہ شخص جو توجہ کر کے دل کے کانوں سے سنے پا لے ہو ایک اسم ہے جس میں کنایا اور اشارہ اور غائب کی طرف ہے۔ پس اس کی (ہ) (بتیہ کرتے بتلاتی ہے کہ وہ معنا ثابت وقائم ہے

اور او اسباب کا اشارہ کرتی ہے کہ خواس خمسہ سے غائب ہے

### سورة الفلق

#### قل اعوذ برب الفلق

ترجمہ: تم کہہ دو کہ میں سپیدا صبح کے مالک کی پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جس کو اس نے پیدا کیا اور اندھیری رات کے شر سے جبکہ وہ چھا جائے اور گروہوں پر پھونک مارنے والیوں کے شر سے جب کہ وہ پھونک مار دیں اور حسد کرنے والے کے شر سے کہ جب وہ حسد کرے۔

طب ائمہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبرائیل امین جناب رسول خدا کی خدمت میں آئے اور یہ عرض کی کہ یا رسول اللہ فلاں شخص نے آپ پر جادو کر دیا ہے اور وہ جادو کی چیز فلاں قبیلے کے کنوئیں میں اس شخص نے ڈال دی ہے پس آپ کنوئیں میں اس شخص کو بھیجیں جس پر آپکا بھروسہ سب سے زیادہ ہے اور اس کی عظمت آپ کی نظر میں سب سے زیادہ ہے اور جو آپ کے نفس کی سی منزلت رکھتا ہو تاکہ وہ اس جادو کو نکال لے آئے اور آپ کے پاس پہنچا دے چنانچہ آنحضرت نے حضرت علی ابن ابی طالب کو بھیجا اور فرمایا کہ تم فلاں قبیلے کے کنوئیں پر چلے جاؤ اور اس میں ایک جادو ہے جو لبید ابن عصم یہودی نے میرے بارے میں کیا ہے جناب امیر المومنین علیہ السلام کا جانا اور جادو نکال کر لانا باطل کر دکھانا اور دوسرے اصحاب کا شکر کرنا اور جناب امیر کے جوابات یہ سب صفحہ نمبر ۲۴۲ ملاحظہ ہوں

### سورة الناس

#### قل اعوذ برب الناس

ترجمہ: تم کہہ دو کہ میں آدمیوں کے پروردگار کی - آدمیوں کے بادشاہ کی آدمیوں کے معبود کی - اس شیطان کے وسوسوں کے شر سے بچنے کی کے لیے پناہ مانگتا ہوں جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے (ان میں سے) ایک جنوں میں سے ہے اور ایک آدمیوں میں سے ہے -

تفسیر صافی میں ہے کہ خناس شیطان کا نام ہے اور اس کے لفظی معنی ہیں ہر نیکی کے کام کو تاخیر میں ڈالنے والا کافی اور تفسیر عیاش میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر مومن کے دل کے دوکان ہیں ایک میں تو خناس ایسے وسوسے پھونکتا رہتا ہے اور ایک میں فرشتہ اپنی آواز پہنچاتا رہتا ہے جب کہ فرمایا

وايد هم بروح منہ

ترجمہ: (اور اپنی طرف سے روح ایمان سے ان کی تائید فرمائی ہے -)

تفسیر قمی میں ان ہی حضرت سے منقول ہے کہ ہر دل کے دوکان ہوتے ہیں ایک پر ہدایت کرنے والا فرشتہ متعین ہوتا ہے اور دوسرے پر آزمائش میں ڈالنے والا شیطان جب یہ شیطان کسی بدی کامشورہ دیتا ہے تو وہ فرشتہ زجر و تو بیچ کرتا ہے (اب ماننے والے اور نہ ماننے والے کا اختیار صاحب دل کو ہے) اسی طرح آدمیوں میں سے بھی خناس ہے جو آدمیوں کو خدا کی نافرمانی پر آمادہ کرتا رہتا ہے جیسا کہ جنوں میں کا شیطان -